نسیم احمد

قوانین ادویہ

نیا ایڈیشن

Ibn-E-Sina Tibbiya College
Library
Estd. 19 0
6509
Beenapara Azamgarh

مصنف

حکیم سید ایوب علی قاسمی

(سابق ریڈر)

ناشر

نام کتاب قوانین ادویہ

مصنف حکیم ایوب قاسمی

تعداد پانچ سو

قیمت 100

فہرستِ مضامین

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ
	مقدمہ	
	پیش لفظ	۵
۱ ۔	علم الادویہ کا تاریخی پس منظر	۸
۲ ۔	ماخذِ ادویہ	۱۱
۳ ۔	دوا، غذا اور اس کے اقسام	۱۳
	(ا) دوا	"
	(ب) غذا	"
	(ج) دوا و غذا میں فرق	"
	(د) دوائے غذائی، غذائے دوائی۔	۱۴
۴	ذوالخاصہ اور اس کی عام فہم تعبیر۔	۱۵
۵ ۔	مزاجِ ادویہ	۱۹
	(ا) مزاج کا عمومی مفہوم	"
	(ب) مزاج کا اصطلاحی مفہوم	"
	(ج) عنصر اور اس کی تحقیق	۲۰
	(د) عناصر کی تعداد کا تحقیقی جائزہ	"
	(ھ) ادویہ کے مطالعہ میں مزاج کی اہمیت	۲۲
	(و) درجاتِ مزاجِ ادویہ	۲۳

Ibn-E-Sina Tibbiya College
Library
Estd. 19_0
6509
Beenapara Azamgarh

صفحہ	عنوانات	نمبر شمار
۲۳	(س) دوائے حار وبارد اور معتدل	
۲۷	اقسام مزاج	۶۔
"	(ا) مزاجِ اولیٰ و ثانوی	
۲۹	(ب) مرکب القویٰ اور اس کے اقسام مستحکم وغیر مستحکم	
۳۲	(ج) ترکیب ادویہ طبعی و صناعی۔	
"	(د) جوہر فعال و تفل	
۳۴	دواؤں کے اجزائے ترکیبیہ	۷۔
۳۵	تاثیرات ادویہ	۸۔
۳۹	دواؤں کی طبعی خصوصیات	۹۔
۴۵	غیر معروف دواؤں کے اثرات معلوم کرنے کے ذرائع۔	۱۰۔
"	قیاس و تجربہ	
۴۶	(ا) محرکات تجربہ (امورِ اتفاقیہ)	
۴۹	(ب) قیاس اور اس کے اصول ومبادی	
۵۰	(۱) دوا کا استحالہ	
۵۱	(۲) دوا کے رنگ سے قیاس	
	(۳) دوا کی بو سے قیاس	
	(۴) دوا کے مزے سے قیاس	
۵۲	(۵) دوا کے قوام سے قیاس	
۵۶	(۶) دوا کے وزن سے قیاس	
۵۸	(ج) تجربہ اور اس کی اہمیت	
۵۹	(د) شرائطِ تجربہ	
"		

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ
۱۱۔	مختلف نظام ہائے جسمانی پر دواؤں کے اثرات	۶۵
	(الف) نظامِ اعصاب و دماغ و نخاع	"
	(ب) آنکھوں پر دواؤں کے اثرات	۶۸
	(ج) کان پر دواؤں کے اثرات	۷۰
	(د) ناک پر دواؤں کے اثرات	۷۱
	(ھ) نظامِ تنفس پر دواؤں کے اثرات	۷۲
	(و) نظامِ قلب "	۷۴
	(ز) نظامِ انہضام "	۷۵
	(۱) معدہ و امعاء پر دواؤں کے اثرات	۷۶
	(۲) جگر پر دواؤں کے اثرات	۸۷
	(ح) نظامِ بول "	۸۹
	(ط) نظام توالد و تناسل	۹۰
	(۱) مردانہ	۹۱
	(۲) زنانہ	۹۲
	(ی) نظامِ جلد	۹۴
	(ک) نظامِ عروق	۹۷
۱۲۔	بدنی استحالات پر دواؤں کے اثرات۔	۱۰۰
۱۳۔	تریاقاتِ سموم	۱۰۸
۱۴۔	موادِ امراض پر دواؤں کے اثرات	۱۱۱
۱۵۔	مانعِ عفونت ادویہ	۱۱۲

Ibn-E-Sina Tibbiya College
Library
Estd. 19 0
6509
Beenapara Azamgarh

د

صفحہ	عنوانات	نمبر شمار
۱۱۳	طفیلی کیڑوں پر دوائی اثرات	۱۶ـ
۱۱۴	حرارت بدن اور اس پر دواؤں کی اثر اندازی۔	۱۷ـ
۱۲۰	اشکالِ ادویہ	۱۸ـ
۱۲۳	(ا) ادویۂ جامدہ	
۱۲۵	(ب) ادویۂ نیم جامدہ یا نیم سیالہ	
۱۳۶	(ج) ادویۂ سیالہ	
۱۴۵	(د) ادویۂ بخاریہ	
۱۴۷	مسالکِ ادویہ	۱۹ـ
۱۵۳	دواؤں کا حصول وحفاظت	۲۰ـ
۱۵۷	حصولِ ادویہ میں سیارات کے زمانۂ عروج وزوال کے اثرات	۲۱ـ
۱۵۹	مدتِ استعمالِ ادویہ (دوا کی عمر)	۲۲ـ
۱۶۵	ابدالِ ادویہ	۲۳ـ
۱۶۹	دواؤں کے نقصانات اور ان کی اصلاح	۲۴ـ
۱۷۲	ترکیب کی ضرورت اور اس کے قوانین	۲۵ـ
۱۷۹	متناقضات	۲۶ـ
۱۸۱	نسخہ کی ترتیب وترکیب	۲۷ـ
۱۸۳	تشریحِ اصطلاحات باعتبار نوعیتِ اعمال	۲۸ـ

٭٭٭٭٭٭٭٭٭٭٭٭٭٭٭٭٭٭٭٭٭٭٭

معروضات برائے جدید اڈیشن

اب سے دس برس قبل علم الادویہ سے متعلق کلیاتی مضامین کی اشاعت قوانینِ ادویہ کے عنوان سے کتابی شکل میں پیش کی گئی تھی جو طبیہ کالجوں کے طلبہ واساتذہ میں خاصی مقبول ہوئی اور اس کتاب کی تمام کاپیاں مسلم یونی ورسٹی کے پبلیکیشن ڈپارٹمنٹ کی طرف سے فروخت ہوگئیں۔ کتاب کی افادیت اور طلبہ واساتذہ کے پے در پے تقاضوں کی بنا پر دوبارہ اشاعت کی ضرورت پیشِ نظر ہے۔ اس لیے قوانینِ ادویہ کا یہ دوسرا جدید اڈیشن ہے۔

اس جدید اڈیشن میں مختلف عنوانات کے تحت ردوبدل اور مناسب اضافات کیے گئے ہیں۔ علاوہ ازیں کچھ نئے عنوانات بھی قائم کیے ہیں۔ مثلاً علم الادویہ کا تاریخی پس منظر۔

ان اضافات سے ہمارے طلبہ میں ذہنی بالیدگی اور وسعتِ نظر پیدا ہوگی۔ امید ہے کہ یہ کوشش بہ نظرِ استحسان دیکھی جائے گی۔

مقدمہ

طب یونانی اپنے قواعد و کلیات کی وجہ سے دوسرے نظامہائے علاج کے مقابلے میں امتیاز خاص کی حامل ہے۔ ان اصول و قواعد کا دائرہ منافع الاعضاء اور ماہیت الامراض سے لے کر علم الادویہ اور معالجات تک پھیلا ہوا ہے۔ کلیاتی مباحث میں امور طبیعیہ کے مسائل کی طرف خصوصیت کے ساتھ علمائے طب کی بہت توجہ مبذول رہی ہے۔ یونانی عہد میں بقراط و جالینوس نے ان پر علیحدہ سے رسالے لکھے ہیں۔ اسی طرح عربی عہد میں انکو مطالعہ و تحقیق کا خاص موضوع بنایا گیا ہے۔ ابن سینا نے قانون میں ان امور پر نہایت عالمانہ انداز میں لکھا ہے۔ قانون کا یہ کلیاتی حصہ ہر دور میں اہلِ علم کے لیے مرکزِ نظر بنا رہا اور اس کے مطالعہ اور حل مباحث میں طبی تحقیق کی بہترین صلاحیتیں صرف ہوئیں۔ طبی ذخیرے میں اس موضوع کی بکثرت کتابیں دوسرے مضامینِ طب کے لیے باعثِ رشک ہیں۔ درس و تدریس میں بھی اس کی یہ فضیلت قائم رہی۔ کلیات کا درس ہر استاذ کے بس کی چیز نہیں۔ فاضل اساتذۂ وقت ہی اس درس کے اہل سمجھے جاتے تھے اور اس کے لیے طب اور عربی زبان کی قابلیت کے ساتھ فلسفہ اور دوسرے علوم قدیمہ میں اعلیٰ مہارت ضروری تھی۔

کلیاتی مضامین امورِ طبیعیہ کی طرف جس قدر توجہ مبذول ہوئی وہ کلیات علاج اور کلیات ادویہ کو حاصل نہیں ہوئی لیکن ایسا بھی نہیں ہے کہ اصول ادویہ کی اہمیت کو نظر انداز کیا گیا ہو۔ قوانین و احکامات ادویہ پر نہ صرف معالجات اور مفردات و مرکبات کی کتابوں میں لکھنا ضروری سمجھا گیا جیسا کہ ان میں جگہ جگہ اس سے متعلق مواد ملتا ہے بلکہ اس موضوع پر مستقل کتابیں سپرد قلم کی گئیں۔

قوانین ادویہ کے انضباط میں اطباء نے جس ماہرانہ بصیرت سے کام لیا ہے وہ انکے ادویاتی ذوق، کمالِ شغف اور وسعتِ ذہن کو ظاہر کرتا ہے۔ اس سلسلے کی اہم کتابوں میں سے مثلاً ایک کتاب الشامل" ہے۔ محمد بن زکریا رازی کے نام کا انتساب اگرچہ محل نظر ہے لیکن اپنے مواد کی بنا پر ہمارے نقطۂ نظر سے یہ ایک نہایت بلند پایہ تصنیف ہے اس کے درج ذیل عنوانات کے ذریعہ قوانین ادویہ کے موضوع کی وسعت و اہمیت کا اظہار ہوتا ہے۔

کتاب جزءِ نظری اور جزءِ عملی دو حصّوں میں تقسیم ہے۔ جزءِ نظری چار اجزاء پر مشتمل ہے۔ جزِ اول فی قوانین الادویہ۔ جزِ ثانی فی احکام الادویۃ المفردۃ مفصلاً بحسب الدواء۔ جزِ ثالث فی قوانین علم الادویۃ المرکبۃ۔ جزِ رابع فی احکام الادویۃ المرکبۃ مفصلاً بحسب الدواء۔

ان میں پھر جزءِ اول چار کتابوں پر مشتمل ہے۔ کتاب الاول فی احکام الادویۃ المعدنیۃ۔ کتاب الثانی فی احکام الادویۃ النباتیۃ بالقول الکلی۔ کتاب الثالث فی احکام الادویۃ الحیوانیہ واقسامہا بالقول الکلی۔ کتاب الرابع فی احکام الادویۃ المفردہ علی الاطلاق۔

کتاب الرابع میں چار تعلیمات ہیں۔ تعلیم اول فی امزجۃ الادویہ وفی تحقیق الکلام فی احکامہا ووجہ الاستدلال علیہا۔ تعلیم ثانی فی افعال الادویۃ المفردہ بالقوی التابعۃ لکیفیاتہا وصورہا (اس میں ایک مقدمہ اور دو جملے ہیں۔ مقدمۃ فی صفات الادویۃ وافعالہا جملۂ اولیٰ فی اوصاف الادویۃ ومایحدث فی بدن الانسان تلک الاوصاف۔ جملۂ ثانیہ فی تحقیق الکلام فی کل واحد من افعال الادویۃ) تعلیم ثالث فی احکام الادویۃ المفردۃ بمایعرض بہا من خارج۔ تعلیم رابع فی اختیار الادویۃ التقاطہا وادخارہا۔

جزءِ ثانی سے ادویۂ مفردہ کا علیحدہ علیحدہ تفصیلی بیان شروع ہوتا ہے۔ کتاب الشامل کا نامکمل خطی نسخہ کتاب خانۂ پزشکی طہران میں محفوظ ہے۔

اس موضوع کی دوسری کتابوں میں مثلاً ثابت بن قرہ کی دو کتابیں اصول الادویۃ المفردہ لجالینوس اور کتاب اجناس الادویۃ خاص طور پر قابلِ ذکر ہیں۔

مفردات کی بیشتر ضخیم کتابوں کی ابتدا قواعد و کلیاتِ ادویہ سے کی گئی ہے جن بیش قدر کتابوں میں قوانین ادویہ کی تفصیلی بحث ملتی ہے ان میں داؤد انطاکی کا تذکرہ اولو الالباب متاخرین عرب اطباء کی بہترین نمائندگی کرتا ہے۔ اس کا پہلا باب کلیات ادویہ (فی کلیات ہذا العلم والمدخل الیہ) اور دوسرا باب قوانین ادویۂ مفردہ و مرکبہ (فی القوانین الجامعۃ لاحوال المفردات والمرکبات) سے متعلق ہے۔ اس کے بعد تیسرے باب سے مفردات کا بیان شروع ہوتا ہے۔

طب یونانی کے نصاب میں کلیات ادویہ مستقل مضمون کی حیثیت سے شامل ہے علم الادویہ کے عربی، فارسی اور اردو ذخیرے میں اس موضوع کی معلومات بکھری ہوئی ہیں۔ مفردات و مرکبات کے بیان سے پہلے ان قوانین کے مطالعہ سے طلباء کی ذہنی نشوونما اور تیاری میں مدد ملتی ہے اور علم الادویہ کی بنیادیں جن مرتب اور مربوط شکل میں یونانی نظام کے مبادیات سے جڑی ہوئی ہیں، اس کا شعور انھیں حاصل ہوتا ہے۔ اخلاط و مواد پر ادویہ کی اثر اندازی، نوعیتِ عمل اور مزاج و اخلاط سے ان کے رشتے کو سمجھے بغیر یونانی علم الادویہ کا مطالعہ نہیں کیا جا سکتا ہے۔

ادویہ کے افعال کلیہ مثلاً رادع، منضج، محلل، مرخی، قاطع، جاذب وغیرہ کا ایک پس منظر ہے اور طب یونانی کے بنیادی نظریات سے وہ پوری طرح ہم آہنگی رکھتے ہیں۔ یہ محض ”اصطلاحیں“ نہیں ہیں جیسا کہ ناقص طور پر مضمون کے درس کے دوران پڑھایا جاتا ہے۔ اس کم فہمی کے نتیجے میں نہ معالجات سے ان کا کوئی رشتہ محسوس کیا جاتا ہے اور نہ ان کی کوئی علاجی اہمیت نمایاں ہو کر سامنے آتی ہے حالانکہ ان افعال کلیہ کے مختلف امراض اور نظامہائے بدن پر اطلاق اور اس سے اصولِ علاج کے تعین اہم

انتخابِ دوا اور ترتیبِ نسخہ میں جو رہنمائی ملتی ہے۔ اس کا علم ایک طالب علم کے لیے نہایت ضروری ہے۔ مثلاً یہ کہ مسکنات سے کن مختلف امراض میں کام لیا جا سکتا ہے یا محلل دوائیں کس نوع کے امراض میں استعمال کی جا سکتی ہیں یا منضج کے مواقعِ استعمال کیا ہیں۔ افعالِ ادویہ کی دراصل ایک کلی تقسیم ہے جس کے ذریعہ پھر ایک ایک مرض میں اس کے اثر اور افادیت کا مظاہرہ ہوتا ہے۔ اگر یہ امر پوری اہمیت کے ساتھ پیشِ نظر رہے تو علم الادویہ سے منافعائی، ماہیت مرضی اور معالجاتی رشتوں کی وضاحت ہوتی ہے اور یونانی نظامِ طب سے جو گہرا تعلق ہے اسکے ادراک میں دیر نہیں لگتی۔

علم الادویہ کا نصاب مفردات، مرکبات اور صیدلہ ڈکلیس کے ساتھ کلیاتِ ادویہ پر مشتمل ہے۔ کلیاتِ ادویہ کی کتابوں کی عدم دستیابی کی وجہ سے طبیہ کالجوں میں اس مضمون کی تعلیم بذریعہ امالی رائج ہے شعبۂ علم الادویہ اجمل خاں طبیہ کالج مسلم یونیورسٹی علی گڑھ کی طرف سے سنٹرل کونسل آف انڈین میڈیسین کے مطابق علم الادویہ کی کتابوں کی ترتیب و اشاعت کا جو منصوبہ تیار کیا گیا ہے "قوانینِ ادویہ" کے نام سے یہ کتاب اس سلسلے کی تیسری کڑی ہے۔ اس سے قبل شعبہ کی جانب سے مرکبات اور صیدلہ پر دو کتابیں طبع ہو چکی ہیں۔ مجھے خوشی ہے کہ شعبہ کے فاضل استاذ حکیم سید ایوب علی نے اس کتاب میں موضوعِ متعلقہ پر روایتی طور پر نہیں لکھا ہے۔ انھوں نے تحقیق و تفحص کیساتھ بعض عنوانات پر سیر حاصل بحث کی ہے۔ اس سے ان کی بالغ نظری اور شعورِ فن کا اندازہ ہوتا ہے۔ ذوالخاصہ، صورتِ نوعیہ، مزاج، شناخت اور نئی دواؤں کی دریافت جیسے موضوعات پر انھوں نے قدیم مباحث کے ساتھ ان کی جدید تعبیرات پیش کرنے کی جو کوشش کی ہے وہ قابلِ ستائش ہے۔ امید ہے کہ علم الادویہ کے ذخیرے میں یہ ایک اضافہ کا کام سمجھا جائے گا۔

۲۰ مارچ سنہ ۱۹۸۱ء

پروفیسر حکیم سید ظل الرحمان
صدر شعبہ علم الادویہ مسلم یونیورسٹی علیگڑھ

پیش لفظ

کسی بھی علم وفن کو سمجھنے اور جزئیات پر مکمل معلومات کے لیے اس فن کے بنیادی اصول وقوانین کا علم از بسکہ لازمی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ تمام علوم متداولہ وفنونِ متداولہ کے فہم وادراک کے لیے ماہرینِ علم وفن نے کچھ رہنما اصول مرتب کیے اور ان کو یہ اہمیت حاصل ہوئی کہ یہ تمام اصول ومبادی بطورِ خود ایک مستقل عنوان کی حیثیت سے درس وتدریس کا اہم جز قرار دیئے گئے۔ چنانچہ علم تفسیر وحدیث فقہ وکلام فلسفہ وادب، معاشیات واقتصادیات، سماجیات وعمرانیات وغیرہ جملہ علوم کے اصول ومبادی مرتب ہوکر مستقل کتابی شکل میں وجود پذیر ہوئے۔ انھیں میں بعض کتابوں کو بڑی اہمیت حاصل ہوئی۔ اصولِ تفسیر پر حضرت شاہ ولی اللہ محدثِ دہلوی ؒ کی "الفوز الکبیر" ایک بڑا کارنامہ ہے۔ اسی طرح فن حدیث میں "نخبۃ الفکر"، اصولِ فقہ میں "اصول الشاشی"، "نور الانوار" اور "حسامی"، عقائد میں "شرح عقائد النسفی" جیسی اہم کتابیں وجود میں آئیں اور درسِ نظامی کا جز بن گئیں۔ طبی علوم کے لیے بھی جو اصول وقوانین مرتب ہوئے ان کو لفظ "کلیات" سے معنون کیا گیا۔

کلیاتِ طب کے ذیل میں کلیات امورِ طبیعیہ، کلیات حفظِ صحت، کلیات اسباب وعلامات، کلیات تشخیص وعلاج کے ساتھ دواؤں سے متعلق جو رہنما اصول ماہرینِ علم الادویہ نے مرتب کیے۔ علم الادویہ میں کلیاتِ ادویہ کے نام سے مشہور ومعروف ہیں۔ ان جملہ کلیاتی امور کو سمجھے بغیر فن طب کے جزئیات پر کامل دستگاہ اور کلی مہارت ممکن نہیں سا ہے۔ یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ کلیاتِ طب کے غائر مطالعہ کے لیے بطور امدادی علوم

منطق، فلسفہ، ہیئت و نفسیات کے ساتھ ساتھ عربی و فارسی زبانوں کی مہارتِ تامہ بھی ضروری ہے۔ ہمارے طلبہ و اساتذہ میں ان بنیادی علوم کے فقدان کی بنا پر کلیات کے سلسلے میں استعداد مفقود ہوتی جارہی ہے۔

کلیات ادویہ میں دواؤں سے متعلق جملہ امور کا اصولی تذکرہ ہے۔ دواؤں کے ماخذ سے لے کر مزاج، کیفیت، ماہیت و حقیقت، افعال و اعمال، اجزائے موثرہ وغیر موثرہ، اجزائے ترکیبیہ، غیر معروف دواؤں کی چھان بین، مختلف صورتوں میں دواؤں کے استعمال کے مصالح، دواؤں کا اخذ و حصول و حفاظت زمانۂ استعمال اور مقدار استعمال، کلیات ادویہ کے اہم موضوعات ہیں۔ ان موضوعات پر اردو زبان میں بہت کم لکھا لکھایا گیا ہے۔ غالباً اس کی بڑی وجہ یہ رہی ہے کہ اس تیرہ تاریک راہ میں رہنمائی کے لیے مشعلِ راہ تو درکنار معمولی چراغ کی ٹمٹماہٹ بھی میسر نہیں۔ مستقل کتابیں ناپید، صرف جستہ جستہ مضامین مختلف عربی و فارسی کی چند کتابوں میں بکھرے ہوتے ہیں۔ ان میں بھی عام فہم تعبیرات کا فقدان ہے۔

علمی اداروں میں کلیات ادویہ سے متعلق مضامین پر نئے انداز سے مرتب وسائنٹفک توجیہات سے آسودہ، مستقل کتاب کی ضرورت محسوس کی جارہی تھی، قوانینِ ادویہ، اسی اہم ضرورت کی تکمیل کے لیے ناچیز کوشش ہے جو مختلف عنوانات کے تحت بڑی تفصیل سے مرتب کی گئی ہے۔ ہر عنوان کے ذیل میں قدیم انداز تعبیرات کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے ایسی سائنٹفک تعبیرات پیش کرنے کی جدوجہد کی گئی ہے، جو زمانہ حال کی تحقیقات سے ہم آہنگی پیدا کرنے کا ذریعہ ہوں اور قدیم علوم عقلیہ سے نابلد ذہن اجزاء بسیطہ، عناصر و مزاج بالخاصہ و صورت نوعیہ تاثیر بالمادہ و بالکیفیت جیسے ادق مفاہیم کو بڑی حد تک سمجھنے پر قادر ہوسکیں۔ نیز دواؤں کی صحیح شناخت، ان کی معیار بندی کے طریقے نامعلوم دواؤں کی

معلومات کے لیے تجربہ و قیاس کی روشنی میں جدید تحقیق کے طریقوں کو اپنا کر موجودہ ذہن کو مطمئن کرنے کی کوشش بھی میری جدوجہد کا بڑا حصہ ہے تاثیرات ادویہ کے سلسلے میں دواؤں کی نوعیت اعمال کے اظہار کے لیے جن طبی اصطلاحی الفاظ کو ہماری قدیم کتابوں میں استعمال کیا گیا ہے۔ میری کوشش رہی ہے کہ ان کو جدید اصطلاحی مفہوم سے قریب تر لایا جائے۔ اس سلسلے میں مختلف طبی انسائیکلو پیڈیا کا سہارا لے کر ان الفاظ کے متوازی انگریزی اصطلاحی الفاظ اور ان کی توجیہات بھی پیش کی ہیں۔

ہرگاہ کہ یہ کتاب سینٹرل کونسل کے مجوزہ نصاب کے پیشِ نظر انڈر گریجویٹ طلبہ کی ضروریات کی تکمیل کے لیے مرتب کی گئی ہے۔ میرا خیال ہے کہ ہمارے اعلیٰ تعلیمی شعبوں میں بڑی حد تک علم الادویہ سے متعلق معلومات میں اضافہ کا ذریعہ ہوگی۔ اس کتاب کی تیاری میں بطور مہمیز شعبۂ علم الادویہ کے صدر حکیم سید ظل الرحمٰن کی مسلسل تحریکات ہیں۔ ان کے علمی شغف اور علمی کاموں کے لیے آمادہ کرنے کے وصفِ خاص نے ہی اس کتاب کو منصۂ شہود پر پہونچایا ہے اور اس کی اشاعت انھیں کے فیض بے پایاں کا نتیجہ ہے۔

حکیم سیّد ایوب علی قاسمی

۱۵ فروری ۱۹۸۱ء

علم الادویہ کا تاریخی پس منظر

ہماری بنیادی ضرورت غذا ہے تو دوا بھی ایک گونہ ہمارے لیے ضروری ہے۔ اس لیے نوع بہ نوع غذاؤں کے بارے میں معلومات کے ساتھ دواؤں کی جستجو اور تلاش بھی انسانی فکر کا بڑا کارنامہ ہے۔ دواؤں کی معلومات اُن کی ترتیب وتدوین اور فنِ طب کے آغاز کے سلسلے میں خاصہ اختلاف ہے۔ ہر ملک وقوم کے دانشور اس کے آغاز کے ہیرو بننا چاہتے ہیں چناں چہ بابل و نینوا بھی دعویدار ہیں، مصر و یونان بھی اور چین و ہندستان بھی۔ اور یہ سب اپنے اپنے مذہبی رہنماؤں کو اس فن کا موجد قرار دیتے ہیں۔ اہلِ بابل کا دعوا ہے کہ ہزاروں سال قبل مسیح آسمان سے ایک لوح نازل ہوئی تھی جس میں طب کی تعلیم دی گئی تھی۔ اہل مصر کا کہنا ہے کہ تین ہزار سال قبل مسیح میں مذہبی رہنما "احوِطب" سے اس کا آغاز ہوا۔ اسی طرح چینی دانشوروں کا خیال ہے کہ مذہبی رہنما "ہوانگ ٹی" کو یہ شرف حاصل ہے اور یونانی اسقلیبوس اول کے ذریعہ اس کی ایجاد کے قائل ہیں۔ خود ہندستان میں یہ عقیدہ کارفرما ہے کہ ان کے مذہبی رہنما "برھماجی" اس کے موجد تھے البتہ حالیہ تحقیقات سے یہ ثابت ہو چکا ہے کہ فنِ طب کے آغاز میں اولیت طب بابلی کو حاصل ہے اور اسی کے اثرات مصر و یونان، چین و ہندستان پر مرتب ہوئے۔ چین میں طب کا رواج ساڑھے تین ہزار سال قبل مسیح سے بھی پہلے ہو چکا تھا۔ بدھ مذہب کے لاماؤں کے یہاں طب کی ترقی یافتہ

صورت تھی۔ اور علم الادویہ وتشخیصِ امراض میں بعض اصول و نکات منضبط کیے گئے تھے۔ یونان میں سب سے پہلے اسقلیبوس نے دعاؤں ٹوٹکوں اور دواؤں کے ذریعہ لوگوں کا علاج شروع کیا۔ یونانی اس کو رب الشفاء کا لقب دیتے تھے۔ اسی طبی خانوادے سے غورس، برمانیدس، اسقلبوس ثانی بقراط سقراط، بثاغورث، ارسطا طالیس، ثاؤفرسطس پیدا ہوئے۔

یونان ہی سے یہ طب ایک یونانی نژاد طبیب کے ذریعہ روم پہنچی اور وہاں دوسرے ماہرین کے ساتھ ایک ماہر علم الادویہ نے بھی جنم لیا۔ دواؤں کی تحقیق وریسرچ اور تدوین میں خشتِ اوّل ہے۔ اس کی مشہور زمانہ کتاب "الحشائش" علم الادویہ کی بنیادی کتاب ہے۔ پہلی صدی عیسوی کے اس محقق نے علم الادویہ کے سلسلے میں نئی طرح ڈالی۔ دواؤں کے تذکرے کے ساتھ ہی ان کی تصاویر بھی کتاب کا جز بنائیں۔ یہ کتاب اب تک طبع نہیں ہوسکی۔ اس کا قلمی نسخہ خدا بخش لائبریری پٹنہ میں محفوظ ہے۔ اس کتاب کے مطالعہ سے اندازہ ہوتا ہے کہ علم الادویہ سے متعلق معلومات کی فراہمی میں اطباء وماہرین علم الادویہ نے مسلسل کاوشیں کی ہیں یہی وجہ ہے کہ پہلی صدی عیسوی تک تقریباً سات سو دواؤں پر مشتمل یہ صحیفہ مرتب ہوسکا۔ یوں تو علم الادویہ کے ذخیرے میں بیشتر ماہرین نے اضافات کیے ہیں اور مستقل کتابیں بھی لکھی گیئں۔ رازی، ابن سینا، علی ابن عباس مجوسی، داؤد انطاکی، سویدی، ابن نفیس وجرجانی وغیرہ علم الادویہ کے تعلق سے اہم شخصیات ہیں لیکن علم الادویہ کی نشاۃ ثانیہ میں دیسقوریدوس ثانی، ضیاء الدین ابو محمد عبد اللہ ابن احمد مالقی المعروف بہ ابن بیطار کا مخصوص حصّہ ہے۔ چھٹی صدی کا یہ ماہر علم الادویہ اندلس کا رہنے والا "جامع المفردات" کا مرتب ومصنف ہے۔ اس کتاب

میں تقریباً ڈیڑھ ہزار دواؤں کا تذکرہ ہے — ہر دوا کے ساتھ اپنی
ذاتی تحقیق اور اس کے بارے میں متقدمین کی معلومات بے کم و کاست
پیش کی ہیں — ابن سینا نے بھی علم الادویہ سے متعلق اپنی معرکۃ الآرا تصنیف
"القانون فی الطب" کے دوسرے اور پانچویں حصے میں مفردات و مرکبات
کا خاص تذکرہ کیا ہے۔ اور یہی نہیں بلکہ قلب پر اثر انداز ادویۂ قلبیہ کا تذکرہ
"ادویۂ قلبیہ" کے نام سے علیحدہ تحریر کیا ہے۔ ان کے علاوہ بقراط، جالینوس
روفس، ربن طبری، ابن رشد، ابن جلجل، حنین بن اسحاق، زین الدین عطار
ایسے ماہرین فن گزرے ہیں کہ جن کی کتابوں اور تحقیقات نے علم الادویہ کے ذخیرہ
کو خزینۃ الادویہ بنا دیا ہے۔ ان متقدمین کے علاوہ متاخرین میں محمد حسین شیرازی
کی مخزن الادویہ، حکیم سید محمد مومنین کی تحفۃ المومنین، اعظم خاں رامپوری کی
محیط اعظم اور نجم الغنی کی خزینۃ الادویہ۔ ایسی نادر روزگار کتابیں جن سے
علم الادویہ کا بھرم قائم ہے۔ میں نے طلبہ کے استفادہ کے پیش نظر علم الادویہ
سے متعلق اس جیسی تقریباً ... کتابوں کا تعارف روز نامہ "عالم الادویہ" کے نام سے
تیار کیا ہے جو زیر طبع ہے

ماٰخذ ادویہ

Sources of Drugs

موالید ثلاثہ (نباتات، حیوانات و جمادات)

دنیا میں پائی جانے والی تمام مخلوق انسان، حیوان، شجر و حجر، پیڑ پودے چرند پرند کو تین بڑے بڑے گروہوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔ نباتات، حیوانات جمادات۔ انھیں کو ابعاد ثلثہ یا موالید ثلاثہ کہا جاتا ہے۔ یہی بنیادی گروہ تمام دواؤں کے ماخذ ہیں۔

(۱) **نباتات:** ہر وہ چیز جو زمین میں کسی تخم کی بارآوری کے بعد جڑی بوٹی پیڑ پودے یا سبزہ زار کی شکل میں نشو و نما پا کر قابلِ استعمال ہو۔ جڑ، تنہ، شاخ، برگ و گل، پھل اور تخم، البان و صمغیات اور چھال وغیرہ نباتات کے مختلف حصے ہیں ان کے بارے میں معلومات کو علم النباتات (Botany) کہا جاتا ہے۔

(۲) **حیوانات:** وہ تمام جاندار مخلوق جو اپنے ارادے و اختیار سے زمین پر چلتی پھرتی، ہوا میں اڑتی یا معلق ہے۔ انسان و حیوان، چرند و پرند، حشرات الارض کیڑے مکوڑے سب کے سب حیوانات کے گروہ سے ہیں ان کے بارے میں معلومات علم الحیوانات Zoology کہلاتی ہیں۔

(۳) **جمادات:** بالائے زمین یا اندرون زمین پائے جانے والے غیر جاندار

اجزاء ارضیہ جو مختلف دھاتوں اور نمکیات کی شکل میں پائے جاتے ہیں سونا، چاندی
لوہا، تانبہ، پیتل، کوئلہ، حجریات، پیٹرولیم و تار کول اور دوسرے نمکیات غیر عضویہ
وغیرہ از قسم جمادات ہی ہیں۔ ان کے بارے میں معلومات علم طبقات الارض
کہلاتی ہے۔ انھیں تین بنیادی گروہ کی ذیلی تقسیم سے مختلف علوم و
فنون وجود میں آتے ہیں۔

دوا، وغذا کا مفہوم اور اقسام

دوا

لغوی مفہوم: دوا وہ شئے ہے جو مرضی کیفیت کو دور کرنے کے لیے استعمال کی جائے۔

A Medicinal substance used in the treatment of Disease (Taber).

اپنی کیفیت سے بدن میں کسی قسم کا اثر قائم کرے۔ (قرشی)

اصطلاحی مفہوم۔ ہر وہ چیز جو بدن پر وارد ہو اور بدنی حرارت و رطوبات سے متاثر ہو کر اپنا اثر قائم کرے اور جزوِ بدن نہ ہو خواہ یہ اثر جسم کی موجودہ کیفیت کے موافق ہو یا مخالف۔ (شیخ بو علی سینا)

غذا۔ ہر وہ چیز جو جسم میں داخل ہونے کے بعد جسمانی حرارت و رطوبات سے متاثر ہو کر چھوٹے چھوٹے اجزا میں ٹوٹ کر بدن کے مختلف اعضا کا جز بننے کی صلاحیت رکھتی ہو۔ مثلاً لحمیات، شحمیات، نشاشتہ وحیاتین وغیرہ۔

دوا وغذا میں فرق: دوا خالص اپنی کیفیت سے اثر کر کے جسم سے خارج ہو جاتی ہے اور اس کا کوئی حصہ جزو بدن نہیں ہوتا۔ چنانچہ کاسنی مکوہ، افسنتین وغیرہ۔ اپنی مخصوص کیفیات کی بنا پر ورم جگر کے مواد فاسدہ کو تھوڑا تھوڑا کر کے فنا کر دیتی ہیں۔ اور جسم سے خارج ہو جاتی ہیں۔ اس کے برخلاف غذا جزو بدن ہوتی ہے صرف غیر منفعت بخش اجزاء فضلات کی شکل میں

خارج ہو جاتے ہیں۔ مثلاً گیہوں، چاول، انڈا اور دوسرے لحمیات وشحمیات وغیرہ ہضم کے مختلف مراحل سے گزر کر چھوٹے چھوٹے اجزاء میں ٹوٹنے کے بعد ضرورت کے مطابق جسمانی اعضا کو بنانے سنوارنے میں مددگار ہوتے ہیں۔

خلاصہ یہ کہ غذا جزو بدن اور بدل ما یتحلل فراہم کرتی ہے اور دوا صرف اپنی کیفیت سے اثر کر کے خارج ہو جاتی ہے اور جزو بدن نہیں بنتی ہے۔

دواءِ غذائی۔ غذاءِ دوائی ۔ مندرجہ بالا دوا و غذا کے مفہوم اور باہمی امتیاز کے باوجود یہ ایک حقیقت ہے کہ بیشتر دوائیں بطور غذا استعمال کی جاتی ہیں اور ان سے دوائی اغراض کے حصول کے ساتھ ساتھ بدل ما یتحلل بھی فراہم ہوتا ہے۔ مثلاً پودینہ، خرفہ، باقلا وغیرہ۔ اپنی کیفیت سے اثر انداز ہو کر مختلف امراض کو زائل کرنے کا ذریعہ ہوتی ہیں اور ساتھ ہی ان میں پائے جانے والے غذائی اجزاء بدن کو بدل ما یتحلل بھی فراہم کرتے ہیں۔ اسی طرح بیشتر غذائیں جو خالص غذائی اغراض کے لیے استعمال ہوتی ہیں اپنی کیفیات سے بھی اثر انداز ہوتی ہیں اور ان سے مختلف امراض کا ازالہ بھی ہوتا ہے۔ گیہوں، چاول، انڈا مچھلی خالص غذا ہونے کے باوجود مختلف شکلوں میں دواءً مستعمل ہیں اسی لیے ایسی تمام چیزوں کو دواءِ غذائی اور غذاءِ دوائی کی اصطلاحات سے تعبیر کیا جاتا ہے۔

دواءِ غذائی: ایسی تمام اشیاء جو عام طور پر دواءً مستعمل ہیں البتہ ان میں کچھ غذائی اجزاء بھی پائے جاتے ہوں یعنی دوائی اہمیت زیادہ اور غذائی کم ہو مثلاً پودینہ، باقلا و خرفہ وغیرہ۔

غذاءِ دوائی: وہ تمام چیزیں جو عام طور پر غذاءً مستعمل ہوں البتہ ان کو بطور دوا بھی استعمال کیا جاتا ہو یعنی ان میں غذائی اجزاء زیادہ اور دوائی کم ہوں۔ مثلاً گیہوں، چنا، انڈا، مچھلی وغیرہ۔

چوں کہ تمام غذائیں کسی نہ کسی کیفیت کی حامل ہیں اس لیے ان میں اپنی کیفیت سے اثر کرنے کی صلاحیت موجود ہے یہی وجہ ہے کہ جملہ غذائیں بطور دواء استعمال کی جا سکتی ہیں۔ برخلاف ان کے ہر دوا میں بدل ما یتحلل فراہم کرنے کی صلاحیت نہیں ہے۔ اس لیے ہر دوا بطور غذا استعمال نہیں ہو سکتی گویا ہر غذا دوا بن سکتی ہے۔ لیکن ہر دوا غذا نہیں بن سکتی۔

ذوالخاصہ اور اس کی عام فہم تعبیر۔ دوا و غذا کے ذیل میں لفظ "ذوالخاصہ" طب یونانی میں زمانہ قدیم سے استعمال ہو رہا ہے جس کو دوا و غذا کے مفہوم سے علیحدہ کوئی تیسری قسم سمجھا جاتا ہے۔ بظاہر اس کے معنیٰ "خصوصیت والا" کے ہیں۔ اصطلاحی طور پر ادویہ ذوالخاصہ ایسی دوائیں ہیں جو اپنی صورت نوعیہ سے نامعلوم طور پر اثر انداز ہوں۔ چنانچہ شیخ بوعلی سینا نے تمام وارد بدن ہونے والی اشیاء کے اثرات تین قسم کے بیان کیے ہیں۔ اثر بالکیفیت، بالمادہ اور بالجوہر۔ پہلی چیز دوا ہے دوسری غذا اور تیسری ذوالخاصہ ہے، جو اپنی صورت نوعیہ سے نامعلوم طور پر اثر انداز ہوں۔

"صورت نوعیہ" کی سائنٹفک تعبیر۔ صورت نوعیہ درحقیقت کسی مرکب کے مختلف اجزاء ترکیبیہ کی ہیئت ترکیبیہ کا نام ہے جو اجزاء ترکیبیہ کی مخصوص ترتیب و تدوین سے پیدا ہوتی ہے۔ اجزاء ترکیبیہ کی مخصوص ترتیب میں فرق آ جانے سے اس مرکب کی خصوصیت اور اس کے اثرات بدل جاتے ہیں گویا ہیئت ترکیبیہ میں تبدیلی درحقیقت صورت نوعیہ کی تبدیلی ہے جس کے بدل جانے سے اثرات و خصوصیات بدل جاتی ہیں اور یکساں اجزاء ترکیبیہ کے باوجود محض ترتیب و تدوین کی تبدیلی سے مرکبات میں اختلاف رونما ہوتا ہے جیسا کہ مرکبات کے کیمیائی تجزیہ سے بخوبی واضح ہے کہ مرکب میں عناصر کے چھوٹے چھوٹے اجزاء ترکیبیہ کی ترتیب ہی اس کی مخصوص خصوصیات کی ذمہ دار ہے۔ ماہرین علم الکیمیا نے اس کی تعبیر مندرجہ الفاظ میں کی ہے"

The arrangement of atoms in a substance is responsible for its characterestic properties, for example the atoms of paper and suger are the same, and the graphide and dimond are also same, but the properties of each are deforent.

اس قسم کے مرکبات کو Isomers کہاجاتا ہے جس کی چند مثالیں درج ذیل ہیں۔

1. Molecular formula C_2H_6O

(سالمی ضابطہ)

A- $CH_3 - CH_2 - OH$ Ethyl Alcohal

B- $CH_3 - O - CH_3$ Dimethyl Ether (Gas)

- Molecular Formula $C_3H_6O_2$

A- $CH_3 - CH_2 - C(=O)OH$ Propionic Acid

B- $CH_3 - C(=O) - O - CH_3$ Ester

ترتیب و مقام کی تبدیلی کے اثرات کو بہت آسان طریقہ پر اعداد کی مختلف ترکیب ترتیب سے یوں بھی سمجھا جاسکتا ہے۔

۱۔ ترتیب اول	۱۲۳۴۵
۲۔ ترتیب دوم	۵۱۲۳۴
۳۔ ترتیب سوم	۴۵۱۲۳
۴۔ ترتیب چہارم	۳۴۵۱۲
۵۔ ترتیب پنجم	۲۳۴۵۱

غور کیجیے کہ پہلی ترتیب میں دو ۲ کی قیمت اپنے مقام کے اعتبار سے

دس ہزار ہے۔ اور دوسری ترتیب میں ۱۱ اپنے مقام کے اعتبار سے ایک ہزار ہے۔ اور تیسری ترتیب میں اس کی قیمت سو ہے اور چوتھے و پانچویں ترتیب میں بالترتیب دس اور ایک ہے۔ یہی حال دوسرے اعداد کا اپنی ترتیب میں قائم ہے اس سے بخوبی سمجھا جا سکتا ہے کہ کسی بھی ترکیب و تدوین میں کسی جزء کے مقام کی تبدیلی سے مجموعہ کی قیمت میں فرق پیدا ہو جاتا ہے۔ چناں چہ ان پانچوں ترتیبوں میں ترتیب دوم کی قیمت سب سے زائد ہے اور ترتیب اول سب سے کم قیمت ہے

مندرجہ بالا مثالوں سے واضح ہے کہ یکساں اجزاء ترکیبیہ کے باوجود اجزاء کی ترتیب و مقام کی تبدیلی سے قیمت و خصوصیات میں فرق پیدا ہو جاتا ہے۔ اور اجزاء کی یہی ہیئت ترکیب اس مرکب کی خصوصیت ہے اور اسی ہیئت ترکیب کا دوسرا نام صورت نوعیہ ہے۔

یہ اور ان جیسی متعدد مثالوں سے ظاہر ہوتا ہے کہ اجزاء ترکیبیہ کی یکسانیت کے باوجود مرکبات میں اختلاف ان کے اجزا کی ترتیب میں فرق پیدا ہو جانے سے لاحق ہوتا ہے گویا ہیئت ترکیبیہ بدل جانے سے خصوصیات تبدیل ہو جاتی ہیں جو مرکبات کی صورت نوعیہ کو تبدیل کر دیتی ہیں۔ یہ بات بھی امر واقعہ ہے کہ مرکبات میں صورت نوعیہ کی تبدیلی سے ان کی مخصوص شکل و صورت اور ان کے اثرات بدلتے رہتے ہیں اسلیے درحقیقت صورت نوعیہ اجزاء ترکیبیہ کی ہیئت ترکیبیہ کی دین ہے جو اجزاء ترکیبیہ کی ترتیب و تدوین سے پیدا ہوتی ہے۔ ______ صورت نوعیہ کی

اس تعبیر کی بنا پر تمام مرکبات خواہ وہ از قسم غذا ہوں یا دوا، اپنے مخصوص اثرات شکل و صورت میں اس ہیئت ترکیبیہ کے زیر اثر ہیں۔ بہ الفاظ دیگر صورت نوعیہ کی کارفرمائی تمام دواؤں حتیٰ کہ تمام غذاؤں میں یکساں طور پر پائی جاتی ہے اس

طرح تمام ہی دوائیں اور غذائیں ذوالخاصہ قرار پاتی ہیں یہی وجہ ہے کہ یکساں مزاج وکیفیات کی دوائیں اپنے افعال وخصوصیات میں ایک دوسرے سے بہت مختلف نظر آتی ہیں دوسرے درجہ کی گرم وخشک دوائیں مسہل بھی ہیں، مدر بول، محلل اورام بھی ہیں مدر حیض وشیر بھی۔ یکساں مزاج وکیفیات کے باوجود ایک دوا گردوں پر اثر انداز ہوکر پیشاب کی مقدار کو بڑھا دیتی ہے لیکن وہی دوا امعاء پر اثر انداز ہوکر رطوبات معدیہ ومعویہ میں اضافہ کرکے تلیین واسہال کی باعث نہیں بنتی۔ زیرہ سفید، موصلی سیاہ، سنگھاڑا ادرار شیر کرتی ہیں۔ لیکن ان سے ادرار حیض یا ادرار بول نہیں ہوتا۔ سقمونیا۔ تربد۔ خیار شنبر۔ بیخ جلاپا امعاء کی حرکات اور غشاء مخاطی کے افعال میں تحریک پیدا کر کے اسہال لاتی ہیں لیکن مزاجی یکسانیت کے باوجود مشکطرامشیع، خارخسک اور خیارین کی طرح ادرار حیض وبول سے قاصر ہیں۔ اسی طرح ہزارہا اشیاء اپنے اجزاء ترکیبیہ اور کیفیت مزاجیہ کے اعتبار سے یکساں ہونے کے باوجود محض ہیئت ترکیبیہ کے اختلاف کی وجہ سے ایک دوسرے سے مختلف افعال انجام دیتی ہیں۔ پس صورت نوعیہ ہی ہیئت ترکیبیہ ہے جو تمام مرکبات میں یکساں طور پر پائی جاتی ہے اور اس کے اثرات تمام مرکبات میں یقینی طور پر پیدا ہوتے ہیں نہ کہ چند دواؤں اور غذاؤں ہیں جن کو ہم ذوالخاصہ کہہ کر دوا وغذا کے علاوہ کوئی نئی چیز قرار دیں۔ ایسا ہرگز نہیں ہے بلکہ یہ لفظ ذوالخاصہ تمام ہی مرکبات کی لازمی صفت ہے چنانچہ ابریشم کے اجزاء ترکیبیہ کی ترتیب کا یہ خاصہ ہے کہ ابریشم مفرح ومقوی قلب خصوصیت رکھتا ہے۔ کاسنی ومکوہ کے اجزاء ترکیبیہ کی مخصوص ترتیب وتدوین ورم جگر کی تحلیل وتلطیف کی ذمہ دار ہے اور سقمونیہ کے اجزاء ترکیبیہ کی ترتیب کی وجہ سے اس میں یہ خصوصیت ہے کہ وہ خلط صفراء کے اخراج میں اہم رول ادا کرے۔ اسی اصول پر تمام مسہلات، مدرات، منضجات، مقویات، معرقات محللات اپنے اجزاء ترکیبیہ کی وجہ سے مختلف ومتنوع اثرات کے ذمہ دار ہیں۔

مزاجِ ادویہ

مزاج کا عمومی مفہوم: مزاج عالی، مزاج گرامی، مزاج معلی، مزاج پرسی مزاج شناسی یا اس قسم کے الفاظ روزمرہ کی زندگی میں زبان زد خلائق ہیں۔ بولنے والے کی مراد ان الفاظ سے یہی ہوتی ہے کہ "مخصوص طبعی کیفیت جس کی بنا پر روزمرہ کے معمولات باآسانی انجام پاتے ہیں۔

مزاج کا اصطلاحی مفہوم: مختلف عناصر (Atoms) (مرکب کے اجزاء اولیہ) کے چھوٹے چھوٹے ذرّے یا ٹکڑے جس وقت ایک جگہ اس طور پر جمع ہو جاتے ہیں کہ ایک عنصر کے اجزاء دوسرے عنصر کے اجزاء کے ساتھ مل کر اپنی مختلف اور متضاد کیفیتوں سے ایک دوسرے میں اثر انداز و اثر پذیر ہوں، یہاں تک کہ ہر ایک جزء کی اپنی کیفیت اس درجہ ٹوٹ جائے کہ قریب قریب تمام اجزاء کی کیفیتیں ایک درمیانی یکساں کیفیت بن کر تمام اجزاء میں سرایت کر جائیں تو مرکب میں اس درمیانی یکساں کیفیت کا نام "مزاج" ہے۔

دنیا کی ہر چیز عناصر کے چھوٹے چھوٹے ذرات ہی سے مل کر بنی ہے۔ بنیادی اجزاء مخصوص کیفیات کے حامل ہوتے ہیں لیکن جب یہ آپس میں مل کر کسی مرکب کی تیاری میں حصہ لیتے ہیں۔ تو ان تمام بنیادی اجزاء کی مختلف اور متضاد کیفیتیں ایک دوسرے سے ملنے کے بعد ٹوٹ پھوٹ کر درمیانی کیفیت پیدا کر دیتی ہیں۔ جیسا کہ شدید گرم پانی میں انتہائی سرد پانی ملانے سے انتہائی گرم و سرد اجزاء ایک دوسرے سے مل کر اپنی اپنی کیفیت

ہو کر ایک درمیانی یکساں کیفیت پیدا کر دیتے ہیں، چنانچہ اس حاصل شدہ پانی میں نہ حرارت کی شدت باقی رہتی ہے نہ برودت کی انتہا بلکہ ایک درمیانی نیم گرم کیفیت پیدا ہو جاتی ہے۔

عنصر کا مفہوم اور اس کی تحقیق: قدیم فلاسفہ اور علم حقائق اشیاء کے ماہرین نے عنصر کی وضاحت اس طرح کی ہے کہ "عنصر" اجزاء ادلیہ یا اجسام بسیطہ ہیں جن کی تقسیم مختلف الحقیقت اجسام کی طرف ممکن نہیں ہے مثلاً سونا، فولاد، کیلشیم سوڈیم، آکسیجن وغیرہ یہ سب ایسی حقیقتیں ہیں کہ ان کو چھوٹے چھوٹے Molecules حصوں میں تقسیم تو کیا جاسکتا ہے۔ لیکن ان سب کی حقیقتیں یکساں ہوں گی اور ان کی صورتِ نوعیہ میں کسی قسم کی تبدیلی نہیں آئے گی۔

فلاسفۂ قدیم کے زمانے میں پانی و ہوا کو مختلف حصوں میں تقسیم نہیں کیا جاسکا تھا اس لئے انھوں نے اس کو عنصر قرار دیا۔ آج جب کہ ان چیزوں کو مختلف اجزاء میں تقسیم کیا جاچکا ہے تو ان کو عنصر قرار دینا صحیح نہیں ہے مثلاً پانی، آکسیجن اور ہائیڈروجن دو علیحدہ علیحدہ حقیقتوں میں تقسیم ہوگیا۔ اسی طرح ہوا مختلف قسم کے ہوائی اجزاء میں تقسیم ہو کر عنصر نہیں رہی۔ پس اگر موجودہ عناصر جن کی تعداد اس وقت سو سے زائد ہے ان میں سے کسی بھی عنصر میں آئندہ اس طور پر تقسیم ممکن ہو جاتے کہ ان کی حقیقت ایک دوسرے سے مختلف ہو تو آج کے اس عنصر Element کو آنے والے کل میں عنصر نہیں کہا جائے گا۔

عناصر کی تعداد کا تحقیقی جائزہ: فلاسفۂ قدیم نے اپنی فکر انگیزی، مشاہدات و تجربات کی روشنی میں جب اجزاء ادلیہ (عناصر) کا مطالعہ کیا تو عنصر کی تعداد کے تعین میں بہت زیادہ اختلاف رونما ہوا۔ چنانچہ بعض حضرات نے عنصر ایک ہی قرار دیا اور تمام مرکبات کو اس ایک کی بدلی ہوئی صورتیں بتلایا بعض افراد نے دو، بعض نے تین اور عام جمہور اطباء و فلاسفہ نے اس پر اتفاق کیا کہ ان کی تعداد چار ہے۔ ان تمام مختلف الخیال

افراد نے اپنے اپنے دعوے کے لیے مختلف دلائل قائم کیے۔ جو فلسفہ کی مختلف کتابوں میں مطالعہ کیے جاسکتے ہیں البتہ جمہور اطباء و فلاسفہ جن میں شیخ بوعلی سینا جیسا محقق وقت بھی شامل ہے۔ عناصر کے چار ہونے پر کچھ ایسے دلائل قائم کیے ہیں جو قرین عقل و فہم زیادہ ہیں اور ان کا تذکرہ دلچسپی سے خالی نہ ہوگا۔ شیخ نے بیان کیا کہ ہر انسان اپنی زندگی میں چار کیفیات سے متاثر ہوتا ہے ایک کیفیت حرارت، گرم ماحول و موسم میں حرارت کا احساس اور اس کو دفع کرنے کے لیے ٹھنڈی اشیاء کے استعمال کا رجحان پیدا ہوتا ہے۔

دوسری کیفیت برودت، سرد ماحول و موسم میں ٹھنڈک کا احساس جس کو دفع کرنے کے لیے گرم اشیاء کے استعمال کا رجحان پیدا ہوتا ہے وعلیٰ ہذا القیاس کیفیت رطوبت اور کیفیت یبوست، تری و خشکی کا احساس جس کو دفع کرنے کے لیے خشک و تر اشیاء کے استعمال کا رجحان اجاگر ہوتا ہے یہ چاروں کیفیتیں جن اجسام کے ساتھ وابستہ ہیں وہ بھی اجزاء اولیہ ہیں جن کو عنصر کہا جاتا ہے۔

ہمارے جسم کے تغیر و استحالاتی عمل میں بھی ان چار کیفیات کی موجودگی ثابت ہے اس عمل کے نتیجہ میں حرارت Heat Produce ہوتی ہے یا Reduce ہوتی ہے نیز Hydration ہوتا ہے یا Dehydration ہوتا ہے ان چاروں صورتوں میں علی الترتیب حرارت، برودت، رطوبت، یبوست گھٹتی یا بڑھتی ہے اس سے معلوم ہوا کہ موجودہ تحقیق میں بھی فلاسفۂ قدیم کی مذکورہ چار کیفیات ہی اصل ہیں۔ اور چونکہ کیفیات رنگ و بو کی طرح اپنے وجود میں دوسرے کی محتاج ہیں مثلاً بو۔ اجسامِ عطریہ یا اجسامِ متعفنہ کے بغیر ممکن نہیں۔ اسی طرح مختلف رنگ بھی بغیر اجزاء و اجسام کے نہیں پائے جاسکتے۔ بالکل یہی حال کیفیات کا ہے اور چونکہ کیفیاتِ محسوسہ چار ہی ہیں اس لیے ان سے متعلق اجزاءِ اولیہ بھی چار ہوں گے۔ اس دلیل کی بناء پر جمہور فلاسفہ عناصر کی تعداد چار بتلاتے ہیں فلاسفۂ قدیم میں ایک طبقہ ایسا بھی ہے جو عناصر کی تعداد لامحدود قرار دیتا ہے۔

غالباً اس طبقہ کی رائے موجودہ تحقیق سے زیادہ قریب ہے۔ انھیں لامحدود عناصر ہیں یہ ہمارے علم و تحقیق کی گرفت میں اب تک سو سے زائد آچکے ہیں جن میں مزید اضافے کا امکان بہر صورت ہے۔

جمہور اطباء و فلاسفہ کی تعداد عناصر کے سلسلے میں یہ وضاحت دلچسپی سے خالی نہ ہوگی کہ عناصر چار نہیں بلکہ چار قسم کے ہیں یعنی عنصر ہوائی، عنصر مائی، عنصر ارضی، عنصر ناری۔ گویا عنصر ہوا نہیں بلکہ ہوائی ہے۔ جس میں مختلف اجزاء ہوائی ( ) شامل ہیں مثلاً آکسیجن، نائٹروجن وغیرہ۔ اسی طرح عنصر پانی ماء نہیں بلکہ مائی ہے جس میں آکسیجن ہائیڈروجن وغیرہ شامل ہیں نیز عنصر ارض نہیں بلکہ ارضی ہے جس میں سونا، چاندی، فولاد کیلشیم نمکیات وغیرہ مختلف عناصر شامل ہیں وغیرہ وغیرہ۔

دواؤں میں مزاج کے مطالعہ کی اہمیت: تمام مرکبات از قسم نباتات ہوں یا حیوانات و جمادات اپنی صورت نوعیہ اور اجزاء ادلیہ کی ترتیب و تدوین کی بناء پر مختلف المزاج کیفیات رکھتے ہیں۔ حتیٰ کہ ایک ہی جنس کے تحت پائی جانے والی مختلف انواع، اشخاص کے درمیان بھی انھیں اجزاء ادلیہ کی ترتیب و تدوین کی بناء پر مزاجی اختلاف پایا جاتا ہے اور اس اختلاف کے باوجود ہر جنس، ہر نوع، ہر فرد و شخص اپنے طبعی افعال و معمولات کو بطریق انسب انجام دیتا رہتا ہے۔ اس لیے کہ ہر چیز کا اپنا طبعی مزاج وہی ہے جس کی بناء پر وہ شئی اپنے تمام امور اور کارہائے مفوضہ کو بخوبی انجام دے سکے۔ کوئی بھی مرکب خصوصاً جاندار شئی جب تک اپنے اصلی و طبعی مزاج پر باقی رہتی ہے۔ صحت مند رہتی ہے اور جب اس مزاجِ اصلی میں کسی اندرونی یا بیرونی سبب کی وجہ سے کسی قسم کا تغیر رونما ہوتا ہے تو افعالِ طبعی کی انجام دہی میں فرق پیدا ہو جاتا ہے اور مرضی کیفیت پیدا ہو کر مزاج کو اپنی اصلی حالت سے دور لے جاتی ہے اس اصلی مزاج کو واپس لانے کے لیے جن تدابیر و اشیاء کو استعمال کیا جاتا ہے انھیں کو دوا سے تعبیر کرتے ہیں گویا جسم

میں مرض کا وجود درحقیقت جسمانی مزاج کی تبدیلی و تغیر کی وجہ سے ہے اور صحت کی طرف لوٹانے کے لیے اس مزاجی تغیر کی تبدیلی لازمی ہے۔ اس لئے معالج و طبیب کو جہاں جسمانی مزاج و کیفیات کا مطالعہ ضروری ہے وہیں مرض کے اسباب اور اس کے مزاج نیز مزاج اصلی کی طرف لوٹانے کے لیے ان اشیاء کے مزاج کا مطالعہ بھی لازمی ہے جو مزاجِ غیر طبعی کو مزاج اصلی میں تبدیل کر سکنے کی صلاحیت رکھتی ہوں لہٰذا اگر جسم میں غیر طبعی حرارت کے اضافے سے بخار یا دوسری مرضی کیفیات رونما ہوں تو اس کی مخالف کیفیات کی سرد اشیاء کے استعمال سے بڑھی ہوئی حرارت اپنے طبعی مزاج پر لوٹ آئے گی جس کا دوسرا نام صحت ہوگا۔ اسی طرح اگر سرد کیفیت میں اضافہ ہوا اور اس کی وجہ سے سرد امراض رونما ہوں تو اس کی مخالف کیفیات کی دوائیں استعمال کرنے سے بڑھی ہوئی مزاجی برودت کم ہو جائے گی اور جسم صحت کی طرف لوٹ آئے گا۔ یہی نہیں بلکہ مرض اور سبب مرض کی شدت و خفت کے لحاظ سے تدابیر و ادویہ میں شدت و خفت کا لحاظ ضروری ہوگا یعنی اگر سبب مرض خفیف ہے تو ہلکی پھلکی دواؤں سے اس کا ازالہ ممکن ہوگا۔ اگر کچھ شدید یا زیادہ شدید ہے تو اس اعتبار سے تیز و شدید کیفیات کی حامل دواؤں کا استعمال ضروری ہوگا۔ اسی اصول پر نہ صرف یہ کہ دواؤں میں کیفیات مزاجیہ کا مطالعہ ضروری ہے بلکہ شدت و خفت کے لحاظ سے دواؤں کی کیفیاتی درجہ بندی بھی لازمی ہے۔

درجاتِ مزاج ادویہ: ادویہ کی مزاجی کیفیت میں اختلاف اور مزاجی کمی و بیشی کی بنا پر تمام دواؤں کو مرحلے وار تقسیم کر دیا گیا ہے تاکہ امراض کی شدت و خفت کا لحاظ کرتے ہوئے مناسب مزاج کی دوائیں استعمال کی جا سکیں۔

دوائے حار و بارد اور دوائے معتدل :-

دوائے معتدل: ایسی تمام دوائیں جو جسم میں داخل ہو کر جسمانی حرارت سے متاثر ہونے کے بعد اپنے اندر پائے جانے والے اجزائے موثرہ سے بدن میں ایسی کیفیت پیدا کریں جو

بدنی کیفیت و مزاج سے کسی طرح کم و بیش نہ ہو ایسی دواؤں سے جسم میں کوئی ایسا اثر قائم نہ ہوگا جو اعتدالِ طبعی سے ہٹا ہوا ہو۔ دوا میں اعتدال! اجزائے ترکیبیہ میں ہمہ جہت یکسانیت کی بناء پر نہیں ہے۔ بلکہ اس سے مراد افعال میں اعتدال ہے۔

دوائے حار و بارد: ایسی تمام دوائیں جن سے بدن میں ایسی سردی و گرمی پیدا ہو جائے جو اعتدالِ حرارت و برودت سے زائد ہو۔

دوائے حار و بارد سے یہ ہرگز مطلب نہیں کہ وہ دوا فی الحال بالفعل حرارت و برودت رکھتی ہے بلکہ اپنے افعال و اعمال کے اعتبار سے گرم و سرد اثرات پیدا کرنے کی استعداد رکھتی ہو۔

شرائط درجہ بندی مزاج ادویہ: مزاجی خفت و شدت کے لحاظ سے تمام دواؤں کو چار بڑے بڑے گروہوں میں تقسیم کر دیا گیا ہے۔ مختلف مرحلے وار تقسیم کے لیے مندرجہ ذیل امور کا بطور شرط لحاظ ضروری ہے۔

(۱) دوا کو مقررہ مقدار میں ہی استعمال کیا جائے۔ ۲۔ دوا کو بار بار استعمال نہ کیا جائے۔ (۳) دوا، معتدل بدن پر استعمال کی جائے۔ ۴۔ موسم میں اعتدال ہو یا اس کے قریب قریب۔ اس لیے کہ نہایت گرم موسم میں معمولی گرم دوائیں بھی شدید گرمی کا باعث ہوں گی۔ اسی طرح نہایت سرد موسم میں معمولی سرد دوائیں بھی شدید سرد اثرات پیدا کریں گی۔

درجۂ اوّل: وہ تمام دوائیں جو جسم میں پہونچ کر اثر انداز ہونے کے بعد اعتدال سے زائد کیفیات پیدا تو کر دیں، لیکن اس زائد کیفیت کا ظاہری طور پر احساس نہ ہو یعنی اس سے جو گرمی، سردی، تری و خشکی پیدا ہو وہ غیر محسوس ہو البتہ اگر ایسی دواؤں کو متعدد بار یا متعینہ مقدار سے زائد استعمال کیا جائے تو اس سے گرمی، سردی، تری و خشکی کے اثرات مقامی یا عمومی طور پر محسوس ہوں۔ دوائے معتدل کی خصوصیت یہ

ہے کہ بار بار استعمال کے باوجود اس کے اثرات جسم پر محسوس نہیں ہوتے۔ یہی بنیادی فرق ہے درجۂ اول اور درجۂ اعتدال کی دواؤں میں کہ درجۂ اول کی دواؤں میں اگر مقدار و اوقات میں اضافہ کر دیا جائے تو ان کے استعمال سے جسم میں اس دوا میں پائے جانے والی کیفیات و خصوصیات کا اظہار ہو جائے گا۔ درجۂ اعتدال میں اس صورت میں بھی نہ ہوگا۔ اس لیے کہ درجۂ اعتدال کی دوائیں انسانی مزاج و کیفیات سے مماثل ہونے کی وجہ سے کسی قسم کی زیادتی یا کمی کا احساس پیدا نہیں کرتی ہیں بالکل اسی طرح جس طرح ایک ہی ٹمپریچر پر ایک پانی کو دوسرے اسی ٹمپریچر کے پانی میں شامل کر دینے سے نہ حرارت میں اضافہ ہوتا ہے نہ کمی۔

درجۂ دوم: دوسرے درجہ میں ایسی تمام دوائیں شامل کی جاتی ہیں جن کو پہلی بار استعمال کرنے سے اُن دواؤں کی کیفیات و خصوصیات کا احساس ہوتا ہے۔ البتہ اس حد تک نہیں کہ روزمرّہ کے معمولات میں فرق پیدا ہو جائے مثلاً کھانا، پینا، سونا، جاگنا استفراغ و احتباس وغیرہ میں کسی قسم کا خلل واقع ہو۔ یعنی کسی دوا کے استعمال سے اس قدر خشکی بڑھ جائے کہ نیندِ طبعی میں فرق پیدا ہو جائے یا اس قدر تری پیدا ہو کہ طبعی اوقات سے زائد سوتا رہے۔ یا بھوک ختم ہو جائے یا اجابت خشک ہو کر قبض پیدا ہو یا اسہال کی نوبت آجائے۔ ہاں اگر اس درجہ کی دوائیں زیادہ مقدار میں یا متعدد بار استعمال کرائی جائیں گی تو مذکورہ امور میں فرق پیدا ہو جائے گا۔

درجۂ سوم: اس درجہ میں وہ تمام دوائیں داخل ہیں جن کو طبعی جسم پر استعمال کرنے سے پہلے ہی مرحلے میں روزمرّہ کے معمولات میں خلل واقع ہوگا یعنی بھوک کی خواہش میں کمی یا زیادتی، نیند میں کمی یا زیادتی، استفراغ یا قبض وغیرہ۔ اور اگر دوا کو زائد مقدار یا متعدد بار استعمال کرایا جائے گا تو اس سے تمام جسم یا مقامی طور پر اعضاء میں فساد و خرابی لاحق ہوگی۔

درجۂ چہارم: یہ ایسی تمام دوائیں ہیں جو بدنی افعال کو درہم برہم کر دیتی ہیں اور فساد و ہلاکت تک نوبت پہونچا دیتی ہیں۔ اس درجہ کی دواؤں کو ادویۂ سمیہ یا زہریلی دوائیں کہتے ہیں۔ یہ تمام دوائیں اپنی انتہائی شدید گرمی و سردی سے جسمِ انسانی کے طبعی نظام میں فساد برپا کرکے ہلاکت تک نوبت لے آتی ہیں۔ پھر ان چار مذکورہ درجات میں بھی اول و آخر اور اوسط تین تین درجے بیان کیے جاتے ہیں۔ مثلاً دوا درجۂ اول کے ابتداء میں گرم یا سرد ہے یا درجۂ اوّل کے وسط یا آخر میں گرم و سرد ہے۔ وعلیٰ ہٰذالقیاس۔

ادویۂ سمیہ کے ذیل میں سمِ مطلق کی وضاحت بھی ضروری ہے۔ چنانچہ ادویۂ سمیہ درحقیقت ماہرینِ علم الادویہ کے نزدیک اپنی انتہائی شدید کیفیات سے اثر انداز ہو کر جسم میں فساد و ہلاکت برپا کرتی ہیں۔ مثلاً سم الفار، افیون وغیرہ ادویۂ سمیہ ہیں۔ سم الفار یعنی سنکھیا اپنی انتہائی شدید گرمی کی بناء پر خون کے سرخ ذرات R.B.C. کو توڑ پھوڑ کر فساد و ہلاکت کا باعث ہوتا ہے۔ اس طرح افیون اپنی انتہائی برودت کی وجہ سے دورانِ خون اور روح کی تحریکات میں خلل انداز ہو کر جسمانی حرارت کو اس درجہ زیر کر دیتا ہے کہ ہلاکت تک نوبت پہونچ جاتی ہے۔ یہ اور بات ہے کہ ان دواؤں کو کمالِ احتیاط اور مختلف تدابیر سے ان کے زہریلے اثرات کو کم کرکے علاجاً استعمال کیا جاتا ہے مثلاً سنکھیا کہ اس کو آتشک، ایسنوفیلیا میں تیر بہدف علاج کے طور پر استعمال کیا جاتا ہے۔ اور افیون مختلف امراض میں مسکنِ اَلم، منوّم اور بطور حابس دقابض مستعمل ہے اور یہ تمام فوائد اس سے یقینی طور پر حاصل ہوتے ہیں۔

اس کے برخلاف سمِ مطلق ایسی قاتل شئی ہے جس کا کوئی جزء بطورِ دوا مستعمل نہیں ہے نہ کسی قسم کی احتیاط و تدبیر سے اس کی ہلاکت میں فرق پیدا ہوتا ہے۔ موجودہ زمانہ میں اسکی مثال شاذ و نادر ہی مل سکتی ہے اسلیے سم الفار، افیون، بچھناک، کچلہ وغیرہ ایسی سمی اشیاء ہیں جو بطورِ دوا مستعمل ہیں۔ زیادہ سے زیادہ پوٹیشیم سائنا ئڈ ایک ایسی مثال ہے جو بطورِ دوا جسم انسانی پر مستعمل نہیں ہے۔ یہی بنیادی فرق ہے ادویۂ سمیہ اور سمِ مطلق میں۔

اقسامِ مزاج

(۱) مزاجِ اُولیٰ : اسی کو مزاجِ طبعی و اصلی بھی کہا جاتا ہے وہ مخصوص امتزاجی کیفیت ہے جو کسی چیز میں چند عناصر یعنی بنیادی اجزاء کے ملنے اور باہم فعل و انفعال کے بعد حاصل ہوتی ہے ، ایسی تمام دوائیں مفرد القویٰ ہوتی ہیں جن کی مثال شاذ ہے اس لیے کہ بطورِ علاج جس قدر بھی دوائیں استعمال کی جاتی ہیں وہ سب کی سب مختلف قوتوں اور افعال کی مالک ہیں اور ان سے مختلف قسم کے افعال صادر ہوتے ہیں ۔

(۲) مزاجِ ثانوی : ایسے اجزاء سے مل کر تعمیر ہوتا ہے جن میں پہلے سے مزاجِ اولیٰ موجود ہوتا ہے ۔ ان ادویہ کے اجزائے ترکیبیہ درحقیقت ایسے ہی مرکب اجزاء ہیں جن میں خود اپنا ایک مزاج پایا جاتا ہے جو مختلف اجزائے اولیہ (عناصر) کے فعل و انفعال کے نتیجہ میں ان اجزاء میں پیدا ہو چکا ہوتا ہے ۔ یہی اجزائے ترکیبیہ جن میں پہلے سے مزاج موجود ہے ۔ آپس میں مل کر فعل و انفعال کے بعد دوسرا مزاج بناتے ہیں ۔ ایسی تمام دواؤں کو مرکب القویٰ کہا جاتا ہے اس لیے کہ یہ تمام دوائیں مختلف المزاج و قوت اجزاء سے ترکیب پاتی ہیں جن سے مختلف اعمال کا صدور ہوتا ہے ۔ مثلاً ریوند چینی میں ایک جزء ملین ہے تو دوسرا جزء قابض ہے اور ریوند چینی سے مختلف اوقات میں ان دونوں افعال کا صدور ہوتا ہے مرکب القویٰ کی بہت زیادہ واضح اور ذہن سے قریب مثال دودھ ہے جو پنیر ، روغن اور اجزاء مائی سے مرکب ہے جو خود اپنا اپنا الگ الگ مزاج رکھتے ہیں ۔ مثلاً پنیر ایسے اجزاء سے مرکب ہے جن کا مزاج گرم و خشک ہے ۔ روغن ایسے اجزاءِ ادلیہ سے مرکب ہے

جن کا مزاج گرم و تر ہے اور اجزاے مایئہ کا مزاج بارد رطب ہے۔ دودھ
میں یہ تینوں اجزا اپنی اپنی صورتِ نوعیہ پر باقی رہتے ہیں جن کو مختلف حیلوں سے
علیحدہ کیا جا سکتا ہے۔ مثلاً دودھ کو پھاڑ کر اس کے مائی اور پنیری اجزا کو علیحدہ
کیا جا سکتا ہے۔ اس کو جما کر روغنی اجزاء علیحدہ کیے جا سکتے ہیں۔ اگر بغور دیکھا
جائے تو تمام دوائیں خواہ وہ از قسم نباتات ہوں حیوانات ہوں یا جمادات
سب کی سب مرکب القویٰ ہی ہیں جن میں مزاج ثانوی پایا جاتا ہے اور ان
کے اجزاے ترکیبیہ میں پہلے سے مزاج موجود ہوتا ہے۔

مزاجِ ثانی یا مرکب القویٰ ادویہ کی اقسام

مستحکم و غیر مستحکم

مزاج مستحکم : یہ حقیقت ہے کہ ترکیب کے اعتبار سے تمام مرکبات میں اجزاے ترکیبیہ کی آپس میں وابستگی بعض اوقات بہت زیادہ شدید ہوتی ہے اور بعض مرکبات میں خفیف ہے ۔ چنانچہ مزاج مستحکم کے اجزاے ترکیبیہ کی ترکیب اس قدر مضبوطی کے ساتھ ایک دوسرے سے وابستہ ہوتی ہے کہ ان کے اجزاء کی تحلیل بہت مشکل ہوتی ہے حتیٰ کہ آگ کی شدید حرارت پر بھی ان کو علیحدہ کرنا کارے دارد ہوتا ہے اس کی مثال پیتل ہے جو جست و تانبہ سے مرکب ہے ۔ جست و تانبہ کا اپنا اپنا مزاج ہے جو پیتل میں ایک دوسرے سے مل کر مزاج ثانی بنا رہے ہیں یہ ملاپ اس قدر مضبوط ہے کہ پیتل کو مختلف حیلوں سے تحلیل کر کے جست و تانبہ کے اجزاء میں علیحدہ علیحدہ کر لینا بہت مشکل ہے ۔ یہ اس قدر پائیدار ہوتے ہیں کہ آگ پر پگھلانے سے بھی ایک دوسرے سے علیحدہ نہیں ہوتے ۔

مزاج غیر مستحکم : اس کو رخو یا ڈھیلی ڈھالی ترکیب بھی کہا جاتا ہے ایسی دواؤں کے اجزاء اس قدر پائیدار نہیں ہوتے کہ ان کو مختلف تدابیر اور حیلوں سے علیحدہ نہ کیا جا سکے اس کی تین صورتیں ہیں ۔

۱۔ رخو مطلق : یہ مزاج ثانی کی ایسی ترکیب ہے جس کے اجزاء آگ پر پکانے

سے علیحدہ نہیں ہوتے ہاں اگر ان کو جلا لیا جائے تو علیحدہ ہوسکتے ہیں مثلاً بابونہ
اس کی خصوصیت یہ ہے کہ اگر اس کو آگ پر پکائیں تو اس کی دونوں قوتیں اجزائے
محللہ اور قابضہ پانی میں آجاتے ہیں یہ ایک دوسرے سے الگ نہیں ہوتے۔ البتہ اگر
بابونہ کو جلا ڈالا جائے تو یہ اجزا الگ الگ ہوجاتے ہیں۔

۲۔ رخو جداً؛ کچھ زیادہ ڈھیلا ڈھالا۔

اس کے تحت ایسی مرکب القویٰ ادویہ داخل ہیں جن کی ترکیب رخو مطلق
سے زیادہ نرم ہے ایسی دواؤں کو پکانے ہی سے ان کے مختلف اجزاء ایک
دوسرے سے الگ ہوجاتے ہیں۔ مثلاً مسور جب اس کو پکایا جاتا ہے تو اس کے
وہ اجزاء جو محلل ہیں پانی میں آجاتے ہیں اور وہ اجزاء جو قبض پیدا کرتے ہیں اسی
دوا میں یعنی مسور کے دانوں میں باقی رہتے ہیں

۳۔ رخو بافراط؛ نہایت ڈھیلے ڈھالے اجزاء۔

یہ قسم ایسی ادویہ پر مشتمل ہے جن کی ترکیب مندرجہ بالا دونوں اقسام سے زیادہ
ڈھیلی ڈھالی ہے۔ اس کے اجزاء کی علیحدگی میں معمولی تدبیر ہی کافی ہوتی ہے
مثلاً کاسنی کے سبز پتوں پر پایا جانے والا نمکین مادہ جو اورام کی تحلیل میں خصوصیت
رکھتا ہے پکانے اور جلانے سے نہیں بلکہ دھو ڈالنے سے ہی علیحدہ ہوجاتا ہے۔ اسی
استحکام وعدم استحکام کی بنیاد پر دواؤں کے استعمال کے طریقے اور ان کی شکلوں
میں فرق پیدا ہوجاتا ہے۔ اس لیے کسی دوا کو بطور خیساندہ استعمال کرنا کسی کو
بطور جوشاندہ اور بعض کا عصارہ وغیرہ استعمال کرنا ان کی باہمی ترکیب کی کیفیت
کی طرف اشارہ ہے یعنی جن دواؤں کو ہم بطور جوشاندہ استعمال کرتے ہیں تو وہاں
یہ مقصود ہوتا ہے کہ اس دوا کی ترکیب زیادہ نرم ونازک نہیں ہے کہ ان کو محض بھگو
کر اس کے اجزائے موثرہ حاصل ہوجائیں اور جن دواؤں کو بطور خیساندہ استعمال

کیا جاتا ہے اس کی ترکیب اس قدر نرم و نازک ہوتی ہے کہ اس کے اجزاء موثرہ بہت جلد علیحدہ ہونے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔ اس انداز پر بعض دواؤں کے استعمال میں اگر ضرورت اس کی داعی ہوتی ہے کہ اس دواء کی ترکیب میں جو نرم و نازک اجزاء شریک ہیں اور جو محض پانی میں دھونے یا بھگونے سے ہی اس دواء سے الگ ہو کر پانی میں آجائیں گے تو ایسے موقع پر ان دواؤں کو بطور خیساندہ استعمال کرنے کی ہدایت کی جاتی ہے اور کبھی بطور علاج ایسے اجزاء کی ضرورت ہوتی ہے جو اس دوا میں بطور اجزائے ترکیبیہ اس سختی سے ملے ہوئے ہیں کہ بغیر جوشاندہ کے وہ اجزاء مقصودہ پانی میں نہیں آسکتے تو اس وقت دوا کو بطور جوشاندہ استعمال کرنا ضروری ہوتا ہے۔ ان دونوں طریقوں پر دوا کے اجزائے لطیفہ ہی بطور اجزائے موثرہ مستعمل ہیں جو اپنی سُرعتِ نفوذ کی بناء پر جلد ہی اثر انداز ہوتے ہیں، لیکن اگر کسی دوا کے استعمال میں سُرعتِ نفوذ مقصود نہ ہو بلکہ دیر تک اثر پذیری کا حصول مقصود ہو تو پھر نہ جوشاندہ نہ خیساندہ بلکہ فی نفسہٖ دوا کو استعمال کرتے ہیں اس طرح کسی دوا کو بطور سفوف، معجون، اطریفل، جوارش وغیرہ کی صورت میں استعمال کیا جاتا ہے تاکہ جسم میں زیادہ دیر تک پڑے رہ کر اثرات قائم کریں۔ ایسا اس لیے بھی کیا جاتا ہے کہ بسا اوقات دوا کی ترکیب ایسی سخت ہوتی ہے کہ وہ نہ بھگونے سے نہ ابالنے سے بلکہ اندرونِ جسم رہنے سے تمام اجزائے ترکیبیہ کے ساتھ پہونچ کر جسم کے مختلف استحالاتی مراحل سے گزر کر اثر انداز ہوتی ہے۔

ادویہ کی ترکیب کی انھیں نزاکتوں میں سے بعض دواؤں کی ترکیب اتنی نازک ہوتی ہے کہ صرف پانی میں بھگو دینے ہی سے اس کے تمام اجزائے موثرہ پانی میں حل ہو جاتے ہیں البتہ بعض دواؤں کے تمام اجزائے موثرہ پانی میں حل پذیر نہیں ہو پاتے۔ کچھ اجزا حل ہو جاتے ہیں ان تمام دواؤں کے اندر اجزائے موثرہ کو

حاصل کرنے کے لیے پانی کے بجائے الکوحل، شراب، ایتھر پٹرولیم وغیرہ میں حل کیا جاتا ہے اور ایسی دوائیں بہت زیادہ اثر انگیز ثابت ہوتی ہیں یہی وجہ ہے کہ اطبائے قدیم بعض دواؤں کا خیساندہ بجائے پانی کے شراب میں بنوایا کرتے تھے۔

ترکیبِ ادویہ ـ ترکیبِ طبیعی۔ ترکیب صناعی

۱۔ ترکیبِ طبیعی : قدرتی ترکیب۔
ایسی تمام دوائیں جو قدرتی طور پر مختلف اجزائے ترکیبیہ سے مل کر باہمی فعل وانفعال کے بعد ایک یکساں مزاج پیدا کریں تو اس کو ترکیبِ طبعی کہتے ہیں۔ چنانچہ تمام ادویۂ نباتیہ، حیوانیہ اور معدنیہ میں جو ترکیب پائی جاتی ہے وہ قدرتی اور طبعی ترکیب ہے۔ ایسی تمام دواؤں کو طبِ یونانی میں ادویۂ مفردہ کے عنوان سے یاد کیا جاتا ہے۔

۲۔ ترکیبِ صناعی : ایسی تمام دوائیں جو دواخانوں میں مختلف مفرد دواؤں کو ملا کر تیار کی جائیں ان کو مرکبات صناعیہ کہتے ہیں۔ تمام جوارشات، اطریفلات، معجونات، اشربہ، عرقیات، خمیرہ جات وغیرہ وغیرہ مرکبات صناعیہ کی مثالیں ہیں۔

جوہرِ فعال : مختلف جوہر و اجزاء والی ادویہ میں جو جوہر قوی و غالب ہو اور اس دوا کے استعمال سے اسی جوہرِ غالب کا فعل مقصود بھی ہو تو ایسے جوہر کو جوہرِ فعال Active Principle کہا جاتا ہے۔ مثلاً افیون جو مختلف جوہروں سے مرکب ہے اس کا ایک جوہر منوم اور مسکن ہے جسکو مارفین کہتے ہیں اسی جوہر کے فعل کے لیے افیون کو عام طور پر استعمال کیا جاتا ہے اس جوہرِ مقصود کو جوہرِ فعال و موثر کہا جاتا ہے۔ اگرچہ دوسرے اجزا بھی موثر ہیں لیکن چونکہ مقصود اصل یہی جوہر ہے، اس لیے اس کو افیون کے تعلق سے جوہرِ فعال کہتے ہیں۔

ثفل یا پھوک : جب کسی مرکب القویٰ دوا سے اس کے جوہرِ اصل کو بصورت عرق، تیل عصارہ حاصل کر لیتے ہیں تو باقی ماندہ شئی کو ثفل یا شئی زائد وبیکار کہا

جاتا ہے اگرچہ یہ بے کار شئی بھی حقیقتاً بے کار نہیں لیکن چونکہ اس کو اسی مخصوص
مقصد کے لیے استعمال نہیں کیا جاتا ہے اس لیے اس کو ثفل کہہ دیا جاتا ہے ورنہ
دوسرے مقاصد میں اسی ثفل کی اثر انگیزی اپنے مقام پر خصوصی اہمیت رکھتی
ہے۔ مثلاً باپچی کے سفوف کو بطور خیساندہ استعمال کر کے بقیہ ثفل کو کسی روغن
میں ملا کر سفید داغوں پر استعمال کرنا بہت مفید ہوتا ہے۔

دواؤں کے اجزائے ترکیبہ

حیوانی و نباتاتی ادویہ میں عام طور پر مندرجہ ذیل اجزا موجود ہوتے ہیں

۱۔ نمکیات: Salts عام طور پر نباتات کو جلا کر حاصل کیے جاتے ہیں، نمک ترب نمک جھواد وغیرہ۔

۲۔ ترش مواد: Acids یہ ترش پھلوں مثلاً لیموں، املی، آلو بخارا، انار ترش وغیرہ سے حاصل کیے جاتے ہیں۔

۳۔ اجزائے لحمیہ: Proteins یہ اجزا زیادہ تر حیوانات اور نباتات سے حاصل کیے جاتے ہیں۔

۴۔ اجزائے شحمیہ: Fats تمام قسم کے لطیف و کثیف Volatile Oil اور Fixed Oil مثلاً کافور روغن بید انجیر جو عام طور پر نباتات سے اور موم و چربیاں وغیرہ حیوانات سے حاصل ہوتی ہیں۔

۵۔ اجزائے شکریہ: Carbohydrates شکریلے اجزا عام طور سے نباتات سے حاصل ہوتے ہیں۔ مثلاً انگور، گنا وغیرہ۔

۶۔ صمغیات: Gums مثلاً گوند ببول کتیرا وغیرہ۔ یہ عام طور پر نباتات سے حاصل ہوتے ہیں اور ان کی یہ خصوصیت ہے کہ یہ پانی میں حل پذیر ہیں۔

۷۔ رال: راتینج Resins یہ گوند کی ایسی قسم ہے جو پانی میں حل پذیر نہیں ہے بلکہ الکوحل میں حل ہوتی ہے۔ نباتات سے حاصل کی جاتی ہے مثلاً سقمونیا وغیرہ۔

انہیں میں سے بعض مرکب ایسے ہیں جو گوند اور رال سے مل کر بنتے ہیں مثلاً لوبان، اشق، مرمکی ہینگ عصارہ ریوند۔ ان کو راتینج دھنی اور صمغ راتینجی کہا جاتا ہے۔

۸۔ اجزائے خشبیہ: لکڑی جیسا مواد جو نباتات کے تنوں، شاخوں وغیرہ سے حاصل کیا جاتا ہے۔ جیسے برادۂ صندل اور برادۂ آبنوس وغیرہ۔

۹۔ اجزائے لونیہ: Colouring Substance یہ بھی عام طور پر نباتات سے حاصل ہوتے ہیں۔ مثلاً سبز پتیوں کی سبزی، گلنار کی سرخی، زعفران کی زردی املتاس کی سیاہی وغیرہ۔

۱۰۔ اجزائے بورقیہ: Base مثلاً نطرون وغیرہ جو نباتات سے حاصل ہوتے ہیں۔

۱۱۔ خمیر: Ferment مختلف قسم کے تیزابات Acids جن سے خمیر پیدا ہو، ست لیمو وغیرہ

۱۲۔ جوہر فعال: Alkaloids مثلاً جوہر کچلہ، جوہر افیون وغیرہ۔

تاثیراتِ ادویہ

صحت و مرض کی حالت میں جسمِ انسانی پر دواؤں کے استعمال سے جو اثرات و تغیرات پیدا ہوتے ہیں ان کو دوا کے اثرات یا افعال کہا جاتا ہے۔

۱۔ تاثیرِ اولیٰ: یہ دوا کی ایسی تاثیر ہے جو دوا میں کسی قسم کے تغیر و استحالہ کے بغیر رونما ہوتی ہے۔ مثلاً تیزابات کا عمل، عمل کیّ اور مفرحات کا اثر تحریک و تفریح و تقویت وغیرہ۔

۲۔ تاثیرِ ثانوی: یہ دوا کی ایسی تاثیر ہے جو دوا میں تغیر و استحالہ کے بعد جسم پر

رونما ہوتی ہے مثلاً شورہ کے تیزاب کے استعمال سے گردوں میں اثرات رونما ہوتے ہیں

۳۔ تاثیر بلاواسطہ: یہ دوا کی ایسی تاثیر ہے جو جسم میں پہونچنے کے بعد جسمانی حرارت سے متاثر ہو کر براہِ راست کسی خاص عضو یا کسی خاص حصۂ جسم پر اثر انداز ہو اس کی دو صورتیں ہیں۔

(الف) تاثیر قریبی۔ یا فوری اثرات مثلاً پھناک یا عاقرقرحا کو زبان پر رکھتے ہی سوزش و جلن کا احساس ہوتا ہے۔

(ب) تاثیر بعیدی۔ یہ تاثیر فوراً پیدا نہ ہو گی بلکہ دوا کے اندرونِ جسم جذب ہونے کے بعد کسی خاص عضو میں پیدا ہو گی۔ مثلاً جوہر ذراریح ہضم و جذب کے مراحل سے گزرنے کے بعد جب خون کے ساتھ گردوں سے گزرتا ہے تو گردوں میں سوزش پیدا کرتا ہے۔ یہ بھی تاثیر بلاواسطہ یا مقامی ہے لیکن تاثیر بعیدی ہے۔

۴۔ تاثیر بالواسطہ: یہ ادویہ کی ایسی تاثیر ہے جو ہضم و جذب کے مراحل سے گزرنے کے بعد اپنے اثرات نظام اعصاب کے ذریعہ قائم کرے۔ مثلاً پھناک ہضم و جذب کے مراحل سے جب گزر چکتی ہے تو نظام عصبی کے ذریعہ قلب کی قوتِ انبساط کو عصبی مرکز کے متاثر ہونے کے بعد کمزور کر دیتی ہے۔

۵۔ بیرونی اثرات: یہ دواؤں کی ایسی تاثیرات ہیں کہ جو دواؤں کو بیرونِ جسم استعمال کرنے سے پیدا ہوتی ہیں مثلاً رائی کے ضماد سے سطحِ جلد پر سرخی و جلن۔ روغنیات کے استعمال سے نرمی و ملائمت وغیرہ۔

بسا اوقات دوائیں سطحِ جلد سے جذب ہوئے بغیر اپنا اثر قائم کرتی ہیں مثلاً سرد و گرم ٹکمید سے سردی و گرمی کا احساس۔ یا اڑنے والے روغنیات کا طلاء جو بخارات کو اپنے ساتھ اڑا کر برودت اور ٹھنڈک کا باعث ہوں۔ مثلاً یوکلپٹس آئل کو جب جسم پر لگایا جاتا ہے تو وہ سطحِ جلد سے حرارت کے اجزا کو لے کر اڑ جاتا ہے جس کے نتیجے میں

حرارت دور ہو جاتی ہے۔ اس اعتبار سے شدید بخاروں میں اسپنج وغیرہ کیجاتی ہے۔

خصوصی تاثیرات: ایک ہی دوا کی اندرونی اور بیرونی تاثیرات کا اختلاف۔

(۱) پیاز، لہسن، رائی وغیرہ جو محمرات جلد ہیں جب اندرونی طور پر استعمال کیے جاتے ہیں تو معدہ وامعاء کی اغشاء مخاطی میں کسی قسم کا تغیر نہیں ہوتا، نہ جلن نہ سرخی۔ غالباً ایسا اس لیے ہوتا ہے کہ معدہ وامعاء کی مخصوص رطوبات سے جب یہ دوائیں ملتی ہیں تو ان کی حرارت و شدت میں کمی آجاتی ہے جو بیرونی طور پر باقی رہتی ہے۔

(۲) سفیدہ کاشغری۔ بیرونی طور پر کسی قسم کی خرابی پیدا نہیں کرتا۔ البتہ اندرونی استعمال سے معدہ وامعاء میں فساد برپا کر کے ہلاکت تک نوبت آجاتی ہے۔

(۳) کشنیز خشک: بیرونی طور پر سخت ورموں کو تحلیل کرتا ہے اور اندرونی استعمال سے صلابت، اورام میں اضافہ ہوتا ہے۔ یہ متضاد عمل ہے غالباً اس کی وجہ یہ کہ کشنیز مرکب القویٰ دوا ہے اس میں ایک جز حار لطیف و محلل ہے دوسرا جز بارد کثیف و غلیظ ہے۔ بیرونی استعمال میں حار جز جو محلل ہے بآسانی نفوذ کر جاتا ہے اور اس سے اورام صلبہ کی تحلیل ہو جاتی ہے لیکن اندرونی استعمال میں یہ حار جز حرارتِ غریزیہ کے اثر سے تحلیل ہو جاتا ہے اور جزِ کثیف باقی رہ کر صلابت و کثافت کا باعث ہوتا ہے۔

(۴) پانی۔ اس کے اندرونی اور بیرونی استعمال میں کسی قسم کا تضاد نہیں ہے

خصوصی تاثیرات میں وہ تمام دوائیں بھی داخل ہیں جو اپنی مخصوص ہیئت ترکیبیہ و امتزاجی خصوصیت کی وجہ سے مختلف اعضاء پر خصوصی اثرات قائم کرتی ہیں۔ مثلاً ادویۂ قلبیہ، آبریشم، بادرنجبویہ، درونج وغیرہ۔ اسی طرح ادویۂ دماغیہ ادویۂ کبدیہ، ادویۂ حدریہ و معویہ، ادویۂ کلویہ۔ یہ تمام خصوصی تاثیراتِ ادویہ کے اجزائے ترکیبیہ اور اس کی مخصوص تدوین کے زیرِ اثر ہیں جن کو صورتِ نوعیہ کی بحث

میں بخوبی ذکر کیا گیا ہے ۔
مقدار خوراک بھی اختلافِ تاثیر کا باعث ہوتی ہے ۔ مثلاً کافور کم مقدار میں مقوی باہ
ہے اور زیادہ مقدار میں مضعفِ باہ ہے ۔ اسی طرح ریوند چینی کم مقدار میں مقوی معدہ
ہے اور زیادہ ہ یں مسہل ہے ۔ پھر یہی ریوند چینی بڑی مقدار میں اگر استعمال کی جائے
تو اولاً اسہال اور بعد میں قبض پیدا کرتی ہے ۔
مندرجہ بالا تمام اختلافات دواؤں کے مرکب القویٰ ہونے کی وجہ سے رونما
ہوتے ہیں ۔ اس لیے کہ کسی دوا کا ایک ہی جز مسہل بھی ہو اور وہی قابض بھی
ہو، ناممکنات میں سے ہے ۔

دواؤں کی طبیعی خصوصیات

Physical Characters of Drugs

ایک دوا کو دوسری دوا سے ممتاز کرنے اور مختلف دواؤں کی پہچان و شناخت کے لیے دواؤں میں جن خصوصی نشانیوں کا مطالعہ کیا جاتا ہے وہ ہی اس کی طبیعی خصوصیات ہیں۔ خصوصاً ادویۂ مفردہ کی شناخت جبکہ وہ تازہ حالت میں بھی موجود نہ ہوں۔

ان طبیعی خصوصیات میں بعض وہ ہیں جن کا تعلق تمام دواؤں سے یکساں طور پر ہے۔ مثلاً رنگ، بو، مزہ، قوام، وزن، یہ پانچ ایسی خصوصیات ہیں جو ہر دوا کے ساتھ وابستہ ہیں اور بعض وہ خصوصیات ہیں جو تمام دواؤں میں یکساں طور پر نہیں پائی جاتی ہیں بلکہ بعض کی خصوصیات ہیں اور بعض میں نہیں۔ مثلاً تصعید، تعریق، تذتیب، تجمید، تجذیب، تجفیف، تحلیل، تحریق، تقلیم، تمزیج، ترسیب وغیرہ۔

مندرجہ بالا تمام عمومی اور خصوصی حالات ایسے ہیں کہ ہر دوا میں ان کا وجود ممکن نہیں۔ یہ تو ممکن ہے کہ ایک دوا رنگ میں یکساں ہو، بو میں بھی یکساں ہو، لیکن یہ ممکن نہیں کہ اس کا مزہ بھی اور قوام و ترکیب بھی یکساں ہوں۔

انھیں خصوصیات کی بنا پر ایک دوا کو دوسری دوا سے ممتاز کیا جاتا ہے اور مفرد دواؤں کی شناخت میں یہ خصوصیات بہت اہم حیثیت کی مالک ہیں نہ صرف دوائیں بلکہ دنیا کی ہر چیز انھیں خصوصیات کی بناء پر ایک دوسرے سے ممتاز ہے یہ تمام خصوصیات اجزاے ترکیبیہ کی ترتیب و تددین کے اختلاف سے رونما ہوتی رہتی ہیں اور ہر ایک کی صورت نوعیہ مختلف ہونے کی وجہ سے ان کے اثرات اور ظاہری صورت شکل میں باہمی اختلاف پایا جاتا ہے۔ طب یونانی میں چونکہ

مفرد ادویہ کا تازہ اور خشک حالت میں استعمال بکثرت ہے اس لیے دواؤں کی
شناخت مستقل ایک عنوان اور مضمون کی حیثیت سے درسیات کا جز بنی ہوئی ہے
جہاں تک عام خصوصیت کا تعلق ہے ان کے سمجھنے سمجھانے میں چنداں
دقت نہیں مثلاً رنگ، بو، مزہ، ترکیب وقوام اور وزن۔ یہ سب عام فہم اصطلاحات
ہیں۔ البتہ انفرادی خصوصیات کا علم اور ان کا تفصیلی تذکرہ ضروری ہے۔

۱۔ تصعید: بخارات کی شکل میں صعود کرنا۔ بعض دواؤں میں یہ خصوصیت ہے
کہ ان کے کل یا بعض اجزا فضا کی معمولی حرارت سورج کی روشنی و گرمی یا
آگ کی قوی حرارت سے متاثر ہوکر بخارات کی شکل میں اڑ جاتے ہیں۔ مثلاً کافور،
اجوائن دیسی، گلاب، مشک وعنبر، زعفران، ست پودینہ، لوبان، عود وغیرہ ایسی تمام
ادویہ معطرہ جن کے لطیف اجزا بخارات بن کر اڑتے ہیں ان اجزا (کی) دوائی منفعتوں
اور ضرورتوں کے لحاظ سے مختلف ترکیبوں سے ان کو علاحدہ کرنے اور جمع کرنے کی
کوشش کی جاتی ہے۔ چنانچہ سنکھیا اور رسکپور وغیرہ کا جوہر اڑا کر اس کے لطیف
اجزا کو مختلف امراض میں بطور دوا استعمال کرایا جاتا ہے۔ اسی طرح لوبان اور
دوسری دافع عفونت ادویہ کی دھونی کیڑے مکوڑوں اور دوسرے جراثیمی
اعمال کو ختم کرنے کے لیے استعمال کی جاتی ہے اور اکثر دواؤں کے ان اجزائے
لطیفہ کو عمل تصعید کے ذریعہ اڑا کر دوبارہ Condence کر کے جمع کر لیا
جاتا ہے۔ چنانچہ گلاب، بادیان، اجوائن، الائچی وغیرہ کے عرقیات اسی طرح
نکال کر استعمال کیے جاتے ہیں۔ ایسی تمام چیزیں جن کے اجزائے لطیفہ بخارات
کی شکل میں دواؤں سے جدا ہو جانے کی صلاحیت رکھتے ہیں ان کو اسی وقت تک
قابل استعمال سمجھنا چاہیے جب تک ان میں خوشبو موجود ہے۔ ایسی چیزیں حرارت
یا کھلی فضا میں رکھے رہنے سے بہت جلدی اپنی خصوصیات کھو بیٹھتی ہیں اور قابلِ

استعمال نہیں رہتیں۔ اسی طرح وہ تمام دوائیں جن میں ایسے اجزا موجود نہ ہوں عملِ تصعید کے ذریعہ ان کا عرق کشید کرنا اور اس کو قابلِ استعمال سمجھنا بعید از فہم ہے۔ مثلاً ادویۂ لحمیہ، نمکیات، زہرمہرہ وغیرہ۔

۲۔ تحریق: جل اٹھنا، بھڑک اٹھنا To Inflame بعض دوائیں معمولی حرارت یا رگڑ سے جل اٹھتی ہیں مثلاً بارود وگندھک، بعض دوائیں کسی دوسری دوا سے مل کر شعلہ کی طرح بھڑک اٹھتی ہیں مثلاً گلیسرین اور پوٹاس کو ملانے سے شعلہ بن جاتا ہے۔

۳۔ تذئیب: پگھل جانا۔ To Melt

بعض دوائیں معمولی حرارت یا دوسری چیز کی آمیزش سے رقیق وملائم ہوجاتی ہیں مثلاً چربی، گھی، موم اور گندھک وغیرہ۔

۴۔ تجمید: جم جانا۔ Condensation

کچھ دوائیں معمولی حرارت پر بجائے پگھلنے کے جم جاتی ہیں مثلاً انڈے کی سفیدی وزردی وغیرہ

۵۔ تجذیب: رطوبات کو جذب کرلینا Desiccation بعض دوائیں بیرونی رطوبات کو اپنے میں جذب کرلینے کی خصوصیت رکھتی ہیں، مثلاً موسم برسات میں نمک اور کھاری چیزیں، یہ چیزیں بیرونی ہوا سے رطوبت کو کھینچ لیتی ہیں اور نرم ہوجاتی ہیں۔

۶۔ تجفیف: خشک ہوجانا Siccation

بہت سی تر دوائیں حرارت کے اثر سے خشک ہوجاتی ہیں اور اس کی وجہ سے ان کے ظاہری خدوخال رنگ وبو میں فرق پیدا ہوجاتا ہے۔ یونانی ادویہ عام طور پر خشک حالت میں دستیاب ہوتی ہیں۔ تر وتازہ حالت کے مقابلے میں

خشک شدہ دوائیں اپنی شکل و صورت میں بالکل تبدیل ہو جاتی ہیں بسا اوقات دواؤں میں پائے جانے والے لطیف جوہر بھی اڑ جاتے ہیں جیساکہ خوشبو دار پھولوں سے ان کا جوہرِ لطیف اڑ کر ختم ہو جاتا ہے۔ چنانچہ گلاب کے پھول کا جوہرِ لطیف جو تلیین کی خصوصیت رکھتا ہے خشک ہونے پر یہ خصوصیت کم سے کم تر ہو جاتی ہے۔

۷۔ تحلیل: حل ہو جانا To solve

حل ہو جانے کی خصوصیت مختلف چیزوں میں مختلف ہوتی ہے چنانچہ بعض چیزیں پانی میں حل پذیر ہیں، مثلاً نمک و شکر وغیرہ۔

بعض چیزیں روغنیات میں حل پذیر ہیں مثلاً کافور و گندھک وغیرہ۔ بعض چیزیں شراب و الکوحل میں حل پذیر ہیں مثلاً رال وغیرہ۔ بعض ٹھوس چیزیں ایک دوسرے سے صرف مل کر حل پذیر ہیں۔ مثلاً ست پودینہ، ست اجوائن کافور وغیرہ۔

پانی میں اکثر اشیاء حل پذیر ہیں بجز چند اشیاء کے کہ وہ پانی میں حل نہیں ہوتی ہیں۔ پھر حل پذیری میں مقدار اور مخصوص تناسب بھی ضروری ہے اسی کے ساتھ حرارت کی موجودگی میں حل پذیری بڑھ جاتی ہے۔ چنانچہ گرم پانی میں شکر جلد گھل جاتی ہے۔ اور ٹھنڈے پانی میں بدیر یہ عمل ہوتا ہے۔

۸۔ تقلیم: قلموں کی شکل اختیار کرنا۔ Crystallization

بعض چیزیں مخصوص دانوں اور قلموں کی شکل اختیار کرلیتی ہیں یہ خصوصیت تمام چیزوں میں نہیں ہوتی ہے بلکہ یہ مخصوص خصوصیت ہے جو بعض دواؤں میں پائی جاتی ہیں اور وہ دوائیں قلموں کی شکل میں دستیاب ہوتی ہیں۔ مثلاً شورہ قلمی دار چکنا اور ریسکپور وغیرہ کی قلمیں۔ ان کے جوہروں کو خشک کرنے کے بعد حاصل ہوتی ہیں۔ اسی طرح شکر کے مخصوص دانے بھی پانی میں حل ہو کر خشک ہونے کے بعد قلموں کی شکل میں حاصل ہوتے ہیں۔

۹۔ ترسیب تہ نشینی : Precipitation

بعض چیزیں جو محلول (سیال) ہوتی ہیں کسی دوسری چیز کے ملنے پر منجمد ہو کر تہ نشین ہونے کی خصوصیت رکھتی ہیں۔ مثلاً انڈے کی سفیدی کو پانی میں محلول کرلیا جائے پھر اس میں تھوڑی پھٹکری ملانے سے یہ سفیدی منجمد ہو کر تہ نشین ہو جاتی ہے۔ نرمل اور پھٹکری کے استعمال سے میلے اور گندے پانی کی گندگی بھی اسی طرح راسب ہو جاتی ہے اور پانی صاف ہو جاتا ہے۔

۱۰۔ التفتح (کھل اٹھنا) ریزہ ریزہ ہو جانا۔ Decomposition

بعض دوائیں بیرونی ہوا سے اجزاے مائیہ کو حاصل کر کے ریزہ ریزہ ہو جاتی ہیں۔ مثلاً چونے کی ڈلی جب کھلی ہوا میں رکھی جاتی ہے تو کچھ دیر کے بعد بیرونی ہوا سے متاثر ہو کر ریزہ ریزہ ہو جاتی ہے۔

۱۱۔ ترکیب : Composition

بعض دوائیں دوسری دواؤں کے ساتھ ملنے کی خصوصیت رکھتی ہیں خواہ یہ ترکیب سادہ ہو یا حقیقی۔

ترکیب یا امتزاجِ سادہ میں اجزاے ترکیبیہ اپنی صورتِ نوعیہ پر برقرار رہتے ہیں جیساکہ سکنجبین میں سرکہ اور شہد۔

تراکیب حقیقی میں اجزاے ترکیبیہ کی صورتِ نوعیہ تبدیل ہو کر مرکب میں مخصوص صورتِ نوعیہ پیدا ہو جاتی ہے۔ جیساکہ ترشیوں کو شوریت کے ساتھ ملانے اور ترکیب دینے میں دونوں کی صورتِ نوعیہ تبدیل ہو جاتی ہے۔

بعض چیزیں ایسی ہیں جن میں ترکیب کا عمل کسی بھی نوعیت میں نہیں ہو پاتا ہے، مثلاً تیل اور پانی کتنا ہی حل کیا جائے تھوڑی دیر میں دونوں الگ الگ ہو جاتے ہیں، بعض چیزیں ایک دوسرے سے ملنے کے بعد عجیب و غریب

خصوصیات پیدا کر دیتی ہیں۔ چنانچہ بعض پھل لوہے سے ملنے کے بعد تھوڑی دیر میں سیاہ ہو جاتے ہیں جیساکہ امرود، سیب، کیلا وغیرہ۔

اسی طرح لوہے پر توتیا لگانے سے لوہا تانبے کے مانند چمکنے لگتا ہے۔

کتھا اور چونا ملنے پر نہ صرف رقیق ہوتے ہیں بلکہ حرارت بھی بڑھ جاتی ہے۔

انھیں تمام مخصوص خصوصیات کی بناء پر دواؤں کے امتیاز اور شناخت میں بڑی مدد ملتی ہے۔

موجودہ زمانے میں دواؤں کی صحیح شناخت اور امتیاز کے لیے جدید طریقے دریافت کر لیے گئے ہیں۔ مثلاً دوا کے اجزاے ارضیہ کی مقدار Total Ash Values عصاراتی تجزیہ Extract Values جو مختلف Solvents میں کی جائے۔ آبی تجزیہ Moisture Contents روغن فراری Volatile Oil قوتِ تحلیل Solubility اور P. H. وغیرہ۔ ان سے بھی دواؤں کے امتیاز و شناخت میں بہت مدد ملتی ہے۔

غیر معروف دواؤں کے اثرات معلوم کرنیکے ذرائع

قیاس و تجربہ

زمانۂ قدیم سے اب تک دواؤں کے اثرات و افعال کی معلومات میں قیاس و تجربہ کی بڑی اہمیت ہے۔

۱۔ قیاس : کسی دوا کی طبیعی خصوصیت اور ظاہری حالات سے اس کے اندرونی اثرات، افعال و خواص کے بارے میں اپنی سابقہ معلومات کی مدد سے اندازہ قائم کرنا۔

تجربہ : اندازہ شدہ دوا کو بدن میں اندرونی یا بیرونی طور پر استعمال کرکے اس کے اثرات کو معلوم کرنا، چنانچہ شیخ ابن سینا اور دوسرے محققین نے نامعلوم دواؤں کے افعال، مزاج و کیفیات کو معلوم کرنے کے لیے انھیں دونوں طریقوں کو جامع قرار دیا ہے۔

کسی دوا کے تجربہ کے لیے یہ بھی ضروری ہے کہ اولاً نامعلوم دوا جس کے بارے میں سابقہ معلومات نے اس کے پوشیدہ حالات کی طرف رہنمائی کی ہے اس دوا کو بطور احتیاط ایسے جانوروں پر استعمال کیا جائے جو کسی بھی نوعیت سے انسانی بدن اس کے مزاج و خلقت سے مشابہت رکھتے ہوں اور جب ایسی غیر معروف دوا اپنے اثرات میں ان جانوروں پر ہمارے قیاس و اندازے کے مطابق صحیح ہو تو اس دوا کو بکمال احتیاط تجربہ کی مذکورہ شرائط کا پورا لحاظ کرتے ہوئے انسانی بدن پر استعمال کرکے اس کے اثرات کا امتحان کرنا چاہیے۔

جانوروں پر دوائیں کے تجربہ کو Expirimental Pharmacology اور انسان پر دواؤں کے اثرات کو معلوم کرنے کو Clinical - Pharmacology کہا جاتا ہے۔

واضح ہو کہ کوئی بھی دوا جب تک ان دونوں مراحل سے نہ گزر جائے وہ علم الادویہ کے ذخیرے میں شامل نہیں ہو سکتی۔ محض جانوروں پر تجربہ سے کسی دوا کو قابلِ استعمال اور تجربہ یافتہ قرار نہیں دیا جا سکتا اس لیے کہ ہزار نوعی مشابہتوں کے باوجود انسان اور کسی بھی نوع کے جانوروں میں نمایاں فرق پایا جاتا ہے۔

محرکاتِ تجربہ: تجربہ پر آمادہ کرنے کے لیے جہاں قیاس کی رہنمائی اہم ہے وہیں اتفاقی امور بھی کسی دوا کے تجربہ کے لیے محرک ثابت ہوئے ہیں اور اتفاقات نے بھی علم الادویہ کے ذخیرے میں خاطر خواہ اضافات کیے ہیں ان اتفاقی امور کی چند صورتیں درج ذیل ہیں۔

۱۔ اتفاقِ محض: اس کی صورت یہ ہے کہ مثلاً کوئی مریض ایسے مقام پر پہنچا جہاں اس کو ایسی دوا یا غذا استعمال کرنی پڑی جس کی حقیقت سے وہ بالکل نابلد تھا اس کے استعمال سے اس کے مرض میں قابلِ لحاظ افاقہ ہو گیا اس اتفاقی فائدے سے ریسرچ و تحقیق کرنے والے ذہن نے کچھ رسائی حاصل کی اور جب اسکو اسی قسم کے دوسرے مریضوں پر استعمال کیا تو اس سے وہی فوائد حاصل ہوئے۔

۲۔ میلانِ طبیعت: مریض کی طبیعت کسی نامعلوم شئے کے استعمال کیلیے آمادہ ہوئی اور اس نے اس کو استعمال کر لیا جو فائدہ مند ثابت ہوئی تجربہ کے بعد اس کی افادیت واضح ہو گئی اور اس طرح یہ دوا ہمارے ذخیرے کی زینت بن گئی۔ چنانچہ استسقاء کے مرض میں ٹڈیوں کا استعمال اسی میلانِ طبیعت کی اتفاقی صورت ہے۔

۳۔ حالاتِ جنگ سفر اور قحط: سفر، جنگ اور قحط کے ہنگامی حالات میں انسان

یہ مجبوری بہت سی چیزیں استعمال کرلیتا ہے جن کے بارے میں وہ قطعی لاعلم ہوتا ہے۔ اس قسم کے حالات نے کبھی اتفاقی طور پر بہت سی نامعلوم دواؤں اور غذاؤں کے بارے ہماری معلومات میں خاطرخواہ اضافہ کیا ہے۔ چنانچہ شکر قند آلو، اروی، چوب چینی، ترئی، پرول اور دوسری بہت سی اشیا کا علم انھیں ہنگامی اتفاقات کی بناء پر ہوا ہے اور بعد میں تجربہ نے ان کی تصدیق کی ہے۔

۴۔ عداوت و دشمنی: دشمنی اور بدنیتی بھی دواؤں کے اتفاقی علم میں خصوصی اہمیت کی حامل ہے جس کی ممکن صورت یہ رہی ہوگی کہ از راہ بدنیتی کسی کو مارنے اور قتل کر ڈالنے کے لیے خالص زہریلی اشیاء کو استعمال کرا دیا گیا اتفاقی طور پر یہ افراد ایسے امراض میں مبتلا تھے جن میں یہ زہر تریاق ثابت ہوا اور ایسے لوگ بجائے مرنے کے شفایاب ہوگئے۔ اس اتفاقی امر سے تحقیقی ذہن رکھنے والوں نے فائدہ اٹھاکر تجربہ کیا تو ان زہریلی اشیاء کو شافی پایا۔ چنانچہ سنکھیا، پارہ، شنگرف وغیرہ جو زہریلی دوائیں ہیں مرض آتشک دمہ، سعالِ مزمن اور گٹھیا، نقرس جیسے مزمن امراض میں نفع بخش ثابت ہوئیں۔

۵۔ الہام: کسی بزرگ شخصیت کو کسی چیز کے بارے میں روحانی طور پر علم ہوا اور اس نے وہ چیز مریضوں کو استعمال کرادی جو فائدہ مند ثابت ہوئی اور تجربہ نے اس کی تصدیق کردی۔

۶۔ القاء: انتہائی مایوسی اور بے چارگی کے عالم میں مریض کے دل میں قدرتاً کسی چیز کے بارے میں شفایابی کا خیال آیا اور اس نے وہ چیز استعمال کر ڈالی جو فائدے مند ثابت ہوئی۔ بعد کے تجربہ نے اس کی تصدیق کی اور وہ دوا بھی ذخیرہ علم میں آگئی۔

۷۔ **خواب:** بحالتِ نوم مریض یا اس کے تیمار داروں کو خواب میں کسی دوا کے بارے میں علم ہوا اور اس کو استعمال کرا دیا گیا جو شافی ہوتی پھر اس پر تجربہ کیا گیا اور وہ بھی علم الادویہ کے ذخیرے میں اضافہ کا سبب بن گئی۔

درسِ حیوانی: بہت سے جانور امراض میں مبتلا ہو کر ایسی تدابیر از خود اختیار کر لیتے ہیں جن سے ان کو راحت ملتی ہے۔ انسانی مطالعے میں بہت سے جانوروں کے ان اعمال کا ادراک ہوا ہے چنانچہ عملِ احتقان جس کو شیخ معالجۂ فاضلہ کہتا ہے اس کو بقراط یا جالینوس نے کسی جانور سے حاصل کیا۔ اس لیے عملِ احتقان کو عملِ طائر بھی کہا جاتا ہے۔ پرندے نے اپنے شکم کی آلائشوں کو بذریعۂ مقعد خارج کرنے کے لیے سمندر کا شور پانی اپنی مقعد میں پہونچایا جس کی تحریک سے تمام آلائشیں خارج ہو گئیں۔ اسی طرح آنکھوں کی بصارت کے لیے سونف کی تحقیق متقدمین نے سانپ سے حاصل کی کہ سانپ بادیان کے پتوں پر اپنی آنکھوں کو رگڑ کر بصارت میں اضافہ کرتا ہے۔ یہ اور مذکورہ تمام اتفاقی امور ایسے ہیں جن کی مدد سے متعمسین اور محققین نے بڑی رہنمائی حاصل کی اور ان اتفاقات نے تجربہ پر آمادہ کر کے ہمارے ذخیرۂ معلومات میں روز افزوں اضافہ کیا ہے۔

تجربہ کی اہمیت: قیاس درحقیقت تجربہ کا وسیلہ اور انتقالِ ذہنی کا ذریعہ ہے ورنہ ادویہ کے متعلق صحیح معلومات تجربہ ہی سے حاصل ہوتی ہیں۔ کسی بھی نامعلوم شئے کے سامنے آنے پر انسانی ذہن اپنی سابقہ معلومات کی مدد سے اس کی منفعتوں اور مضرتوں کے بارے میں صرف اندازہ ہی کر سکتا ہے اور تجربہ اس اندازے کی تصدیق و تکذیب کرتا ہے اسی لیے تجربہ کو دواؤں کی یقینی تاثیر کا ذریعہ قرار دیا گیا ہے۔ علامہ نفیسی نے لکھا ہے کہ "تجربہ سے تاثیراتِ ادویہ کا یقین حاصل ہوتا ہے اور قیاس میں اکثر و بیشتر غلطیوں کا امکان ہوتا ہے"۔ اِنَّ التجربۃ تفید الجزم لقوۃ

الدواء دون القیاس فانہ قد یقع فیہ غلط'' کثیرا ۔

قیاس کی بنیاد کوئی سابقہ تجربہ ہوا کرتا ہے۔ یعنی قیاس کرنے والے کے علم میں پہلے سے ایسی چیزوں کے بارے میں معلومات موجود ہوتی ہیں جو کسی نامعلوم دوا یا غذا کی ظاہری شکل و شباہت اور طبعی خصوصیات کی بناء پر اس کی پوشیدہ حالت کی طرف رہنمائی کرتی ہیں اور اس قیاس و اندازہ کے بعد ہی ایسی چیزوں کو تجربہ کی کسوٹی پر کسا جاتا ہے۔ گویا تجربہ کی بناء پر جو سابقہ معلومات حاصل ہوئی ہیں ان کی مدد سے قیاس کی رہنمائی حاصل ہوئی اور اس قیاس نے پھر تجربہ پر آمادہ کیا اس کو تجربہ سے قیاس اور قیاس سے تجربہ کی آمادگی کہا جاتا ہے۔ پس سابقہ معلومات اور تجربات جس قدر وسیع ہوں گے اور انتقالِ ذہنی جس قدر تیز ہوگا اسی قدر قیاسات صحیح اور مناسب ہوں گے۔ اسی لیے قیاس کے واسطے ایسے ماہرینِ فن کی ضرورت ہوتی ہے۔ جن کا تجربہ وسیع ہو۔ ان میں دقتِ نظر اور نکتہ رسی کا فیضان ہو۔ اس کے برخلاف تجربہ کے لیے علم و فن کی اس درجہ وسعتوں کی چنداں حاجت نہیں۔ قیاس سے محض ظاہری کیفیات و خصوصیات کا انکشاف ہوتا ہے۔ لیکن تجربہ سے دواء کی تاثیرات، نوعیت عمل اور خصوصی افعال کی معلومات فراہم ہوتی ہیں۔ قیاس اور تجربہ کے بارے میں تفصیلی معلومات درج ذیل ہیں۔

قیاس: جیسا کہ گذشتہ صفحات میں تذکرہ کیا گیا کہ کسی نامعلوم دوا میں پہلے سے معلوم دواؤں کے ظاہری خواص دیکھ کر اس نامعلوم دوا کے بارے میں عقل کی رہبری اور ذہن کی رسائی کے ذریعہ معلوم دوا میں پائے جانے والے اندرونی افعال و خواص کے مانند اندازہ کرنے کا نام قیاس ہے۔ یعنی دواء کے رنگ، بو، مزہ، قوام، وزن اور دوسری مخصوص خصوصیات کو دیکھ کر ہم کسی معلوم دواء کی انہیں جیسی خصوصیات سے مشابہ و مماثل پاکر اس نامعلوم میں معلوم دواء جیسی تاثیرات کا اندازہ کرتے ہیں مثلاً صندل سفید اور کافور کو دیکھنے کے بعد کسی ایسی نامعلوم دواء کو دیکھا

جو رنگ و بو میں ان جیسی تھی تو ہم خیال قائم کر سکتے ہیں کہ یہ نا معلوم دواء بھی صندل یا کافور کے مانند مفرح و مسکن افعال کی حامل ہو سکتی ہے۔ تجربہ ہمارے اس خیال و گمان کی تصدیق یا تکذیب کر سکتا ہے۔ کسی نا معلوم دواء کے قیاس میں مندرجہ ذیل چیزیں معین و مددگار ہوتی ہیں۔

۱۔ **دواء کا استحالہ:** حرارت و برودت، ہوا، پانی، آگ، سورج کی تیز یا ہلکی شعاعیں یا کسی دواء کو رگڑنے، گھسنے اور ایک دوسرے کے ساتھ ملانے پر جو تبدیلیاں رونما ہوتی ہیں۔ انھیں تبدیلیوں کا نام دواء کا استحالہ ہے یہ استحالہ یا تبدیلی دو طرح واقع ہوتی ہے۔ ظاہری اور حقیقی۔

ظاہری تبدیلی سے مراد دوا کے رنگ، بو، مزہ میں تبدیلی کا واقع ہونا جیسا کہ تراشیدہ کیلے اور سیب کی ہوا لگنے کے بعد سیاہی۔

حقیقی تبدیلی سے مراد دوا کی ہیئتِ ترکیبیہ اور صورتِ نوعیہ میں تبدیلی ہے۔ عام طور پر ظاہری تبدیلیاں حقیقی تبدیلی کے بعد ہی نمایاں ہوا کرتی ہیں اگرچہ کبھی کبھی حقیقی تبدیلی کے بغیر ظاہری تبدیلیاں ہو جاتی ہیں۔ مثلاً لوہے سے مل کر پھلوں کے رنگ میں سیاہی آجاتی ہے ظاہر ہے کہ سیب یا امرود میں اس صورت میں اجزائے ترکیبیہ میں کسی قسم کی تبدیلی واقع نہیں ہوتی ہے۔

استحالہ سے قیاس کی صورتیں مختلف ہیں۔ مثلاً ایک دواء آگ یا سورج کی روشنی سے جل اٹھتی ہے اور دوسری بالکل متاثر نہیں ہوتی، اس صورت میں ہم اندازہ کر سکتے ہیں کہ جل اٹھنے والی دواء میں اجزائے حرارت زیادہ ہیں اور دوسری دواء میں اجزائے حرارت کم ہیں جیسا کہ گندھک یا شکر کی بعض اقسام۔

تجربہ ایسی چیزوں کے بارے میں کسی یقینی صورت تک رہنمائی کرتا ہے۔ کہ واقعی وہ چیزیں جو بیرونی طور پر حرارت سے جل اٹھتی ہیں ہمارے جسم میں پہونچ کر

کم و بیش حرارت کا باعث ہوں گی اور اسی سے ان گرمی پہونچانے والی دواؤں کے درمیان کمی و زیادتی بھی متعین ہو سکے گی۔ چنانچہ وہ دوائیں جو بیرونی طور پر بہت جلد مشتعل ہو کر بھڑک اٹھیں وہ ایسی دواؤں کے مقابلے میں جو جلد مشتعل نہ ہوں بدن کے اندر حرارت زیادہ پیدا کریں گی۔

علاوہ ازیں استحالہ سے قیاس کی ایک صورت یہ بھی ہے کہ کوئی شئے لوہے سے مس کر یا ہوا میں کاٹ کر رکھنے سے انار و ہلیلہ کی طرح سیاہ ہو جاتی ہے۔ تو ہم اندازہ کر سکتے ہیں کہ یہ نامعلوم دوا بھی انار و ہلیلہ کی مانند حابس و قابض خصوصیت رکھتی ہو گی۔

۲۔ **دوا کے رنگ سے قیاس کرنا:** رنگ سے قیاس کرنے کی صورت یہ ہے کہ کسی نامعلوم دوا کی رنگت معلوم دوا جیسی ہے اس کو دیکھ کر اس نامعلوم دوا میں انہی جیسے خواص کا اندازہ کرنا۔ جیسا کہ صندل سفید و کافور کی سفیدی سے کسی نامعلوم دوا کی سفیدی کو قیاس کر کے اس میں بھی صندل و کافور جیسے مفرح و مسکن افعال کا گمان کیا جائے۔ یاد رکھنا چاہیے کہ رنگ کے ذریعہ قیاس بہت کمزور قیاس ہے۔

۳۔ **دوا کی بو کے ذریعہ قیاس کرنا۔** بو سے بھی دواؤں کی تاثیرات پر قیاس کیا جاتا ہے اس کی صورت یہ ہے کہ دوائے معلوم کی بو تیز اور خوشگوار ہے اور وہ اپنے افعال میں مسکن و ملطف اثر رکھتی ہے۔ اگر اس نامعلوم دوا میں بھی ویسی ہی تیز خوشگوار بو محسوس ہو تو خیال کیا جا سکتا ہے کہ یہ دوا بھی زعفران و گلاب مشک و عنبر کے مانند ملطف و مفرح ہو گی۔ ایسے ہی بعض مانع عفونت دواؤں کی بوئیں مخصوص قسم کی ہوتی ہیں اگر کوئی نامعلوم دوا کافور اور فینائل جیسی بو دار سامنے آئے تو قیاس کیا جا سکتا ہے کہ یہ مجہول دوا بھی دافعِ عفونت خواص کی حامل ہو سکتی ہے۔

محققین کی رائے ہے کہ تیز بُو والی ادویہ عام طور پر گرم مزاج ہوتی ہیں جیساکہ لہسن، پیاز، مشک، زعفران، عنبر، لونگ، حلتیت خالص وغیرہ اس لیے کہ بُودار دواؤں کے اجزائے لطیفہ کو مقامِ شم تک پہونچانے کے لیے حرارت کی ضرورت پیش آتی ہے۔ حتیٰ کہ بعض چیزوں کو محض ہاتھ سے ملنے پر اس میں بُو پیدا ہوتی ہے اور ہاتھوں کی معمولی حرارت اجزائے رائحہ کو ناک تک پہونچاکر بُو کا احساس پیدا کرتی ہے۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ جب یہ اجزا گرم ہیں تو بدن میں پہنچ کر ان سے حرارت ہی پیدا ہوگی۔ اگرچہ بعض چیزیں ایسی بھی جو تیز بُو کے باوجود مزاجاً سرد ہیں جیساکہ کافور اور بہت سی بے بو چیزیں شدید گرم ہیں۔ مثلاً سنکھیا و بیش

لیکن ایسا کمتر دیکھنے میں آتا ہے اس لیے یہ قیاس جو بُو کے ذریعہ کیا جاتا ہے وہ بھی کمزور قیاس شمار ہوتا ہے البتہ رنگ کے مقابلے میں قوی قیاس ہے۔

۴۔ دوا کے ذائقہ سے قیاس کی صورتیں :۔

تمام قسم کے ذائقے جن کا احساس زبان پر ہوتا ہے۔ کم و بیش نو طرح کے ہوتے ہیں۔

۱۔ حِرّیف	چرپرہ تیز	مثلاً سیاہ و سفید مرچ
۲۔ مُرّ	تلخ کڑوا	چرائتہ و شاہترہ
۳۔ مَالِح	شور نمکین	نمکِ طعام اور دوسرے نمکیات
۴۔ حَامِض	ترش کھٹا	آلو بخارا، آبِ لیموں، املی
۵۔ عفص	کسیلا	مازو و مائیں
۶۔ دَسِم	چرب، چکنا	روغنیات
۷۔ قَابِض		چھالیہ
۸۔ حُلو	شیریں میٹھا	شکر و شہد

۹. مسیغ   تفہ، پھیکا.
صاف پانی

(۱) حریف : تیز و چرپرہ مزہ۔ مثلاً رائی، پیاز، لہسن، مرچ، عاقرقرحا وغیرہ
اس قسم کے مزہ کی تمام دوائیں عام طور پر مندرجہ ذیل تاثیرات کی حامل ہو سکتی ہیں۔
۱. تفتیحِ عروق : رگوں میں کشادگی پیدا کرنے والی۔ Deobstrument
۲. تلطیفِ مواد : بہت جلد چھوٹے چھوٹے اجزا میں تقسیم کر دینا۔ Demulcent
۳. ترقیق : مواد میں رقت اور بہاو پیدا کرنا۔ Diluent
۴. تحلیل : مواد کو جز جز کر کے فنا کر دینا۔ Resolvent
۵. تسخین : گرمی اور حرارت پہنچانا۔ Calorific

(۲) مُرّ : تلخ، کڑوا مزہ۔ مثلاً ایلوہ، چرائتہ، شاہترہ، اسطوخودوس، افسنتین وغیرہ۔
اس مزے کی دوائیں عام طور پر مندرجہ ذیل افعال و خواص کی حامل ہوتی ہیں۔
۱. تفتیحِ عروق۔ ۲. تحلیلِ مواد۔ ۳. تسخین۔ ۴. تلطیف۔ ۵. ترقیق۔ ۶. مانعِ عفونت

یہ تمام افعال ادویہ حریفہ جیسے ہیں۔ البتہ بسا اوقات تلخ مزے کی دوائیں ان کے برعکس عمل کرتی ہیں۔ چنانچہ بعض دوائیں مسکن ہوتی ہیں مثلاً افیون و بیش۔

(۳) مالح : نمکین دوائیں مثلاً نمکِ طعام اور دوسرے نمکیات۔
نمکین دوائیں مندرجہ ذیل تاثیرات رکھتی ہیں۔
۱۔ تفتیحِ عروق۔ ۲۔ تلطیف۔ ۳۔ تحلیل۔ ۴۔ تسخین۔ ۵۔ تقطیعِ مواد۔ ۶۔ جاذبِ رطوبات۔ ۷۔ دافعِ عفونت۔ Desiccant Expectoration Antiseptic

چرپرہ، تلخ اور نمکین تینوں مزے عام طور پر حرارت اور گرمی کی طرف اشارہ کرتے ہیں اور اس قسم کی دوائیں عام طور پر مزاجاً گرم اور خشک ہوتی ہیں۔ پھر سب سے زیادہ حرارت حریف میں ہے اس کے بعد تلخ میں اس کے بعد نمکین مزوں میں۔

(۴) **حامض** : ترش و کھٹا مزہ۔ مثلاً آبِ لیموں، آلو بخارا، آملہ تازہ، کچا آم، املی وغیرہ۔ اس مزے کی دوائیں عام طور پر درج ذیل خواص کی حامل ہوتی ہیں۔

۱۔ تفتیح ۔۲۔ تلطیف ۔۳۔ ترقیق ۔۴۔ تقطیع ۔۵۔ تنفیذ۔ Penitrater

مقامِ مطلوب تک دواؤں کو جلد پہونچانا۔

(۵) **عفص** : کسیلا و بکبکا مزہ۔ مثلاً مازو مائیں، پھٹکری کا مزہ۔ اس مزے کی دواؤں میں عام طور پر درج ذیل خصوصیات ہوتی ہیں۔

۱۔ رادِع : مواد اور رطوبات کے رُخ کو موڑنے والی۔ Derivative

۲۔ عاصِر : اعضا کو نچوڑ کر مواد کا اخراج کرنا۔ Sphinctrater

۳۔ مصلِب: سختی پیدا کرنا۔ Indurant

۴۔ مکثِف : کثافت پیدا کرنا۔ Condenser

۵۔ حابِس و قابض : مواد اور رطوبات کو روک دینا Astringent

۶۔ مخشِن : کھردراپن پیدا کرنا۔

(۶) **قابض** ۔ اینٹھن پیدا کرنے والا مزہ۔ مثلاً چھالیہ کا مزہ۔ یہ مزہ عفص جیسا ہے اور اس جیسے خواص رکھتا ہے۔ فرق یہ ہے کہ کسیلا مزہ زیادہ قوی اثرات پیدا کرتا ہے اور قابض کمتر۔ حامض، عفص و قابض تینوں مزوں کی دوائیں سردی کی جانب مائل ہوتی ہیں، ان میں سے عفص میں سب سے زیادہ برودت ہوتی ہے، قابض میں کم اور حامض میں زیادہ کم۔

(۷) **دسم** : چکنا مزہ۔ مثلاً تیل و گھی کا مزہ۔

چکنی دوائیں عام طور پر مندرجہ ذیل تاثیرات کی حامل ہوتی ہیں۔

۱۔ مرطِب : تری پیدا کرنے والی۔ **Humidative**

۲۔ مرقق : بہاؤ پیدا کرنے والی۔ Diluent

۳۔ مرخی : ڈھیلا پن پیدا کرنے والی۔ Emollient

۴۔ ملین : نرم اجابت لانے والی۔ Laxative

۵۔ منضج : مواد کو قابلِ اخراج بنانے والی۔ Concoctive

(۸) **حلو** : شیریں و میٹھا مزہ مثلاً شہد و شکر وغیرہ۔

اس مزے کی دوائیں عام طور پر درج ذیل خواص رکھتی ہیں۔

۱۔ جالی : سطحِ عضو سے میل کچیل صاف کرنے والی Detergent

۲۔ مرخی : ڈھیلا پن پیدا کرنے والی۔ Emollient

۳۔ ملین : Laxative ۴۔ مرقق : Diluent

۵۔ مسخن : Calorific ۶۔ منضج : Concoctive

(۹) **مسیخ** : پھیکا مزہ۔ مثلاً صاف پانی کا مزہ۔

اس مزے میں یہ افعال پائے جاتے ہیں۔
مسکنِ حرارت، مسکنِ عطش۔

چکنا، میٹھا اور پھیکا تینوں مزے حرارت و برودت کے درمیان ہیں ان میں میٹھا مزہ حرارت کی طرف مائل ہے، پھیکا سردی کی جانب، چکنا مزہ درمیانی ہے۔

یبوست اور خشکی سب سے زائد تلخ مزوں میں پائی جاتی ہے اس کے بعد چرپرے میں پھر عفص میں اور سب سے کم ترش مزوں میں۔

رطوبت و تری سب سے زیادہ پھیکے مزوں میں، اس کے بعد شیریں میں پھر چکنے مزوں میں۔

برودت سب سے زیادہ کسیلے میں، پھر قابض میں اس کے بعد ترش میں۔

رنگ، بو اور مزہ، ان تینوں کے ذریعہ قیاس میں سب سے کمزور قیاس رنگ

کے ذریعہ ہے اس لیے کہ رنگ کا تعلق خارجی طور پر قوتِ بصارت سے ہے۔ دوا کا کوئی جز انسانی احساسات سے ملاقی نہیں ہوتا ہے۔ اس کے برخلاف بو سے قیاس قوی ہے اس لیے کہ بو دار ادویہ کے اجزاے عطریہ قوتِ شامہ سے ملاقی ہوتے ہیں۔ البتہ مزے سے قیاس ان میں سب سے زیادہ قوی ہے۔ اس لیے کہ تمام اجزاے دوا زبان سے اتصال رکھتے ہیں۔

دوا کے قوام سے قیاس کی صورتیں

رنگ، بو، مزہ کے مانند دواؤں کے قوام سے بھی غیر معروف دواؤں کے اثرات کی معلومات میں مدد ملتی ہے۔ قوام سے مراد دوا کے مادے کی ترکیبی حیثیت ہے یعنی وہ دوا سیال ہے، جامد ہے، لطیف و کثیف ہے۔ لعاب دار ہے، روغنی ہے یا بخاری۔ قوام سے قیاس کی صورت یہ ہے کہ مثلاً کوئی غیر معلوم دوا پانی میں بھگونے سے ریشہ خطمی اور بہدانہ کے مانند لعابی ہو گئی تو اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ یہ نامعلوم دوا بھی ان معلوم لعابی دواؤں کے مانند زحیر و خراش امعاء میں مفید ہوگی۔ قوام کے اعتبار سے دواؤں کی مختلف قسمیں کی جاسکتی ہیں۔

۱۔ دواے لطیف: ایسی تمام دوائیں جو جسم میں داخل ہو کر جسمانی حرارت سے متاثر ہونے کے بعد بہت جلد چھوٹے چھوٹے اجزا میں تقسیم ہو جائیں اور اپنے اثرات کو بہت جلد قائم کریں۔ مثلاً زعفران، عنبر، مشک، کافور وغیرہ۔

۲۔ دواے کثیف: ایسی تمام دوائیں جو جسم میں داخل ہو کر جسمانی حرارت سے متاثر ہونے کے بعد جلد چھوٹے چھوٹے اجزاء میں تقسیم نہ ہو سکیں ایسی دواؤں کے اثرات جلد ظہور پذیر نہیں ہوتے۔ مثلاً ہڑ، بہیڑہ، آملہ وغیرہ۔ اسی اعتبار سے غذاؤں میں بھی لطافت و کثافت کو شمار کیا جاتا ہے چنانچہ غذا لطیف ایسی غذائیں ہیں جو معدہ و امعاء میں پہونچ کر بہت جلد چھوٹے چھوٹے اجزاء میں تقسیم ہونے کی صلاحیت رکھتی

ہیں خواہ وہ از قسم لحمیات ہوں مثلاً پرندوں کے گوشت یا از قسم شحمیات ہوں یا شکریات وغیرہ۔ اس قسم کی تمام غذائیں سریع الہضم سریع النفوذ کثیر الغذا ہوا کرتی ہیں۔ مثلاً بیضۂ مرغ نیم برشت۔ اس کے مقابلے میں غذاء کثیف ایسی غذائیں ہیں جو معدہ وامعاء کی رطوبات ہاضم کے اثرات کو جلد قبول نہیں کرتیں اور دیر تک معدہ وامعاء میں پڑی رہ کر چھوٹے چھوٹے اجزا میں تقسیم ہو پاتی ہیں۔ ایسی تمام غذائیں دیر ہضم بطی النفوذ، غلیظ القوام ہوا کرتی ہیں مثلاً گائے کا گوشت، لوبیا، چنا، بیگن اور گوبھی کی ترکاریاں۔ اسی طرح جلد نفوذ کرنے والے اور اڑ جانے والے روغنیات کو روغنِ لطیف Volatile Oil مثلاً روغنِ لونگ، روغنِ کافور، روغنِ یوکلپٹس اور غلیظ وبھاری روغنیات کو روغنِ کثیف Fixed Oil کہا جاتا ہے۔ مثلاً روغنِ تخم، روغنِ بیدانجیر وغیرہ

۳۔ دوائے لزج : لیسدار دوائیں۔ یہ ایسی دوائیں ہیں جن کا قوام شکلوں کو بآسانی قبول کر لیتا ہے اور مسطح جگہ پر پھیلانے سے ٹوٹتا نہیں جیسے شہد۔

۴۔ دوائے ہش : بھربھری دوائیں۔ یہ ایسی نازک ترین ترکیبی دوائیں ہیں جو صرف چھونے ہی سے یا معمولی حرارت سے چھوٹے چھوٹے اجزا میں بکھر جاتی ہیں مثلاً غاریقون اور بہتر سی ایلوہ۔

۵۔ دوائے جامد : ایسی دوائیں جو بظاہر ٹھوس ہوں لیکن معمولی حرارت سے پگھلنے کی صلاحیت رکھتی ہوں مثلاً موم اور چربیاں۔

۶۔ دوائے سائل : تمام بہنے والی دوائیں جن کے اجزا نیچے جا کر بیٹھ جائیں مثلاً روغن، پانی وغیرہ۔

۷۔ دوائے لعابی : ایسی دوائیں جن کو اگر پانی میں بھگو دیا جائے تو کچھ دیر بعد ان میں لعابیت پیدا ہو جائے مثلاً بہدانہ، ریشہ خطمی، صمغ عربی، اسپغول وغیرہ۔

۸۔ دوائے دہنی : جن کے قوام میں روغنی اجزا موجود ہوں مثلاً مغز بادام،

مغزِ اخروٹ، کنجد وغیرہ۔

دواء کے وزن سے قیاس کی نوعیت

دواؤں کے وزن سے بھی مانند رنگ و بو، ذائقہ و قوام قیاس کیا جاسکتا ہے چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ بعض دوائیں حجم کے اعتبار سے بہت کم جگہ گھیرتی ہیں لیکن وزن کے اعتبار سے بہت وزنی اور ان کا ثقل بہت ہوتا ہے مثلاً سرمہ، سونا، پلاٹینم لوہا وغیرہ اور بعض چیزیں حجم کے اعتبار سے بہت زیادہ جگہ گھیرتی ہیں لیکن ان کا ثقل بہت کم ہوتا ہے مثلاً آبریشم، سنبل الطیب، چھڑیلہ وغیرہ۔ چنانچہ وزن کی بنیاد پر قیاس اس طرح کیا جاسکتا ہے کہ کوئی غیر معلوم چیز بہت کم جگہ گھیرتی ہو اور ثقل کے اعتبار سے وہ سونے، پلاٹینم یا سرمہ کی مانند ہو تو ہم اس کی دوسری طبیعی خصوصیات کے ساتھ ساتھ وزن کو مدِ نظر رکھتے ہوئے ان معلوم اشیاء پر قیاس کرسکتے ہیں کہ ہوسکتا ہے کہ یہ نامعلوم دوا بھی مانند سرمۂ اصفہانی کے امراضِ چشم میں مفید ہو۔

رنگ، بو، مزہ استحالہ قوام اور وزن کے علاوہ اور بھی ایسی خصوصیات ہیں جنکی بناپر نامعلوم دواؤں کے بارے میں قیاس کیا جاسکتا ہے اور اس سے دوا کی تاثیرات افعال وخواص کی معلومات میں مدد مل سکتی ہے اور اس دوا کے اندر چھپے ہوئے پوشیدہ اعمال کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔ مثلاً کسی دوا کے بعض افعال معلوم ہیں ان معلوم افعال کی روشنی میں اس دوا میں پائے جانے والے دوسرے نامعلوم افعال کی طرف اشارات ملتے ہیں یعنی کسی دوا کو جلد پر مالش کرنے سے عروقِ شعریہ پھیل جاتی ہیں اور اس جانب خون کی آمد درفت بڑھ جاتی ہے۔ اس امرِ معلومہ کے ساتھ یہ دوا اس کی بھی حامل ہوسکتی ہے کہ وہ کسی عضو کی لاغری کو دورانِ خون کی زیادتی کی وجہ سے دور کردے۔ اور عضو فربہ ہوجائے۔ اسی طرح کسی دوا کے بارے میں یہ بات معلوم ہے کہ وہ منہ اور ناک پر غشائے مخاطی پر قابض اثر رکھتی ہے حس کی وجہ سے نکسیر اور مسوڑھوں کا خون بند ہوجاتا ہے۔ البتہ اس دوا کا یہ اثر

نہیں معلوم کہ وہ رحم اور اندامِ نہانی کی غشائے مخاطی پر بھی قابض اثر کر کے سیلان الرحم اور سیلانِ رطوبات کو روک سکتی ہے۔ ایسی صورت میں قابض تاثیر کو بنیاد بنا کر قیاس کیا جاسکتا ہے کہ جس طرح یہ دوائے قابض منھ اور ناک کی غشائے مخاطی پر قابض اثر رکھتی ہے۔ اسی طرح رحم اور اندامِ نہانی کی غشا پر بھی قابض اثر کر کے سیلان الرحم وغیرہ میں مفید ہوگی۔ یہ اور اسی طرح کی بہت سی صورتیں ہیں جن میں مختلف وجوہات کی بنا پر اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔

چونکہ قیاس سابقہ علم وادراک کی بنیاد پر محض ایک اندازہ ہے اس لیے قیاس میں غلطیوں کا امکان بہت ہے۔ اسی لیے قیاس کے واسطے علم وادراک، فہم وفراست، ذخیرۂ معلومات کی فراوانی اور تبادرِ ذہن وفکر کی وسعت لازم ہے۔

تجربہ اور اس کی اہمیت

تاثیراتِ ادویہ کی تصدیق کا مکمل ذریعہ محض تجربہ ہے اور قیاس تجربہ کے لیے ایک وسیلہ اور انتقالِ ذہنی کا ایک ذریعہ ہے۔ کسی چیز کے بارے میں اندازہ کرنا علمِ یقینی کا ذریعہ نہیں ہے جب تک اس اندازے کو تجربہ کی کسوٹی پر پرکھا نہ گیا ہو۔ تجربہ ہی سے دوا کی تاثیر کا یقین واذعان حاصل ہوتا ہے قیاس سے یہ یقین حاصل نہیں ہوتا۔ اسی وجہ سے قیاس میں اکثر اوقات غلطیاں بھی ہوجایا کرتی ہیں۔ اسی لیے ہر قیاس کے لیے تجربہ شرط ہے تاکہ یقینی علم حاصل ہوسکے۔ تجربہ کے معنیٰ یہی ہیں کہ کسی دوا کو بدن میں پہونچا کر اس کے اثرات معلوم کرنا۔ کسی دوا کے تجربہ کے لیے چند امور بطورِ شرط ضروری ہیں۔

شرائطِ تجربہ

۱۔ **تجربہ انسان پر کیا جائے۔** قیاس کردہ کسی بھی دوا کو انسان پر استعمال کرنے سے پہلے اس دوا کے اثرات کے حسن وقبح کو معلوم کرنے کے لیے جانوروں میں استعمال

کرلیناضروری ہے۔ البتہ کسی بھی دوا کو تجربہ یافتہ اسی وقت کہا جاسکتا ہے جب کہ وہ دوا بدنِ انسان پر بطورِ تجربہ استعمال کر لی گئی ہو۔ محض جانوروں پر اس کا تجربہ کافی نہ ہوگا۔ اس لیے کہ انسان اور جانوروں کے مزاج اور طبیعتوں میں کبھی کبھی بڑا اختلاف رونما ہوتا ہے۔ چنانچہ علامہ سدید الدین نے کہا ہے کہ ریوند چینی انسان کے بدن میں حرارت پیدا کرتی ہے۔ لیکن گھوڑوں میں اس سے برودت پیدا ہوتی ہے اسی طرح بادام کا ایک مغز گھوڑوں میں شدید حرارت کا باعث ہے جب کہ انسان پر اس کا کوئی خاص اثر نمایاں نہیں ہوتا۔ اسی طرح شوکران انسان کے لیے سم قاتل ہوسکتی ہے لیکن زرزور نامی پرندے کے لیے جزوِ بدن ہوتی ہے۔ سمندر نامی کیڑا آگ میں رہتا اور آگ کھاتا ہے جب کہ یہی آگ دوسری مخلوقات کو جلا کر بھسم کر دیتی ہے۔ انسانی فضلات انسان کے لیے زہر قاتل ہیں لیکن مرغی اور دوسرے جانور اس کو بطورِ غذا کھاتے ہیں ۔ برگِ مدار کو بعض جانور کھاتے ہیں انسان نہیں کھاسکتا یہ اور اسی جیسی بہت سی مثالیں ہیں جن سے واضح طور پر انسانی مزاج وخواص میں دوسری مخلوقات کے مزاج واثرات میں بڑی حد تک تضاد رونما ہوتا ہے۔ اسی لیے مماثل خلقت جانوروں پر دوا کو استعمال کر لینے کے باوجود انسان پر اس کا تجربہ شرطِ اول ہے۔

۲۔ تجربہ پذیر دوا عارضی کیفیات سے متاثر نہ ہو۔

مثلاً کسی دوا کو آگ پر گرم یا برف سے سرد کر لیا جائے تو وہ باوجود سرد اور گرم ہونے کے اس عارضی گرمی اور سردی کی وجہ سے اولاً گرمی اور سردی علی الترتیب پیدا کرسکتی ہے چنانچہ انتہا درجہ کی گرم وسرد دوائیں مثلاً فرفیون اور افیون اگر برف سے فرفیون کو ٹھنڈا کریں اور آگ پر افیون جیسی انتہائی سرد شئی کو گرم کریں تو اول الذکر کے ضماد سے قبض اور آخر الذکر سے رگیں کشادہ ہوسکتی ہیں۔

۳۔ دوا کو متضاد اور مختلف امراض میں استعمال کر لیا جائے۔

مختلف امراض میں دوا کے استعمال سے یہ واضح ہوگا کہ دوا کا اثر کسی مرض میں بہتر اور کسی میں نقصان دہ ہوگا پس جس مرض میں فائدہ ہوگا علاج بالضد کے اصول پر اس کو اس مرض کی کیفیت کے خلاف کیفیت کا حامل سمجھا جائے گا۔ اسی طرح نقصان کی صورت میں بھی اسی اصول کو مدنظر رکھ کر فیصلہ ہوگا۔

بسا اوقات یہ دیکھنے میں آیا ہے کہ ایک ہی دوا سے مرض حار و بارد دونوں میں فائدہ ہوتا ہے ایسی صورت میں دوا کی صحیح کیفیت کا تعین دشوار ہوتا ہے۔ مثلاً کاسنی ورمِ جگر حار اور بارد دونوں میں مفید ہے۔ اسی طرح سقمونیا امراضِ بلغمیہ و امراضِ صفراویہ دونوں میں منفعت بخش ہے۔ ایسے وقت میں کہا جاسکتا ہے کہ یہ ادویہ چوں کہ مرکب القویٰ ہیں اس لیے ان کے مختلف اجزا اپنی صورتِ نوعیہ اور اجزاے ترکیبیہ کی ترتیب کے اعتبار سے مخالف و متضاد عمل انجام دیتے ہیں جیسا کہ مرکب القویٰ ادویہ کے ذیل میں ریوند چینی گلاب اور اسی طرح کی دوسری دواؤں کے بارے میں تفصیل سے ذکر کیا جاچکا ہے پھر سقمونیا کے بارے میں یہ توجیہ بھی کی جاسکتی ہے کہ سقمونیا اپنی مزاجی حرارت کی وجہ سے امراضِ بلغمیہ میں مفید ہوتی ہے اور امراضِ صفراویہ میں اخراجِ صفرا کر کے منفعت بخش ہوتی ہے۔ مختلف امراض میں دوا کا استعمال اس لیے ضروری ہے تاکہ صحیح صورتِ حال سامنے آسکے۔ چنانچہ کافور میں مزاجی سردی اس لیے نہیں تسلیم کی گئی کہ دق کے مریضوں میں اس سے سکونِ حرارت ہوتا ہے بلکہ جب اس کو سرد امراض میں استعمال کیا گیا اور اس کی وجہ سے ان امراض میں اضافہ ہوا تو یقین کیا گیا کہ کافور مزاجاً سرد ہے مختلف امراض کے ساتھ ساتھ دوا کے اثرات کو یقینی بنانے کے لیے یہ بھی ضروری ہے کہ

اس کو مختلف مقدار، مختلف موسم مختلف عمر اور مختلف شکلوں میں استعمال کیا جائے اس لیے کہ
اور عمر کے اختلاف سے بھی کیفیات میں نہ سہی درجات کی خفت و شدت میں اختلاف ہو سکتا ہے
شدید سردی کے موسم میں سرد امراض کے لاحق ہونے پر معمولی سبب کی وجہ سے ابتدائی درجات
کی گرم دوائیں مؤثر ہوں گی اور شدید گرمی میں سرد امراض کے لاحق ہونے پر غیر معمولی
سبب کی وجہ سے ابتدائی درجات کی گرم دوائیں قطعاً مؤثر نہ ہوں گی ایسے وقت میں
انتہا درجہ کی گرم دواؤں سے اثرات رونما ہو سکیں گے۔ اسی طرح مقدار کی کمی و زیادتی بھی
بسا اوقات متضاد اثرات کی حامل ہو جاتی ہے جیسا کہ کافور کم مقدار میں مقوی باہ اور
زیادہ مقدار میں مضعف باہ ہوتا ہے۔

۴۔ دوا کا تجربہ مفرد مرض پر کیا جائے۔

اگر دوا کو مرکب امراض میں استعمال کیا گیا تو اس بات کا شبہ باقی رہے گا کہ اس دوا نے کس مرض کو
فائدہ پہونچایا۔

۵۔ مرض کی شدت اور قوت کے لحاظ سے دوا استعمال کی گئی ہو

اس شرط کی ضرورت اس لیے ہے کہ اگر مرض کی شدت کم ہو اور دوا انتہا درجہ کی
گرم و سرد استعمال کر دی جائے تو باوجود مخالف کیفیت کے نقصان کا اندیشہ ہے: اسی طرح
اگر مرض شدید ہو اور اس کی شدت کے لحاظ سے دوا کی مزاجی کیفیت میں شدت کا لحاظ
نہ رکھا گیا تو اس کے اثرات کا اظہار ہی نہ ہو گا اور تجربہ بے کار ہو جائے گا۔

۶۔ دوا کے اثرات اوّلی اور ابتدائی ہوں

اس شرط کی ضرورت اسلیے ہے کہ اگر وہ دوا عارضی کیفیات سے متاثر نہیں ہے تو اس کا اثر
جسم انسانی پر اولاً ذاتی اثر ہو گا جو بدن میں پہونچ کر جسمانی حرارت سے متاثر ہونے کے بعد

وری قائم ہوگا یہ اثر اس وقت تک ظاہر ہوگا جب تک دوا جسم میں باقی ہے۔

۷۔ دوا کے اثرات دائمی یا اکثری ہوں

یعنی جب جب دوا استعمال کرائی جائے تو یکساں حالات میں اس دوا سے یکساں اثرات کا اظہار ہونا چاہیے۔

تجربہ کے وقت مندرجہ بالا امور کا لحاظ ضروری ہے ورنہ تجربہ ناکام ہوگا۔ نامعلوم دواؤں کی تاثیرات کو کلی یا جزوی طور پر معلوم کرنے کے لیے قیاس و تجربہ دو اہم اصول ہیں قیاس کے بعد قیاس شدہ دوا کو تجربہ کی کسوٹی پر پرکھنا یقینی علم کا ذریعہ ہے۔ تجربہ کے لیے یہ بھی ضروری ہے کہ جس دوا کے بارے میں تجربہ مقصود ہو اس دوا کی وافر مقدار فراہم کر لی جائے اور اس کو محفوظ طریقہ پر رکھ لیا جائے تاکہ تجربہ کے مختلف مواقع میں وہی دوا برابر حاصل رہے اسی طرح اگر کسی دوا کی بعض خصوصیات معلوم ہوں اور بعض کو معلوم کرنا ہو تو بھی پہلے اس دوا کے بارے میں پوری طرح یقین کر لیا جائے کہ یہ وہی دوا ہے جس کے افعال و خواص کا تذکرہ کیا گیا ہے اس سلسلے میں دواؤں کی شناخت کے لیے جن طبعی خصوصیات کا اطبائے قدیم نے تذکرہ کیا ہے اس کا لحاظ کرنا چاہیے اور ساتھ ہی ساتھ دواؤں کے Identification کے موجودہ مختلف طریقوں کو کام میں لاکر دوا کی صحیح شناخت کر کے پھر اس کو تجربہ کے میدان میں لانا چاہیے۔ شناختِ ادویہ کے جدید طریقوں میں اجزائے ارضیہ کی مقدار Total B.H Values عصاراتی تجزیہ Extract Values جو مختلف Solvents میں کی جائے۔ نیز آبی Moisture Contents روغن فراری Volatile Oil قوتِ تحلیل Solubility اور P.H وغیرہ داخل ہیں۔ قدیم و جدید طریقوں سے شناخت مکمل کرنے کے بعد دوا کو جانوروں پر اولاً پھر انسانوں پر استعمال کیا جائے۔ انسانوں

استعمال میں مندرجہ شرائط کے ساتھ تشخیصی مطالعہ کے حالیہ طریقوں پر عمل ضروری ہے۔ مختلف ذرائعِ تشخیص کو استعمال کر کے مرض کا صحیح تعین، روز مرّہ کا ریکارڈ، کسی معیاری دوا سے تجربہ پذیر دوا کے اثرات کا موازنہ، نتائج کا صحیح شمار، فی صدی اوسط، نیز مریض کی تیمار داری اور اس کے تغذیہ کا مناسب انتظام اور دیکھ بھال وغیرہ۔ قیاس کے مذکورہ تمام مراحل کو طے کر لینے کے بعد اور تجربہ کی تمام مذکورہ شرائط پر عمل کر لینے کے بعد کسی دوا کو تجربہ یافتہ یا اس کو مجرب وغیرہ کے الفاظ سے نوازا جا سکے گا اور ایسی ہی دوا ہمارے ذخیرۂ معلومات میں اضافے کا باعث ہو گی۔

تاثیراتِ ادویہ

مختلف نظام ہائے جسمانی کے اعتبار سے

اس عنوان کے تحت مختلف نظام ہائے جسمانی پر دواؤں کے اثرات کا مختصر تذکرہ ہے نہ کہ مختلف نظام ہائے جسمانی میں پیدا ہونے والی تمام غیر طبعی کیفیات میں دواؤں کے اثرات کا مطالعہ کیا گیا ہے اس لیے کہ تمام غیر طبعی کیفیتوں میں جزئیات کا لحاظ کرتے ہوئے تذکرہ کیا جائے تو یہ ہی عنوان بجائے خود ایک کتاب بن جاتے گی جس کا بڑا تعلق معالجاتی نوعیت کا ہوگا اس لیے یہاں صرف ان بڑے بڑے عنوانات کا مختصر جائزہ ہے جو اصولی طور پر مختلف نظامہائے جسمانی کو احاطہ کیے ہوئے ہیں۔

۱۔ نظام اعصاب، نخاع و دماغ پر اثر انداز ہونے والی دوائیں

اعصاب اعصاب پر دواؤں کے اثرات عام طور پر اعصاب کے آخری ریشوں پر دواؤں کا زیادہ اثر ہوتا ہے تنوں پر بہت کم اثر ہوتا ہے چنانچہ اعصاب کے آخری ریشے دو قسم کے ہیں۔ اعصاب حسیہ کے آخری ریشے دوسرے اعصاب حرکیہ کے آخری ریشے۔

تمام دوائیں ان ریشوں پر دو طریقے سے اثر انداز ہوتی ہیں۔

(۱) تحریک و ہیجان پیدا کرنا۔

(۲) بے حسی اور سستی پیدا کرنا۔

(۱) اعصاب حسیہ کے آخری ریشوں پر تحریک و ہیجان پیدا کرنے والی دوائیں (ادویہ)

کہلاتی ہیں۔ ان دواؤں کے استعمال سے مقامی طور پر رگیں کشادہ ہوجاتی ہیں۔ دوران خون تیز ہوجاتا ہے اور جلد و غشائے مخاطی سرخ ہوجاتی ہے۔ سوزش و درد کا احساس بڑھ جاتا ہے۔ مثلاً رائی، لہسن، سنکھیا وغیرہ کا ضماد و طلاء سے یہی کیفیت طاری ہوتی ہے۔ عام بے ہوشی و غشی کی حالت میں اس قسم کی دواؤں کے استعمال سے یہ عوارض دور ہوجاتے ہیں انھیں ادویہ لذاعہ کے استعمال سے مرکز اعصاب متاثر ہوکر قلب و عروق میں حرکت و ہیجان بڑھ جاتا ہے اور عضلات و احشاء میں تحریک ہوکر بے ہوشی دور ہوجاتی ہے۔

(۲) اعصاب حسیہ کے آخری ریشوں پر سستی و بے حسی پیدا کرنے والی ان دواؤں کو ادویۂ مسکنہ و مخدرہ کہا جاتا ہے۔ یہ دوائیں مقامی طور پر استعمال کرنے سے اعصاب حسیہ کے آخری ریشوں کی حرکات سست و بے حس ہوجاتی ہیں۔ درد میں سکون لاحق ہوتا ہے۔ چنانچہ لفاح، افیون، بیش وغیرہ کے استعمال سے یہی کیفیات پیدا ہوتی ہیں۔

(۲) اعصاب حرکیہ کے آخری ریشوں پر دواؤں کے اثرات۔

(۱) تحریک و ہیجان

(۲) سستی و بے حسی

(۱) اعصاب حرکیہ کے آخری ریشوں میں تحریک و ہیجان پیدا کرنے والی دوائیں بیش و کچلہ ہیں۔ ان کے استعمال سے اعصاب حرکیہ میں ہیجان و تحریک پیدا ہوتی ہے اور متعلقہ عضلات و اعضاء کا ڈھیلا پن دور ہوجاتا ہے اور ان میں انقباضی کیفیت نمودار ہونے لگتی ہے۔ استرخاء میں ان دواؤں کے استعمال سے فائدہ ہوتا ہے۔

(۲) وہ دوائیں جو اعصاب حرکیہ کے آخری ریشوں میں سستی و بے حسی پیدا کرتی ہیں وہ شوکران، لفاح، دھتورہ، اجوائن خراسانی ہیں۔ ان کے استعمال سے عضلات کا غیر معمولی انقباض دور ہوجاتا ہے۔ اور اعضاء میں ڈھیلا پن پیدا ہوتا ہے۔ کزاز کی حالت میں یہ دوائیں مفید ثابت ہوتی ہیں۔

جیساکہ بیان کیا گیا ہے اعصاب کے تنوں پر دواؤں کے اثرات کم تر ہوتے ہیں اور جن دواؤں کے اثرات کسی درجہ میں ہوا کرتے ہیں وہ عام طور پر سمی دوائیں ہیں مثلاً سنکھیا و پارہ وغیرہ افیون کا اثر اعصابی تنوں پر اس حد تک ہوتا ہے کہ حسی اثرات محیط سے مرکز دماغ کیطرف بالکل منتقل نہیں ہو پاتے اور مریض عام بے حسی میں مبتلا ہو جاتا ہے۔

نخاع ۔ نخاع پر بھی دواؤں کے اثرات دو طریقے پر ہوتے ہیں۔

(۱) ہیجان و تحریک

(۲) سستی و بے حسی

(۱) نخاع میں تحریک و ہیجان پیدا کرنے والی دوائیں کچلہ شیلم ہیں اس قسم کی دواؤں کے استعمال سے بدنی عضلات میں تشنجی کیفیت پیدا ہوتی ہے۔ نخاع کے استرخائی امراض اور فالج میں اس قسم کی دواؤں سے اکثر فائدہ پہنچتا ہے۔

(۲) نخاع میں سستی و بے حسی پیدا کرنے والی دوائیں کافور سم الفار، افیون اور بھنگ ہیں۔ ان دواؤں کے استعمال سے استرخائی کیفیت نمودار ہوتی ہے چنانچہ کزاز تشنجی دوروں میں یہ دوائیں عام طور پر مفید ہوتی ہیں ——— افیون کے استعمال سے اولاً تحریک اور آخر کار ضعف و سستی پیدا ہوتی ہے۔

دماغ ۔ دماغ پر دواؤں کے اثرات بھی دو طریقے سے ہوا کرتے ہیں۔

۱ افعال دماغیہ کو تحریک پہونچانا یہ ادویۂ مہذیہ و مفرحہ کہلاتی ہیں۔

(۲) افعال دماغیہ میں سستی وضعف پیدا کرنا۔

۱۔ **ادویۂ مہذیہ**۔ ان دواؤں کے اندرونی استعمال سے ہذیانی کیفیت اور تشویش پیدا ہوتی ہے اور دماغی افعال میں بے ترتیبی اور فتور لاحق ہوتا ہے۔ مثلاً بھنگ۔

۲۔ **ادویۂ مفرحہ** ۔ ان دواؤں کے استعمال سے دماغی افعال میں تحریک کے ساتھ ساتھ فرحت و انبساط پیدا ہوتا ہے۔ مثلاً شراب، کافور، زعفران، مشک و عنبر وغیرہ۔

(۲) دماغی افعال میں سستی پیدا کرنے والی دوائیں۔

۱۔ **منوم**۔ ان دواؤں کے استعمال سے مقدمِ دماغ میں براہِ راست امتلاء
نیند طاری ہونے لگتی ہے مثلاً افیون، خشخاش وغیرہ۔

۲۔ **عمومی مسکنات**۔ ان دواؤں کے استعمال سے دماغ کی قوتِ حاسہ میں ضعف
پیدا ہوتا ہے اور احساس درد عام بدن سے کم ہو جاتا ہے مثلاً افیون کا اندرونی استعمال

۳۔ **عمومی مخدرات**۔ ان دواؤں کے استعمال سے دماغی احساسات میں کمی
ہو کر عام بے حسی و بے ہوشی طاری ہوتی ہے مثلاً افیون، اجوائن خراسانی وغیرہ۔

دماغی قوائے محرکہ کو بعض دوائیں ضعیف بناتی ہیں۔ مثلاً کافور، ہینگ، دواء المسک
وغیرہ۔ ان دواؤں سے تشنجی امراض مثلاً مرگی، اختناق الرحم اور کزازی کیفیات میں فائدہ
پہنچتا ہے ایسی تمام دواؤں کو دافعِ تشنج ادویہ Anti Spasmodic کہا جاتا ہے۔

اسی طرح بعض دوائیں ان قوائے محرکہ میں تحریک پہنچاتی ہیں ان کو مشنجات یا Convulsive کہا جاتا ہے مثلاً کچلہ وغیرہ۔

اعصابِ شرکیہ کے عقود کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ ان پر تمباکو اور شوکران اثر انداز
ہو کر ان کی حرکات کو کم کرتے ہیں۔

مؤخرِ دماغ پر شراب کے اثر سے حرکات قدم میں بے ترتیبی پیدا ہو جاتی ہے۔

آنکھوں پر دواؤں کے اثرات

آنکھ تشریحی اعتبار سے مختلف طبقات پر مشتمل ہے مثلاً طبقہ ملتحمہ اور مشیمیہ طبقہ قرنیہ
اور عنبیہ وغیرہ نیز غددِ دمعیہ طبقہ جلیدیہ بھی آنکھ کے اہم حصے ہیں۔ ان تمام طبقات پر
دواؤں کے تفصیلی اثرات کا جائزہ لینا ممکن نہیں البتہ بعض اہم طبقات پر خصوصی افعال

ادویہ کا تذکرہ کیا گیا ہے۔

۱۔ طبقۂ ملتحمہ Con ctive

(۱) ادویۂ قابضہ ۔ یہ دوائیں طبقۂ ملتحمہ کی رگوں کو سکوڑ کر سرخی دور کرتی ہیں Astringent مثلاً پھٹکری، رسوت، ترپھلہ وغیرہ۔

(۲) مسکنِ الم ادویہ ۔ یہ دوائیں آنکھ میں درد و تکلیف اور سوزش کو کم کرتی ہیں Sedative مثلاً افیون، لفاح وغیرہ۔

(۳) دافعِ عفونت ۔ یہ دوائیں مختلف عفونی مواد کو دور کرتی ہیں مثلاً کافور، سرمہ Anti Septic وغیرہ۔

(۴) مخرش ۔ Irritaent یہ دوائیں طبقۂ ملتحمہ پر خراش پیدا کرتی ہیں مثلاً نیلا تھوتھا وغیرہ

۲۔ طبقۂ عنبیہ Iris

اس طبقہ کی حرکات کی بناء پر ثقبۂ عنبیہ Pupil پھیلتی اور سکڑتی ہے اس طبقہ پر مندرجہ ذیل ادویہ کے اثرات ہوتے رہیں۔

(۱) ادویۂ قابضہ ۔ یہ دوائیں طبقۂ عنبیہ کے گول ریشوں میں انقباض پیدا کرکے ثقبۂ عنبیہ کو سکیڑ دیتی ہیں۔ مثلاً افیون، مخدرات اور اسپرین وغیرہ۔

(۲) ادویۂ منبسطہ ۔ ان دواؤں سے طبقۂ عنبیہ کے طولانی ریشوں میں انقباض ہو کر ثقبۂ عنبیہ پھیل جاتی ہے مثلاً جوہر یبروج، اٹروپین وغیرہ۔ عضلاتِ ہدبیہ Ciliarymuscles پر بھی یہی اثرات ہوا کرتے ہیں۔

۳۔ غدودِ دمعیہ Lacrimal Glands

(۱) ادویۂ محرکہ ۔ Stimulents ان دواؤں سے غدودِ دمعیہ کے افعال میں اضافہ ہو کر آنسوؤں کا ترشح بڑھ جاتا ہے۔ مثلاً گھونگچی، نیلا تھوتھا۔

(۲) ادویۂ حابسہ ۔ Astringent ان دواؤں کی وجہ سے غدد دمعیہ کے افعال میں کمی اور سستی واقع ہو کر آنسوؤں کا ترشح رک جاتا ہے مثلاً بیروج ۔

۴۔ قوتِ بصارت

(۱) میدان بصارت میں اضافہ کرنے والی دوائیں مثلاً کچلہ ۔

(۲) بعض دوائیں اشیاء کے رنگ میں تبدیلی پیدا کر دیتی ہیں مثلاً درمنہ ترکی کے استعمال سے تمام میدانِ بصارت اولاً بنفشئی پھر زرد رنگ نظر آتا ہے ۔

(۳) بسا اوقات میدان بصارت میں غیر موجود اشیا نظر آنے لگتی ہیں جیسا کہ بھنگ کے استعمال سے میدانِ بصارت میں عجیب وغریب مناظر نظر آنے لگتے ہیں اور خود ایسا شخص اپنے کو آسمان میں اڑتا ہوا محسوس کرتا ہے اسی لیے بھنگ کو فلک سیر بھی کہتے ہیں ۔

آنکھوں کے عضلات پر بھی دواؤں کے اثرات ہوا کرتے ہیں چنانچہ عضلہ رافعۃ الجفن اور مستقیمہ وحشیہ میں شوکران کے اثر سے فالج کے اثرات رونما ہوتے ہیں ۔

کان پر دواؤں کے اثرات

غشائے طبلی Tempenic Membrane

(۱) مسکنِ الم - Sedative

اگر نزلاوی رطوبات کی وجہ سے دردِ گوش ہو تو روغنِ بادام میں افیون و کافور ملا کر ڈالیں ۔ علاوہ ازیں عطر موتیا، عطر حنا، پوستِ خشخاش کی نیم گرم پچکاری سے بھی دردِ گوش میں نفع ہوگا ۔

(۲) قابض ۔ Astrirgent

سیلان الاذن کی صورت میں ادویۂ قابضہ مفید ثابت ہوتی ہیں مثلاً مازد۔ پھٹکری، انزروت وغیرہ۔

(۳) ملینات و مرطبات ۔ Laxative

یہ دوائیں کان کی خشکی کو دور کرتی ہیں مثلاً روغنِ کنجد، روغنِ گل۔

(۴) دافعِ عفونت ۔ Antiseptic

سہاگہ، برگ نیم، بورہ ارمنی، شہد خالص وغیرہ۔

کان کو میل کچیل سے صاف کرنے کے لیے روغنِ حنا، موتیا اور ہائیڈروجن پیرا آکسائڈ وغیرہ استعمال کیے جاتے ہیں۔ قوتِ سامعہ اور اعصاب سماعت پر مرکبات کچلہ اور اطریفل صغیر کا اثر قوی ہوتا ہے ان کے استعمال سے قوتِ سامعہ میں اضافہ ہوتا ہے۔

ناک پر دواؤں کے اثرات

(۱) **معطسات** ان دواؤں سے ان کی قوت حرارت اور نفوذ کی بنا پر فضلات دماغی Irrin نتھنوں کی راہ دفع ہوتے ہیں اور ناک سے پانی اور بلغمی رطوبات بہنے لگتی ہیں اور چھینکیں آنے لگتی ہیں مثلاً نکچھکنی، برگ شبت، سرخ و سیاہ مرچ۔

(۲) **مسکنات** ۔ ان دواؤں کے استعمال سے ناک کی غشاہے مخاطی میں خراش و سوزش کم ہو کر سکون و راحت حاصل ہوتی ہے۔ نیز اگر چھینکیں Sedatives زائد آرہی ہوں تو وہ بھی بند ہو جاتی ہیں، مثلاً میٹھا تیلیا، عطر موتیا وغیرہ۔

(۳) **قابضات** ۔ Astringent - ان دواؤں کے استعمال سے ناک کی

رطوبات اور جریانِ خون رک جاتا ہے مثلاً دم الاخوین، سنگ جراحت، کات سفید، ماز
پھٹکری، برف وغیرہ۔

ناک کے اعصاب خصوصاً عصب شامہ پر کبھی محرک و مضعف اثرات ہو کر
مثلاً سرکہ، چونا، نوشادر عصب شامہ کے عمل میں تیزی پیدا کرتی ہیں اور ہینگ و مشک
سونگھنے کی قوت میں کمی آتی ہے۔

نظامِ تنفس پر دواؤں کے اثرات

(۱) مرکزِ تنفس۔ Respiratory Centre

(۱) ہیجان و تحریک پیدا کرنے والی دوائیں۔

(۲) ضعف و سستی پیدا کرنے والی دوائیں۔

کھانسی، ذات الریہ، سل جیسے امراض میں جب سانس میں تنگی اور دقت ہوتی ہے تنفس میں کمزوری اور اخراجِ بلغم میں دشواری پیش آنے لگتی ہے تو اس وقت ایسی دوائیں استعمال کی جاتی ہیں جو مرکزِ تنفس پر اثر انداز ہو کر حرکاتِ تنفس میں قوت اور تیزی پیدا کرنے کی صلاحیت رکھتی ہیں۔ چنانچہ دھتورہ، اجوائن خراسانی اور کچلہ ایسی ہی دوائیں ہیں۔ ان سے مرکزِ تنفس میں ہیجان پیدا ہو کر آلاتِ تنفس میں قوت آتی ہے جس کی وجہ سے سانس میں آسانی اور بلغم کے اخراج میں سہولت پیدا ہوتی ہے۔

اسی طرح بعض دوائیں مرکزِ تنفس میں سستی اور ضعف پیدا کرتی ہیں۔ مثلاً افیون شوکران و بیش۔ چنانچہ خشک کھانسی اور ہوا کی نالیوں میں لذع و خراش کے وقت غیر معمولی تکلیف سے نجات کے لیے ان دواؤں کو استعمال کیا جاتا ہے۔ یہ دوائیں مرکزِ تنفس پر اثر انداز ہو کر حرکاتِ تنفس میں سستی پیدا کر کے ان تکالیف سے نجات کا ذریعہ ہوتی ہیں۔

۲۔ پھیپھڑے۔ پھیپھڑوں پر بھی دواؤں کے اثرات دو طریقے پر ہوتے ہیں۔
(۱) پھیپھڑوں کے حسی اعصاب میں تحریک و ہیجان پیدا کرنے والی دوائیں خواہ داخلا استعمال ہوں یا خارجاً سنگھائی جائیں مثلاً کچلہ، اجوائن خراسانی اندرونی طور پر اور تمباکو بیرونی طور پر۔
(۲) پھیپھڑوں کے حسی اعصاب میں ضعف و سستی پیدا کرنے والی دوائیں، مثلاً افیون دشوکران۔

۳۔ قصبتہ الریہ۔ قصبتہ الریہ اور ہوا کی دوسری نالیوں پر دواؤں کے اثرات درج ذیل طریقوں پر ہوا کرتے ہیں۔
(۱) ایسی دوائیں جو بلغم کی پیدائش میں اضافہ کرنے والی ہوں مثلاً کافور، تمباکو، پیاز لہسن وغیرہ۔
(۲) بلغم کی پیدائش میں کمی کرنے والی دوائیں مثلاً دھتورہ، اجوائن خراسانی وغیرہ۔
(۳) ہوا کی نالیوں میں پیدا شدہ عفونت کو دفع کرنے والی دوائیں مثلاً اشق، کباب چینی کباب خنداں، جوہر اجوائن، ست پودینہ وغیرہ۔
(۴) ہوا کی نالیوں میں تشنج کو دور کرنے والی دوائیں مثلاً دھتورہ کی دھونی، تمباکو اور شوکران کا استعمال۔
(۵) منفثاتِ بلغم ایسی دوائیں جو سانس کی نالیوں سے بلغم کو بسہولت خارج کریں مثلاً اڑوسہ۔ اصل السوس، ایرسا، اشق، انیسون، پیاز دشتی۔
(۶) معسراتِ بلغم: ان سے بلغم کے اخراج میں دشواری ہوتی ہے۔ مثلاً فولاد، افیون بیروج وغیرہ۔

قلب پر اثر انداز ہونے والی دوائیں

جو دوائیں قلب پر اثر انداز ہوتی ہیں ان کی دو صورتیں ہیں۔

(۱) مقویات و مفرحاتِ قلب۔

(۲) مضعفاتِ قلب۔

۱۔ مقویاتِ قلب :۔

ایسی دوائیں جن سے قلب کی قوتِ انقباض بڑھ جاتی ہے نبض میں قوت پیدا ہوتی ہے۔ ایسی صورت میں نبض کبھی سریع ہوتی ہے اور کبھی بطی ہوتی ہے۔ چنانچہ شراب، کچلہ، سنکھیا، مشک وغیرہ اور زعفران کے استعمال سے قوتِ انقباضی میں اضافے کے ساتھ ساتھ نبض میں قوت اور سرعت پیدا ہوتی ہے۔ ان تمام دواؤں کو محرکاتِ قلب Cardiac Stimulants بھی کہا جاتا ہے۔

چائے، قہوہ، کافی اور پیاز زردشتی کے استعمال سے قلب کی قوتِ انقباضی میں اضافے کے ساتھ نبض میں قوت اور بطو پیدا ہوتا ہے۔

البتہ کافور کے استعمال سے قوتِ انقباضی میں اضافہ ہوتا ہے اور نبض قوی بھی ہو جاتی ہے لیکن سرعت و بطو پر کوئی اثر نہیں ہوتا۔

۲۔ مضعفاتِ قلب :۔

ایسی دوائیں ہیں جن کے استعمال سے قلب کی حرکتِ انقباضی میں سستی اور نبض میں بطوء پیدا ہوتا ہے۔ مثلاً بیش، شیلم اور کٹکی وغیرہ۔

مندرجہ بالا تمام ادویہ جو قلب پر کسی بھی انداز پر اثر قائم کرتی ہیں وہ یا تو براہِ راست قلب کو متاثر کرتی یا عصبی مراکز کے واسطے سے اثر انداز ہوتی ہیں۔

نظامِ انہضام پر دواؤں کے اثرات

اس عنوان کے تحت زبان، دانت، مسوڑھے، غدد لعابیہ، معدہ و امعاء وغیرہ پر دواؤں کے اثرات کا مختصر تذکرہ ہوگا۔

زبان :-

زبان کے حسی اعصاب پر اثر کرنے والی دوائیں۔

بعض خوشبودار ہیں ۔ مثلاً	بادیان، انیسون، الائچی وغیرہ۔
بعض تلخ ہیں ۔ "	صبر زرد، کچلہ، پوست نیم وغیرہ۔
بعض لعابی ہیں ۔ "	صمغِ عربی، السی، اسپغول وغیرہ۔
بعض مقی ہیں ۔ "	آب تربد و نمکِ طعام
بعض حریف ہیں ۔ "	سرخ و سیاہ مرچ وغیرہ۔
بعض شیریں ہیں ۔ "	شکر و شہد وغیرہ۔
بعض عفص و قابض ہیں۔ "	مازو، کات سفید وغیرہ۔
بعض مالح ہیں ۔ "	تمام قسم کے نمکیات۔
بعض ترش ہیں ۔ "	لیمو، سرکہ، املی وغیرہ۔
بعض روغنی ہیں ۔ "	چربیاں، گھی و تیل وغیرہ۔

دانت اور مسوڑھے۔

دانتوں اور مسوڑھوں پر دواؤں کے اثرات درج ذیل ہیں۔ یہ تمام دوائیں عام طور پر سفوف اور پیسٹ کی شکل میں استعمال ہوتی ہیں۔

(۱) دافعِ عفونت :-

ان دواؤں کے استعمال سے مسوڑھوں اور دانتوں میں پیدا شدہ عفونت دور ہوتی ہے۔ مثلاً کافور، ست اجوائن، عاقرقرحا، ست پودینہ وغیرہ۔

(۲) **مسکنِ الم:** دانتوں اور مسوڑھوں کے درد میں سکون ملتا ہے۔ مثلاً کافور، افیون، روغنِ قرنفل، مغزِ فلوس خیارشنبر کی کلیاں وغیرہ۔ Sedative

(۳) **قابضات وحابساتِ دم:** یہ دوائیں دانتوں اور مسوڑھوں پہ قابض وحابس اثر کر کے دانتوں کو مضبوط بناتی اور مسوڑوں سے خارج ہونے والے خون کو روکتی ہیں۔ مثلاً پھٹکری، مازو، گلنار، چھالیہ، پوست انار وغیرہ۔

(۴) **دافعِ حموضتِ اسنان:** ان دواؤں سے دانتوں میں کھٹا پن اور پانی لگنا بند ہو جاتا ہے۔ مثلاً بورہ ارمنی، جو اکھار، عاقرقرحا، پھٹکری وغیرہ۔

غددِ لعابیہ ۔ غدد لعابیہ یا تحت اللسان پہ دواؤں کے اثر دو طریقے پر ہوتے ہیں۔

(۱) لعابِ دہن میں اضافہ کرنے والی دوائیں مثلاً زنجبیل، دار چینی، عاقرقرحا، تمباکو اور تمام ترش چیزیں۔

(۲) لعابِ دہن میں کمی کرنے والی دوائیں مثلاً افیون، بیروج، کات سفید، گلِ ارمنی وغیرہ۔

معدہ :-

معدہ پر اثر کرنے والی دوائیں متعدد طریقوں سے تاثیرات پیدا کرتی ہیں۔

(۱) **مقویاتِ معدہ :-** Gastrictonic

یہ دوائیں معدہ کی رطوبات ہاضمہ میں اضافہ کر کے ہضمِ معدہ میں معین و مددگار ہوتی ہیں۔ مقویاتِ معدہ جن کو ادویہ ہاضمہ بھی کہا جاتا ہے تین قسم کی ہوتی ہیں۔

(ا) **ادویہ عطریہ:** خوشبودار مقویِ معدہ ادویہ مثلاً انیسون، بادیان، زنجبیل، الائچی خورد کلاں، قرنفل، جائفل، جاوتری، پودینہ وغیرہ۔

(ب) **ادویہ مرّیہ:** تلخ مقوی معدہ دوائیں مثلاً خبطیانہ، پوست نارنج، گلِ بابونہ وغیرہ۔

6587 Library Estd. 1970 ... Azamgarh

(ج) ادویہ حریفہ: تیز مقوی معدہ دوائیں مثلاً مرچ سیاہ، کباب چینی، رائی وغیرہ۔
بعض ادویہ حامضہ بھی مقوی معدہ ہوا کرتی ہیں۔

(۲) بعض دوائیں معدہ کی رطوبات کو کم کرتی ہیں مثلاً سہاگہ، جواکھار، نوشادر جبکہ مقدار قلیل استعمال ہوں، تو رطوباتِ معدہ میں انھیں دواؤں سے اضافہ ہو جاتا ہے۔ ان کو زیادہ مقدار میں استعمال کرنے سے یہ رطوبات کو اپنی طرف جذب کرکے معدہ کی رطوبات کو کم کرتی ہیں جیساکہ افیون اور تخود کہ اس کے استعمال سے بھی رطوباتِ معدیہ میں خشکی اور کمی پیدا ہوتی ہے۔

(۳) بعض دوائیں معدہ کی حرکاتِ دودیہ میں اضافہ کرتی ہیں مثلاً کچلہ اور روغنِ کافور۔ یہ دوائیں عضلاتِ معدہ اور اعصاب میں تحریک پیدا کرکے حرکاتِ دودیہ کو بڑھاتی ہیں۔

(۴) بعض دوائیں معدہ کی حرکاتِ دودیہ میں کمی کرتی ہیں مثلاً اجوائن خراسانی، افیون، دھتورہ، برف اور نیم گرم پانی۔

(۵) بعض دوائیں معدہ کی تیزابیت کو کم کرتی ہیں مثلاً سہاگہ، نوشادر۔

(۶) بعض دوائیں معدہ کی تیزابیت میں اضافہ کرتی ہیں مثلاً تیزاب، گندھک، گوشت اور ادویہ حریفہ کا استعمال۔

(۷) بعض دوائیں معدہ کی اندرونی غذا میں پیدا ہونے والے تعفن اور تخمیر کو روکتی ہیں مثلاً ستِ پودینہ، ستِ اجوائن، کافور وغیرہ۔

(۸) بعض دوائیں معدہ وامعاء میں حرکت وحرارت میں اضافہ کرکے غلیظ ریاح کو رقیق بناکر خارج کرتی ہیں، ان کو کاسرِ ریاح کہا جاتا ہے مثلاً برگِ سداب، انیسون، اجوائن دیسی وغیرہ۔

(۹) بعض دوائیں براہِ راست معدہ پر اور مرکزِ قے پر اثر انداز ہوکر قے لانے کا سبب ہوتی ہیں۔ ان دواؤں کو مقیئاتِ معدہ کہتے ہیں۔ مثلاً رائی، تخم شبت، جنگلی پیاز، نیم گرم پانی، نمکین پانی وغیرہ۔

(۱۰) بعض دوائیں انھیں مقامات پر اثر انداز ہوکر قے کو روکتی ہیں؛ ان کو مانعاتِ قے کہتے ہیں مثلاً افیون، شراب، زرشک و بہدانہ وغیرہ۔

امعا پر دواؤں کے اثرات

آنتوں پر دواؤں کے اثرات کی مختلف صورتیں ہیں۔

Laxative

۱۔ **ملینات :۔** یہ ایسی دوائیں ہیں جو آنتوں کی عضلی تہوں میں تحریک پہونچا کر آنتوں کی قوتِ دافعہ میں معمولی اضافہ کی بنا پر اجابت میں نرمی پیدا کر کے خارج کر دیتی ہیں۔ اس عمل سے دو ایک نرم اجابتیں ہو جاتی ہیں مثلاً روغنِ بید انجیر، منقیٰ، شیر خشت، روغن بادام، شہد تمر ہندی وغیرہ۔

۲۔ **مسہلات :۔** Purgative

یہ ایسی دوائیں ہیں جن سے صرف امعا کی قوتِ دافعہ ہی میں اضافہ نہیں ہوتا ہے۔ بلکہ رطوبات کا انجذاب بھی امعا کی طرف بڑھ جاتا ہے اس کے نتیجہ میں متعدد رقیق اجابتیں خارج ہونے لگتی ہیں۔ مثلاً سنائے مکی، سقمونیا، ریوند چینی، صبرِ زرد، حب السلاطین، تربد، شحم حنظل بیخ جلاپا، مغز فلوس، خیار شنبر وغیرہ۔

مسہل اور ملین میں فرق :۔

ملین دواؤں سے صرف معدہ و امعا کے مواد خارج ہوتے ہیں۔ مسہل دواؤں سے نہ صرف معدہ و امعا بلکہ تمام بدن کے مواد دستوں کے راہ خارج ہوتے ہیں۔

اپنی شدت و خفت، نوعیت اسہال اور رطوبات کے اخراج کے اعتبار سے مسہل دوائیں مختلف قسموں میں منقسم ہیں۔ چنانچہ شدت و خفت کے اعتبار سے مسہل دواؤں کی درج ذیل قسمیں ہیں۔

۱۔ **مسہلاتِ ضعیفہ :** Light Purgatives-OR-Simple Purgatives

ایسی ادویہ ہیں جن کے استعمال سے متعدد رقیق اجابتیں تو ہوتی ہیں لیکن ان میں

اضافہ نہیں ہوتا بلکہ یہ ملین سے معمولی تیز دوائیں ہیں مثلاً سنا ئے مکی زہرہ گاؤ سفوفلوس خیار شنبر۔

۲۔ مسہلات قویہ :۔ Strong - Purgatives OR Hydrogogue

یہ ایسی دوائیں ہیں جن کے استعمال سے متعدد اور شدید قسم کے اسہال شروع ہو جاتے ہیں اور دو ایک اجابتوں کے بعد پانی اور چاول کی پیچ جیسے دست ہوتے ہیں مثلاً جمال گوٹا، سقمونیا، تربد، بیخ جلاپا، شحم حنظل، حب النیل، عصارہ ریوند چینی وغیرہ۔

نوعیت عمل کے اعتبار سے درج ذیل اقسام ہیں۔

۱۔ مسہل بالتحلیل والجذب ۔ Cathartic Purg.

یہ ایسی دوائیں ہیں جو مواد کو چھوٹے چھوٹے اجزا میں تقسیم کر کے آنتوں کی طرف جذب کر کے اور قوت دافعہ میں تحریک پہنچا کر ان کے اخراج میں مدد دیتی ہیں مثلاً تربد۔

۲۔ مسہل بالعصر ۔ Purgative By Sqeeze

یہ ایسی دوائیں ہیں جو امعا کی قوت عاصرہ وقابضہ کو بڑھا کر مواد کو آنتوں سے نچوڑ کر خارج کرتی ہیں۔ مثلاً ہلیلہ۔

۳۔ مسہل بالتلئین :۔

یہ ایسی دوائیں ہیں جو آنتوں کے مواد کو نرم کر کے خارج کرتی ہیں مثلاً شیر خشت۔

۴۔ مسہل بالازلاق :۔

بعض دوائیں مواد کو پھسلا کر آنتوں سے خارج کرتی ہیں۔ ان دواؤں میں

زاتی طور پر لزوجیت پائی جاتی ہے مثلاً لعاب اسپغول، لعاب ریشہ خطمی۔

۵۔ مسہل بالاذابت :۔

یہ ایسی مسہل دوائیں ہیں جو مواد کو پگھلا کر امعاء سے خارج کرتی ہیں مثلاً ترنجبین۔

۶۔ مسہل بالتقطیع والجلاء۔ Detergent Purgatives

ایسی مسہل دوائیں جو مواد کو آنتوں کی سطح سے چھیل کر صاف کر کے خارج کر دیں۔ مثلاً بورق، شہد وغیرہ انھیں کو مسہلاتِ مالحہ نمکین مسہل Saline Purgatives بھی کہتے ہیں جن کی خصوصیت یہ بھی ہے کہ یہ مواد کو جذب کر کے آنتوں میں رطوبات کا اضافہ کر دیتے ہیں اور جب زائد رطوبات جمع ہو جاتی ہیں تو آنتوں میں احساسِ ثقل کی وجہ سے یہ مواد خارج ہو جاتے ہیں۔

اخراج رطوبات کے اعتبار سے مسہل کی اقسام

ادویۂ مسہلہ اپنی مخصوص خصوصیت جو اس کی ہیئتِ ترکیبہ کی وجہ سے اس دوا میں موجود ہے امعاء سے مخصوص مواد کو خارج کرتی ہیں چنانچہ بعض دوائیں مواد بلغمیہ کے اخراج کی خصوصیت رکھتی ہیں۔ یعنی ان دواؤں سے دوسری رطوبات کم، خلطِ بلغم زائد خارج ہوتی ہے۔ اسی طرح بعض دوائیں خلطِ صفراء کو خصوصیت سے خارج کرتی ہیں اور بعض کو خلطِ سوداء کے اخراج میں خصوصیت حاصل ہے۔ بعض دوائیں خون کی ماہیئت کے اخراج میں خاص خصوصیت کی حامل ہیں۔ غرض کہ ادویۂ مسہلہ جن سے کہ مختلف النوع اخلاط کا اخراج ہوتا ہے وہ اپنی مخصوص خاصیت اور مخصوص قوتِ انجذاب کی بناء پر کسی خاص خلط کو آنتوں کی طرف جذب کرتی ہیں اور اپنی مخصوص قوتِ تاثیر سے معدہ و

امعائی غشائے مخاطی کے مخصوص اجزا میں تحریک پیدا کر دیتی ہیں جن سے غشائے مخاطی کے یہ
اجزا مخصوص اخلاط کو خارج کرنے کا کام شروع کرتے ہیں خواہ وہ خلط قوامی اعتبار سے رقیق ہو
یا غلیظ۔ یا وہ ادویہ مسہلہ سے مشاکلت رکھتی ہو یا نہ رکھتی ہو۔ چنانچہ اس اعتبار سے حسب ذیل
اقسام کی گئی ہیں۔

۱۔ مسہلِ صفرا۔ Cholagogue OR Bile Purgatives

ایسی مسہل دوائیں جو مخصوص اجزائے ترکیبیہ اور خصوصیت کی بنا پر خلطِ صفرا کو خارج
کرتی ہیں مثلاً زہرہ گاؤ، سقمونیا، عصارہ ریوند وغیرہ۔ ان دواؤں سے صفرا کا انصباب
وانحدار تمام بدن سے جگر کی راہ ہو کر امعا کی جانب پہونچتا ہے اور پھر امعا کی قوتِ دافعہ اس
کو خارج کر دیتی ہے۔

۲۔ مسہلِ بلغم Phlegmagogue OR Phlegm - Purgatives

یہ ایسی دوائیں ہیں جو اپنی مخصوص قوتِ تاثیر کی بنا پر خلطِ بلغم کو اکثری طور پر براہِ
امعا خارج کرتی ہیں مثلاً تربد، خیار شنبر وغیرہ۔

۳۔ مسہلِ سودا۔ Malanagogue OR Malane Purgatives

ایسی دوائیں ہیں جو خلطِ سودا کو اپنی مخصوص خصوصیت کی وجہ سے
براہِ امعا دستوں کی صورت میں خارج کر دیں۔ مثلاً افتیمون وغیرہ۔

۴۔ مسہلِ مائیت - Hydragogue

یہ ایسی مسہل دوائیں ہیں جو عروق سے خون کی مائیت جس کو بلغم مائی
کہا جاتا ہے کو بہت زیادہ جذب کر کے رقیق اجابتوں کی صورت میں براہِ امعا خارج کرتی
ہیں۔ مثلاً بورق، نمک۔ یہ دوائیں اپنی مخصوص قوتِ انجذاب کی بنا پر خون کی آبی رطوبت
کو آنتوں میں جذب کرتی ہیں اور جب ایک وافر مقدار آنتوں میں جمع ہو کر بوجھ اور ثقل کا
سبب بنتی ہے تو آنتوں کی قوتِ دافعہ اور حرکاتِ دودیہ متحرک ہو کر ان اجزائے مائیہ کو متعدد

دستوں کی صورت میں خارج کر دیتی ہیں۔

۳۔ قابضات امعاء Intestinal Astringents

اسہال کو روکنے اور قبض پیدا کرنے والی دوائیں بھی مختلف طریقوں سے آنتوں پر اثر کرتی ہیں۔

ا۔ بعض دوائیں امعا کے عروق کو سکیڑ کر قابض تاثیر پیدا کرتی ہیں۔ مثلاً پوست بیخ انار، بیخ انجبار، پھٹکری وغیرہ۔

ب۔ بعض دوائیں امعا سے ترشحات کم کر کے قبض کا باعث ہوتی ہیں مثلاً افیون

ج۔ بعض دوائیں آنتوں کی قوتِ دافعہ کم کر کے قبض پیدا کرتی ہیں مثلاً اجوائن خراسانی، بیرو ج وغیرہ

۴۔ لازعاتِ امعاء -Intestinal Irritants

یہ ایسی دوائیں ہیں جو معدہ و امعا کی غشائے مخاطی پر اثر انداز ہو کر ہیجانی کیفیت پیدا کرتی ہیں۔ ان دواؤں سے درد و جلن، قے، متلی، جریان الدم وغیرہ پیدا ہو جاتے ہیں مثلاً تخم تبت، سرکہ خالص، نمک شور، رائی، سرکہ جامن وغیرہ۔

۵۔ مانعاتِ عفونتِ امعاء Intestinal Antiseptics

یہ ایسی دوائیں ہیں جو معدہ و امعا کی عفونت کی پیدائش کو روکتی ہیں اور پیدا شدہ کو دفع کرتی ہے۔ مثلاً ست پودینہ، ست اجوائن، ستِ لیمو وغیرہ۔

۶۔ قاتل ومخرج دیدان امعاء Anthelmintic OR Vermicidal

آنتوں میں دیدان نظری و خوردبینی دونوں قسم کے ہو سکتے ہیں جن کو مختلف نظری و خردبینی معائنہ سے دیکھا جاتا ہے۔ یہاں اصولی طور پر صرف نظری دیدانِ امعا پر دواؤں کے اثرات کا تذکرہ ہے۔ ان نظری دیدان معا کی بڑی بڑی تین قسمیں ہیں۔

خلیہ ۹۔ چنونے، Tapworms کدودانے حب القرع Thread Worms، اور حیات کینچوے Hound Worms قاتل و مخرج دیدان امعا ادویہ

تین قسم کے دیدان کو یا تو ہلاک کرتی ہیں یا ہلاکت و اخراج دونوں ہی عمل کرتی ہیں چنانچہ

(۱) بعض ادویہ صرف قاتل دیدان امعا ہیں مثلاً سرخس، برگ شفتالو، افسنتین اور نیم کی چھال وغیرہ۔

(۲) بعض ادویہ صرف مخرج دیدان امعا ہیں۔ مثلاً عصارہ ریوند، بیخ جلاپا، سقمونیا وغیرہ

(۳) بعض ادویہ قاتل و مخرج دیدان ہیں۔ مثلاً کمیلہ، شیح ارمنی، تخم ڈھاک اور بادبڑنگ وغیرہ

اسی طرح صرف حیات پر اثر کرنے والی قاتل دوا نیم کی چھال اور قاتل و مخرج تخم ڈھاک اور باؤبڑنگ ہیں۔

حب القرع کدودانوں پر قاتل دیدان سرخس ہے اور قاتل و مخرج کمیلہ ہے۔ خلیہ چنونوں پر اثر کرنے والی قاتل دوا، افسنتین اور قاتل و مخرج صبر زرد ہے۔

۷۔ احتقان امعاء Intestinal Enema

بطور احتقان امعا میں دواؤں کا استعمال زمانۂ بقراط سے رائج ہے۔ شیخ نے اس کو معالجۂ فاضلہ کہا ہے اور اس میں شک نہیں کہ عملِ احتقان بعض حالات میں انتہائی مفید و کار آمد ہے۔ ادویۂ مسہلہ کے مقابلے میں احتقان میں سمیت کے امکانات بہت کم ہیں اس لیے کہ سمیت کا انجذاب امعائے صغیرہ سے زیادہ ہوتا ہے بہ نسبت امعائے کبیرہ کے مسہل دوائیں معدہ و امعائے صغیرہ سے ہو کر گزرتی ہیں اور حقنہ کی دوائیں زیادہ سے زیادہ امعائے کبیرہ کے آخری حصوں تک محدود رہتی ہیں۔ چنانچہ ایسے اوقات میں جب کہ براہِ دہن ادویہ کا استعمال متعذر ہو، مثلاً ورم حلق اور خناق وغیرہ کی صورت میں، یا قے اور ابکائی کی شدت کی وجہ سے دواؤں کا استعمال ممکن نہ ہو یا دواؤں کا اثر مقامی طور پر مقعد اور امعائے مستقیم میں مقصود ہو یا رحم اور اعضائے مجاورہ کو متاثر کرنا ہو جیسا کہ ولادت کے

وقت اگر درد زہ میں کمی ہو تو حقنہ سے درد زہ میں اضافہ ہو جاتا ہے یا آنتوں کو صاف
ہو، تاکہ جو موذی مواد عروق میں جذب ہو کر دماغ و قلب کے افعال کو خراب کر
دہ جلد خارج ہو جائیں۔ اس کے علاوہ عمل احتقان دستوں کو روکنے، سحج امعا کو دور
کرنے، آنتوں کو سن و بے حس کرنے اور درد کو کم کرنے نیز دیدان امعا کے اخراج
کے لیے بھی کیا جاتا ہے۔ نیز حقنہ کو تقویت باہ، تغذیۂ بدن اور تسمین بدن کے لیے بھی استعمال
کرتے ہیں۔ ان تمام اغراض و مقاصد کے پیش نظر حقنہ کی مختلف قسمیں کی گئی ہیں۔

۱۔ حقنۂ مسہلہ :۔ Purgative Enema

آنتوں کو فضلات سے پاک کرنے کے لیے جو حقنہ استعمال کیا جاتا ہے اس کو حقنۂ
مسہلہ یا ملینہ وغیرہ کہا جاتا ہے۔ مثلاً روغن زیتون، روغن انجیر، صابون، نمک اور شکر سرخ کا
حقنہ۔

ادویۂ مسہلہ جو آنتوں کے فضلات کو صاف کرنے کا عمل انجام دیتی ہیں۔ ان میں
بعض دوائیں ایسی ہیں جو خواہ بطور حقنہ استعمال کی جائیں یا ان کو بطور مسہل براہ دہن
دیا جائے، دونوں صورتوں میں یکساں صفائی کا عمل کرتی ہیں مثلاً روغن بید انجیر، مغز
املتاس وغیرہ، البتہ بعض دوائیں ایسی ہیں جو براہ دہن تو آنتوں کی اچھی طرح صفائی
کرتی ہیں لیکن اگر ان کو بطور حقنہ استعمال کیا جائے تو ان کا عمل بہت کم اور سست ہوتا
ہے جیسے ہلیلہ جات اور صبر زرد وغیرہ۔ اور بعض دوائیں براہ دہن کم اثر پذیر ہیں لیکن
بطور حقنہ ان سے خاصی صفائی عمل میں آتی ہے جیسے شکر سرخ، آب نمک، بورق، آب صابون وغیرہ
حقنۂ مسہلہ کی تین قسمیں ہیں۔

۱۔ حقنۂ حادّہ : Strong Purgative Enema

جب معمولی حقنہ جات سے کام نہیں چلتا تو تیز قسم کی دواؤں سے امعا کی صفائی عمل
میں لائی جاتی ہے۔ مثلاً آب گرم، صابون کا پانی، آب برگ سنائے مکی، عصارۂ ریوند، آب چقندر

گلِ سرخ۔

ب۔ حقنۂ لینہ : Laxative Enema

یہ ایسا حقنہ ہے جس میں تیز دوائیں استعمال نہیں کی جاتی ہیں۔ ہلکی و نرم دواؤں سے کام لے کر صرف تلئین کی جاتی ہے ایسے وقت میں روغنِ بید انجیر، روغنِ زیتون وغیرہ کا حقنہ کیا جاتا ہے۔

ج۔ حقنۂ متوسطہ: Ordinary Enema

اس حقنہ میں تیز و نرم دونوں کے درمیان دواؤں کا استعمال کیا جاتا ہے اس صورت میں صرف تلئین نہیں بلکہ معمولی صفائی بھی مقصود ہوتی ہے۔ ان اوقات میں ملی جلی دوائیں استعمال کرنے سے مقصد حاصل ہو جاتا ہے۔

۲۔ حقنۂ قابضہ حابسہ : Astringent Enema

یہ ایسا حقنہ ہے جس میں ادویۂ حابسِ اسہال وحابسِ دم استعمال کی جاتی ہیں مثلاً مازو، پھٹکری، دم الاخوین، گل سرخ، بیخ انجبار وغیرہ۔

۳۔ حقنۂ محللہ: Resolvent Enema

معائے مستقیم اور مقعد کے ورم کی تحلیل کے لیے محللِ اورام ادویہ کے ذریعہ حقنہ کیا جاتا ہے۔ مثلاً حلبہ، حاشا، پودینہ، نانخواہ، بابونہ، خطمی، ہکو، مغزِ فلوس خیارشنبر وغیرہ۔

۴۔ حقنۂ کاسرہ : Carminative Enema

معائے مستقیم اور امعائے کبیرہ میں ریاح کے اجتماع کو ختم کرنے اور ریاح غلیظہ کو رقیق بنا کر خارج کرنے کے لیے ادویۂ کاسرِ ریاح کو بطورِ حقنہ استعمال کیا جاتا ہے مثلاً انیسون بادیان، زیرۂ سیاہ، اجوائن دیسی وغیرہ۔

۵۔ حقنۂ مغذیہ: Nutrient Enema

برائے تغذیہ معدہ و امعا اور تمام بدن یہ حقنہ کیا جاتا ہے جب کہ خناق، معدہ

اور امعا میں زخم وغیرہ کی وجہ سے براہِ دہن غذا استعمال کرنا دشوار ہوتا ہے مثلاً ماء الشعیر ماء العسل، چوزوں کی یخنی، آبِ انار، آبِ موسمی، آبِ انگور، آبِ لیموں شیریں، آبِ سیب، انناس، سیب، دودھ وغیرہ۔

حقنۂ مغذیہ کے استعمال سے قبل آنتوں سے فضلات کا اخراج ضروری ہے اور اس کے لیے اولاً گرم پانی کا حقنہ کیا جائے اس کے بعد ادویۂ مغذیہ کا حقنہ کرنا چاہیے۔

۶۔ حقنۂ مخدرہ:۔ Norcotic Enema

جب کہ اندرونی احشاء میں کسی قسم کی بے چینی اور معائے مستقیم و مقعد میں تکلیف ہو تو ادویۂ مخدرہ کو بطورِ حقنہ استعمال کیا جاتا ہے۔ مثلاً برف کا پانی، بزر البنج وغیرہ۔

۷۔ حقنۂ مسکنہ:۔ Sedative Enema

اگر اندرونی احشاء معائے مستقیم میں درد و سوزش ہو تو ادویۂ مسکنہ الم کو بطورِ حقنہ استعمال کرنا چاہیے۔ مثلاً افیون دیبروج وغیرہ۔

۸۔ حقنۂ دافع عفونت:۔ Antiseptic Enema

مختلف عفونتوں کو دور کرنے کے لیے دافعِ عفونت ادویہ کو بطورِ احتقان استعمال کیا جاتا ہے۔ مثلاً آبِ نیم، شہد و کافور وغیرہ۔

۹۔ حقنہ دافعِ تشنج: Anti Convulsive Enema

تشنجی کیفیت کو دور کرنے کے لیے ادویۂ مرخیہ و مخدرہ کا حقنہ کیا جاتا ہے۔ مثلاً لعابات، بزر البنج وغیرہ۔

۱۰۔ حقنہ قاتلِ دیدان: Anthel Mintic Enema -

زیادہ تر خلیہ اور کم تر دوسری اقسام دیدان کے لیے قاتلِ دیدان ادویہ کو بطورِ حقنہ استعمال کرتے ہیں۔ مثلاً آب باؤ بڑنگ، آبِ چقندر، آب برگ شفتالو وغیرہ۔

۱۱۔ حقنۂ ملینہ:۔ Amollient Enema -

گاہے امعا کی اندرونی سطح غشائے مخاطی کی خراش و سحجِ امعا میں ایسی دوائیں استعمال کی جاتی ہیں جو ان سطحوں پر استر کر سکیں اور ان کو چکنا بنا دیں۔ مثلاً لعاب بطورِ حقنہ ریشہ خطمی، لعاب اسپغول وغیرہ۔

۱۲۔ حقنہ معدلہ یا مبدلۂ مزاج: Moderative Enema

اس کی ضرورت اس وقت ہوتی ہے جب کہ امراضِ مزمنہ کی وجہ سے اندرونی احشاء میں سوء مزاج لاحق ہو۔ مثلاً حمیات محرقہ اور حرارتِ احشاء کی صورت میں آبِ تربوز، آبِ نیلوفر آبِ خیار وغیرہ کو بطورِ حقنہ استعمال کیا جائے۔

جگر پر دواؤں کے اثرات

جگر پر دواؤں کے اثرات، جگر کے افعال سے گہرا تعلق رکھتے ہیں چنانچہ جگر میں سب سے بڑا کام تولیدِ اخلاط، وہ بھی صفرا کی پیدائش اور ترشح ہے۔ نمک صفراوی Bile Salt شحمیات کے ہضم پر اثر انداز ہے۔ اور الوان صفراوی Bile Pigments پیشاب اور اجابت میں مخصوص رنگ پیدا ہوتا ہے نیز جگر میں شحمیات و شکریات جمع ہوتی رہتی ہیں جو وقتِ ضرورت کام آتی ہیں۔ صفرا کے ترشح سے امعا کی حرکات دودیہ میں اضافہ ہوتا ہے۔ جراثیمی اثرات بھی بڑی حد تک رک رہتے ہیں اور عفونتیں اپنے عمل سے باز رہتی ہیں پھر یہی صفرا مختلف دوسری ہاضم رطوبات کے ترشح کے لیے محرک بھی ہوتا ہے۔ نیز تولیدِ اخلاط کے دوران جگر کے انسجہ اپنی مخصوص خصوصیت کی بنا پر بہت سے زہریلے اثرات کو خود بخود ختم کرتے رہتے ہیں، جگر میں خون کے انجماد و عدمِ انجماد کے اعمال کے لیے ہر دو قسم کے اجزا بھی تیار ہوتے ہیں جو بوقتِ ضرورت کام آتے ہیں پھر اسی جگر میں اجسام ضدیہ کی پیدائش بھی ہوتی ہے جو جسم کی عمومی قوتِ مدافعت میں اضافہ کرتے ہیں۔ جگر کے ان افعال کی روشنی میں دواؤں کے اثرات کے مطالعہ سے بخوبی طرق دواؤں کی اثر پذیری کا اندازہ ہوتا ہے۔

(۱) بعض دوائیں جگر میں صفرا کی پیدائش میں اضافہ کرتی ہیں جس سے صفرا کا ادرار
جاتا ہے ان کو مدرّاتِ صفرا Cholagogue کہا جاتا ہے ۔ مثلاً زہرہ گاؤ، سقمونیا، ریوند چینی
مرچ سیاہ ، سفید ، سورنجان ، نوشادر وغیرہ ۔ ان ادویہ کے استعمال سے جگر کے افعال میں
و تیزی آتی ہے ۔ ادرارِ صفرا میں اضافہ دو طریقے پر ہوتا ہے ۔

(ا) جگر کے فعل کو بڑھا کر ادرار زائد ہو مثلاً سورنجان ، ایلوا، بیخ جلاپا وغیرہ ۔

(ب) آنتوں کی حرکتِ دودیہ میں اضافہ کر کے صفرا کو دوبارہ جگر کی طرف جذب نہ ہونے
دیں ۔ مثلاً مسہلات شدیدہ روغن جمال گوٹا تربد اور خربق وغیرہ ۔

(۲) جگر میں تکسریلے اجزا کو کم کرنے والی دوائیں مثلاً سنکھیا ، افیون وغیرہ ۔

۳ ۔ مقویات جگر :۔

یہ تمام دوائیں اپنی مخصوص خصوصیت اور اجزائے ترکیبیہ کی ترتیب کی بنا پر مختلف
طریقے سے جگر کے افعال میں قوت پیدا کرتی ہیں ۔

(ا) بعض دوائیں صفرا کی تولید کے عمل میں اضافہ کرتی ہیں ۔ مثلاً نوشادر، ریوند چینی ۔

(ب) بعض دوائیں صفرا کی غیر معمولی زیادتی کو روکتی ہیں ۔ مثلاً آب انار ترش ، آب
عنب الثعلب سبز ۔

(ج) بعض دوائیں جگر میں پیدا ہونے والے موادِ امراض کو دور کر کے جگر کے فعل کو درست
کرتی ہیں ۔ مثلاً افسنتین ۔

(د) بعض دوائیں جگر کے مزاج میں اعتدال پیدا کر کے اس کے افعال میں درستگی
لاتی ہیں ۔ مثلاً مر دقین ۔

(ہ) بعض دوائیں براہ راست اثر انداز نہیں ہیں بلکہ معدہ و امعا کے افعال کو
درست کر کے جگر میں قوت پیدا کرتی ہیں ۔ مثلاً جوارش جالینوس ۔

نظامِ بول پر دواؤں کے اثرات

آلاتِ بول میں گردے، حالبین، مثانہ اور مجری البول داخل ہیں۔ ان تمام اعضا پر دواؤں کے اثرات کی مختلف صورتیں ہیں۔

۱۔ مدرّاتِ بول :۔ Diuretics

یہ دوائیں آلاتِ بول پر اثر انداز ہو کر پیشاب میں زیادتی کا باعث ہوتی ہیں۔ ان دواؤں کے اثرات مختلف طریقے پر ہوتے ہیں۔

(ا) بعض دوائیں ایسی ہیں کہ جب وہ گردوں سے گزرتی ہیں تو مقامی طور پر خراش و تحریک پیدا کر کے دورانِ خون کو گردوں میں بڑھا دیتی ہیں۔ یہ دواؤں کی مقامی تاثیر بعید ہے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ گردوں میں امتلائے دموی کی وجہ سے پیشاب کے ترشیح میں اضافہ ہو جاتا ہے۔ مثلاً ذراریح کا استعمال، اسی طرح بعض دوائیں گردوں کے انسجہ میں تحریک پہونچا کر پیشاب زیادہ لاتی ہیں جن سے پیشاب کے بننے کا عمل ہوتا ہے جیسے شورہ قلمی، اجوا کھار، کباب چینی، پانی کا زیادہ استعمال وغیرہ۔

(ب) بعض دوائیں عام بدن کے عروق و قلب پر اثر انداز ہو کر دورانِ خون میں اضافہ کر کے پیشاب کی مقدار کو بڑھا دیتی ہیں۔ مثلاً شربت، چائے اور قہوہ۔

۲۔ مقللاتِ بول :۔ Anti Diuresis

ان دواؤں کے استعمال سے پیشاب کی مقدار میں کمی لاحق ہوتی ہے جیسے کُندر اور کنجد وغیرہ۔

۳۔ مفتتِ حصات :۔ Lithontriptic

یہ ایسی دوائیں ہیں جو پیشاب میں پائے جانے والے اجزائے ارضیہ کو منجمد ہو کر

پتھری بننے سے روکتی ہیں اور اگر پتھری بن گئی ہو تو اس کو توڑ کر ریزہ ریزہ کر کے نکال دیتی ہیں۔ مثلاً حجر الیہود، سنگ سرماہی، حب القلت وغیرہ۔

۴۔ مانعِ عفونت:۔ Urethral Antiseptic

آلاتِ بول میں کسی بھی قسم کی عفونت کو روکنے والی دوائیں، مانعِ عفونت ادویہ ہیں۔ مثلاً کافور، کباب چینی، صندل، برگِ نیم وغیرہ۔

۵۔ مسکناتِ الم:۔ Urethral Sedative

ایسی دوائیں جو آلاتِ بول میں کسی بھی وجہ سے بے چینی اور درد میں سکون پیدا کرتی ہیں۔ مثلاً افیون، اجوائن خراسانی، دھتورہ، بیروج، کافور، صندل وغیرہ۔

۶۔ مغیراتِ اجزائے بول:۔

ایسی تمام دوائیں جو پیشاب کے اجزا اور اس کی ترکیب میں تبدیلی پیدا کر دیں چنانچہ بعض دوائیں پیشاب کے ردِ عمل میں کھاری پن پیدا کر دیتی ہیں ان کو ادویۂ بورقیہ کہا جاتا ہے۔ مثلاً شورۂ قلمی، جوکھار اور نوشادر کہ ان کے استعمال سے پیشاب کی تیزابیت کم ہو کر کھاریت بڑھ جاتی ہے۔ بعض دوائیں پیشاب کے ردِ عمل میں تیزابیت کا اضافہ کرتی ہیں مثلاً لوبان، سرکہ اور دوسرے تیزاب، گوشت وغیرہ کی زیادتی۔ بعض دوائیں پیشاب کی رنگت میں تبدیلی پیدا کر دیتی ہیں مثلاً ریوند چینی اور سنائے مکی کے استعمال سے پیشاب کا رنگ بنفشی اور ارغوانی ہو جاتا ہے، اسی طرح سنکھیا کے استعمال سے پیشاب کا رنگ سیاہ ہو جاتا ہے۔

نظام توالد و تناسل پر دواؤں کے اثرات

اعضائے تناسلیہ کی ساخت و پرداخت اور اعمال کے اعتبار سے مردوں اور عورتوں

کے اعضا میں بڑا فرق ہے۔ اسی وجہ سے ان دونوں اعضائے تناسلیہ پر دواؤں کی تاثیرات کو علاحدہ علاحدہ بیان کیا جاتا ہے۔

اعضائے تناسل مردانہ :۔ Male Genital Organs

دوائیں جو اعضائے تناسل مردانہ پر اثر انداز ہوتی ہیں ان کی مختلف صورتیں ہیں۔

(۱) مقویاتِ باہ :۔ Aphrodisial OR Sexual Tonic

ایسی تمام دوائیں جو کسی بھی طریقے پر خواہشِ جماع میں اضافہ کریں۔ ان ادویۂ باہیہ کے طریقۂ کار مختلف ہیں چنانچہ

(ا) بعض دوائیں مرکزِ اعصاب پر قوتِ باہ پر اثر انداز ہو کر خواہشِ جماع میں غیر معمولی اضافہ کر دیتی ہیں۔ مثلاً کچلہ و بھنگ وغیرہ۔

(ب) بعض دوائیں قریبی اعضا مثلاً اعضائے بول اور اس کے متصلہ اعضا کی ساختوں میں ہیجان و لذع پیدا کر کے مقامی دورانِ خون میں اضافہ کرنے کے بعد خواہشِ جماع کو بڑھا دیتی ہیں۔ مثلاً روغنِ مال کنگنی، روغن ذراریح کی مالش اور تکمید سے یہی صورتِ حال پیدا ہوتی ہے۔

(ج) بعض دوائیں عمومی قوتِ جسمانی کو بڑھا کر اس فعل کی خواہش میں اضافہ کرتی ہیں۔ چنانچہ جسم کی عام قوتیں جب بحال ہوتی ہیں تو خواہشِ جماع کی قوت بھی بڑھ جاتی ہے۔ لہٰذا عمومی مقویات بھی مقویاتِ باہیہ میں شمار ہوتی ہیں۔ مثلاً مشک و عنبر زعفران، تھوڑی شراب اور فولاد کے مختلف مرکبات۔

(۲) مضعفاتِ باہ :۔ Anaphrodisiac OR Anti Aphrodisiac

ان دواؤں کے استعمال سے خواہشِ جماع میں غیر معمولی کمی آجاتی ہے۔ چنانچہ بعض دوائیں مرکزِ اعصاب کو متاثر کر کے اس خواہش میں کمی پیدا کرتی ہیں۔ مثلاً اجوائن خراسانی، زیادہ مقدار میں افیون، حامض و ترش چیزوں کا استعمال اور شیلم وغیرہ۔

بعض دوائیں متصل اعضا میں ضعف وخدر پیدا کر کے خواہش جماع کو کم کر دیتی ہیں مثلاً ٹھنڈے روغنیات وضماد کا لگانا، طلا اور مالش وغیرہ۔ اسی طرح ٹھنڈے پانی سے نطول وغسول بھی مضعف باہ ہے اور برف کا زیادہ استعمال بھی۔

عام قوت جسمانی کی کمی اور ضعف بھی مضعف باہ ہوا کرتا ہے۔ بسا اوقات مقامی ہیجان جو قوت باہ کے لیے محرک ہوتا ہے اس کو کم کرنے سے قوت باہ اور خواہش جماع میں ضعف لاحق ہوتا ہے۔ مثلاً جب پیشاب کا ردعمل تیزابی ہو تو وہ قوت باہ میں تحریک کا باعث ہوگا ایسے وقت میں کھاری ردعمل پیدا کرنے والی دواؤں سے یہ تحریک ختم ہوسکتی ہے۔

اعضائے تناسل زنانہ : Female Genital Orgons

رحم : Uterus رحم پر دواؤں کے اثرات کی مختلف صورتیں ہیں۔

مدرات حیض :۔ Emmenagogue

یہ دوائیں بسا اوقات رحم کے عروق میں خون کی آمد بڑھا کر ادرار حیض کرتی ہیں۔ مثلاً دواؤں کے گرم گرم جوشاندے میں آبزن کرنا۔

بعض دوائیں اعضائے مجاورہ میں لذع وہیجان پیدا کر کے رحم کو تحریک پہونچا کر ادرار حیض کا سبب ہوتی ہیں۔ مثلاً صبر زرد کا مسہل دینا۔

بعض دوائیں عضلات رحم پر اثر انداز ہوکر اس کی تحریکات میں اضافہ کرکے ادرار کا سبب ہوتی ہیں۔ مثلاً اسہل، مشکطرامشیع، حلتیت خالص، تخم کرفس، ابرشیا وشاں وغیرہ۔

بعض دوائیں اعصاب رحم پر اثر کر کے ادرار کا ذریعہ ہوتی ہیں مثلاً کچلہ۔

بعض دوائیں عمومی طور پر جسم میں خون کی تولید میں اضافہ کر کے ادرار حیض میں مددگار ہوتی ہیں مثلاً فولاد کے مرکبات۔

(۲) مسقطات جنین :۔ Abortificient CR Ecbolic

رحم پر اثر انداز ہونے والی ادویہ میں دوسرا گروہ ان دواؤں کا ہے جو

اسقاطِ جنین و مشیمہ میں مددگار ہوتا ہے۔ یہ دوائیں رحم کے عضلی ریشوں کو منقبض کرکے رحم کے اندر کی اشیا یعنی جنین و مشیمہ کو خارج کردیتی ہیں مثلاً پوست بیخ کپاس ہلاب ابہل وغیرہ۔

مضعفاتِ رحم :-

Uterine Depressent

بعض دوائیں رحم کی انقباضی قوت میں کمی پیدا کردیتی ہیں جن کی وجہ سے رحم اپنے معمول کے مطابق افعال واعمال کو صحیح طور پر انجام نہیں دے پاتا ہے۔ مثلاً ان سے طبعی ادرارِ حیض میں کمی، اخراجِ جنین و مشیمہ میں تاخیر پیدا ہوتی ہے اور دردِ زہ وغیرہ میں بھی کمی ہوجاتی ہے اور رحم کی حرکات کم ہوجاتی ہیں، مثلاً افیون، بھنگ اجوائن خراسانی وغیرہ۔

ثدیین : پستان Breast

ان کا شمار بھی اعضائے تناسل زنانہ میں ہوتا ہے۔ پستانوں کا کام دودھ کی پیدائش ہے۔ دودھ کی پیدائش میں کمی و زیادتی پیدا کرنے والی دوائیں ہی ثدیین پر اثر انداز شمار کی جاتی ہیں۔ علاوہ ازیں دودھ کے رنگ اور اس کے قوام میں تغیرات پیدا کرنے والی دوائیں بھی ہیں۔ اسی طرح مسکن و دافع عفونت ادویہ بھی ہیں۔

مولداتِ لبن :

lactagogue

ان دواؤں کے استعمال سے پستانوں میں دودھ کی پیدائش بڑھ جاتی ہیں مثلاً تخم شبت، بوزیدان، تخم شلغم، زیرہ، انیسون، تالمکھانہ، مغز سنگھاڑہ وغیرہ۔

مقللاتِ لبن :

Antilactagogue

بعض دوائیں دودھ کی پیدائش میں کمی کرتی ہیں۔ مثلاً سیرد ج افیون وغیرہ۔

مغیراتِ لبن :

یہ ایسی دوائیں ہیں جو دودھ کے قوام، اس کے رنگ اور مزے وغیرہ میں تبدیلی

پیدا کرتی ہیں۔ چنانچہ

بعض مسہل دوائیں، مرضعہ کے دودھ میں قوتِ اسہال پیدا کر کے بچہ کے اسہال کا سبب ہوتی ہیں۔ مثلاً سقمونیا، سنائے مکی، ریوند چینی وغیرہ۔

بعض دوائیں مرضعہ کے دودھ میں مزہ اور بو کو خراب کر دیتی ہیں مثلاً لہسن اور حلتیت وغیرہ۔

بعض ترشیاں مرضعہ کے دودھ میں اثر انداز ہو کر بچہ میں مغص پیدا کر دیتی ہیں اور کھاری چیزیں دودھ میں کھاریت کو جنم دیتی ہیں۔ سنکھیا، گندھک اور افیون سے دودھ میں انھیں جیسی خصوصیات پیدا ہو کر بچہ پر اثر انداز ہوتی ہیں۔ اگرچہ اس قسم کی دوائیں بہت کم ہیں جو مرضعہ کو استعمال کرانے پر مرضعہ کے دودھ میں تغیرات کا باعث ہوتی ہیں۔ ہر دوا میں اس قسم کی خصوصیت نہیں ہے۔

جلد پر دواؤں کے اثرات

جلد میں تحت الجلد پائی جانے والی ساختیں غدد عرقیہ، اعصاب، عروقِ شعریہ اور بال وغیرہ داخل ہیں۔ جلد کے ان تمام متعلقات پر دواؤں کے اثرات کی مختلف صورتیں ہیں

(۱) معرقات: Diaphoretic پسینہ لانے والی دوائیں

یہ ایسی دوائیں ہیں جو جلد میں پائے جانے والے غدد عرقیہ پر براہ راست اثر انداز ہو کر اس میں تحریکات بڑھا کر پسینہ کی مقدار میں اضافہ کرتی ہیں مثلاً کافور۔

بعض دوائیں غدد عرقیہ کے اعصاب کو متاثر کر کے پسینہ کی مقدار بڑھاتی ہیں مثلاً افیون، شراب وغیرہ۔

بعض دوائیں مسامات جلد کو کشادہ کر کے پسینہ کی مقدار کو بڑھاتی ہیں مثلاً

بیرونی حرارت، گرم پانی سے غسل وغیرہ۔

(۲) مانعاتِ عرق: پسینہ کو روکنے والی Anaphoresis

بعض دوائیں ایسی ہیں جو غدد عرقیہ کی تحریکات کو کم کرکے پسینہ کی پیدائش اور اس کے افراز کو روک دیتی ہیں مثلاً برادۂ فولاد۔

اور بعض دوائیں اعصاب غدد پر اثر انداز ہو کر پسینہ کے اخراج کو کم کرتی ہیں۔ مثلاً اجوائن خراسانی اور دھتورہ وغیرہ۔

بعض دوائیں ایسی ہیں جو جلد کے مسامات کو بند کرکے پسینہ کے اخراج کو کم کر دیتی ہیں۔ مثلاً سرد پانی سے غسل، سرد ہواؤں میں گزرنا وغیرہ۔

(۳) مغیراتِ عرق: پسینہ کی کیفیت کو بدل دینے والی۔

یہ ایسی دوائیں ہیں جو پسینہ کی راہ خارج ہو کر پسینہ کی کیفیت بدل دیتی ہیں۔ مثلاً لوبان وافیون وغیرہ۔

(۴) مملساتِ جلد: جلد کو اور غشائے مخاطی کو چکنا کرنے والی۔ Skin Lubricants

بعض دوائیں جلد اور غشائے مخاطی کی خراش وسوزش کو کم کرتی ہیں۔ مثلاً نشاستہ، السی، اسپغول وغیرہ۔

(۵) مرخیاتِ جلد: جلد میں نرمی پیدا کرنے والی۔ Emollient

یہ دوائیں اپنی قوتِ حرارت اور رطوبات کی وجہ سے جلد کو نرم اور مسامات کو وسیع کر دیتی ہیں۔ مثلاً گرم پانی اور تخم کتان وغیرہ کا بیرونی استعمال۔

(۶) مبثرات: Ulcerative

ان دواؤں کے استعمال سے جلد پر پھنسیاں پیدا ہو جاتی ہیں۔ مثلاً لہسن، کچلہ

روغن جمالگوٹہ کا بیرونی استعمال۔

(۷) **منفطات:** آبلہ انگیز Vesicants

ان دواؤں سے ظاہر جلد پر آبلے پڑجاتے ہیں مثلاً سنکھیا، کچلہ وغیرہ۔

(۸) **مقرحاتِ جلد:** جلد پر زخم ڈالنے والی ادویہ۔

یہ ایسی تیز و شدید گرم دوائیں ہیں جن کے ظاہر جلد استعمال سے جلد پر زخم پیدا ہوجاتے ہیں مثلاً بھلانواں، سم الفار، سجی وغیرہ۔

(۹) **اکالات:** جلد یا بدگوشت کو کھا جانے والی Corrosive

ان دواؤں کے بیرونِ جلد اور زخموں کے بدگوشت پر استعمال کرنے سے جوہر عضو فنا ہوجاتا ہے مثلاً زنگار، اشنان، نورہ، مردار سنگ وغیرہ۔

بال شعر Hair

اطبا کے نزدیک بال ہضم رابع کا فضلہ ہیں۔ ان کی جڑیں تحت الجلد ہوتی ہیں اور بقیہ حصہ بیرونِ جلد پایا جاتا ہے۔ بالوں پر بھی دواؤں کے اثرات مختلف طریقوں پر نمایاں ہوتے ہیں۔

Hair Growers

(۱) **منبتاتِ شعر:** بالوں کو اگانے اور بڑھانے والی دوائیں۔

ان دواؤں کے استعمال سے بالوں کی جڑوں میں تغذیہ کا عمل بڑھ جاتا ہے اور بال اگنے لگتے ہیں مثلاً روغنِ بیضۂ مرغ، روغنِ گندم، زفت رومی، پھپھی بوٹی، رائی وغیرہ۔

(۲) **مسوداتِ شعر:** بالوں کو سیاہ کرنے والی۔ Hair Dyer

ان دواؤں کے استعمال سے بالوں میں سیاہی پیدا ہوتی ہے مثلاً بھنگرہ سیاہ، ہلیلہ سیاہ وغیرہ۔

(۳) **حالقاتِ شعر:** بالوں کو اڑانے، مونڈنے والی۔ Hair Remover

ان دواؤں کے استعمال سے بالوں کی جڑیں کمزور ہوکر گرنے لگتی ہیں مثلاً چونہ

ہڑتال وغیرہ۔

عروق پر دواؤں کے اثرات

ہمارے جسم میں عروق کا جال پھیلا ہوا ہے انھیں کے ذریعہ قلب سے خون تمام جسم کو سپلائی ہوتا ہے اور انھیں عروق کے ذریعہ استعمال شدہ خون پھر قلب میں واپس ہوتا ہے۔ انھیں کو شرائین وادردہ کہا جاتا ہے۔ ان کے آخری سروں پر بال سے زیادہ باریک جال کی شکل میں عروقِ شعریہ پھیلی ہوئی ہیں۔ دواؤں کی تاثیرات عام طور پر انھیں عروقِ شعریہ پر مرتب ہوتی ہیں بڑی شرائین وادردہ کم متاثر ہوتی ہیں۔ چنانچہ عروق شرائین وادردہ پر دواؤں کی تاثیر کے دو طریقے ہیں۔

۱۔ **مفتحاتِ عروق:** عروق کو پھیلانے اور کشادہ کرنے والی۔

Vasodilator -

یہ دوائیں اندرونِ جسم اور بیرونِ جسم دونوں طرح استعمال ہوتی ہیں جن کے استعمال سے عروق و شرائین پھیل جاتی ہیں اور خون کی آمد و رفت بڑھ جاتی ہے۔ چنانچہ اندرونی طور پر چائے، قہوہ، شراب، تمباکو وغیرہ ایسی دوائیں جو استعمال ہوتی ہیں۔ اسی طرح بعض دوائیں بیرونی طور پر استعمال کرنے سے ان عروق کو پھیلا دینے کا سبب ہوتی ہیں مثلاً رائی، ذراریح، سنکھیا، روغن جمالگوٹہ، قرنفل، دارچینی، گرم ضمادات نطول اور بیرونی حرارت کا استعمال بعض دلک شدید یعنی سخت مالش سے بھی عروق پھیل جاتے ہیں۔

۲۔ **قابضاتِ عروق:** Vaso Constrictor

ان دواؤں کے استعمال سے رگیں سکڑ جاتی ہیں اور اگر جریانِ خون ہو رہا

تو وہ بھی کم یا بند ہو جاتا ہے۔ ان کو حابساتِ دم بھی کہا جاتا ہے۔ یہ دوائیں بھی اندرونی، بیرونی ہوتی ہیں۔ چنانچہ :-

ادویۂ اندرونی : پیاز دشتی، شیلم کچلہ وغیرہ۔

ادویۂ بیرونی : پھٹکری، گیرو، سنگ جراحت، مازو، مائیں، دم الاخوین، ہیرا کسیس، کات سفید، پوستِ انار، بیخ انجبار وغیرہ۔

عروقِ شعریہ پر دواؤں کے اثرات

بڑے عروق کے مانند عروقِ شعریہ پر دواؤں کے اثرات بھی دو ہی طریقے پر ہوا کرتے ہیں۔

۱۔ دورانِ خون کو تیز کرنے والی ۔ Irritants

انھیں کو لاذعات و مہیجات بھی کہتے ہیں، ان کی مختلف صورتیں ہیں

۱۔ کاویات: داغنے والی ۔ Castics OR Cicatrix

یہ دوائیں بیرونِ جلد اپنی سوزش، تیزی و حدّت کی وجہ سے عضو کو جلا کر داغ ڈال دیتی ہے۔ مثلاً تیزاب، لہسن، گرم لوہا وغیرہ۔

۲۔ منفطات: آبلہ انگیز Vesicants مثلاً بھلانواں، سنکھیا۔

۳۔ مبثرات: دانے ڈالنے والی Ulcerative مثلاً جمالگوٹہ، رائی۔

۴۔ محمرات: سرخی پیدا کرنے والی Rubificiant مثلاً رائی و لہسن۔

۵۔ اکالات: کھا جانے والی Corrosive مثلاً توتیہ سبّی وغیرہ۔

۶۔ مقرحات: زخم ڈالنے والی Castics، مثلاً جمالگوٹہ، چونہ، ہرتال وغیرہ۔

۷۔ ممیلات : Metastasis امالہ مواد کرنے والی۔ کسی مادّے کو عضوِ علیل سے دوسرے عضو کی طرف پھیر دینا مثلاً درد والم کو کم کرنے کے لیے ملحقہ اعضا کے عروقِ شعریہ کو لاذعات

کے ذریعہ پھیلایا جاتا ہے۔ اسی طرح عضوِ علیل سے دوسرے تندرست عضو کی طرف درد و ورم یا مادہ منتقل ہو جاتا ہے مثلاً دردِ سر کی صورت میں پیشانی پر کافور، صندل کا ضماد یا ورمِ جگر میں جلد پر رائی کا ضماد۔

۲۔ دورانِ خون کو سست کرنے والی دوائیں۔

ان کو قابضاتِ عروق بھی کہتے ہیں۔ مثلاً پھٹکری، کیرو، دم الاخوین اور انجبار ان کے استعمال سے عروقِ شعریہ میں دورانِ خون سست ہو کر رک جاتا ہے۔

خون پر دواؤں کی تاثیرات

خون میں چوں کہ مختلف اجزا پائے جاتے ہیں جن کے اعمال و افعال جدا جدا ہیں ان پر دواؤں کی تاثیر مختلف انداز پر ہوتی ہے۔

۱۔ بعض دوائیں خون میں ردِ عمل کو کھاری بناتی ہیں، مثلاً نمکِ طعام، نوشادر۔

۲۔ بعض دوائیں خون کے ردِ عمل کو تیزابی بناتی ہیں۔ مثلاً زلالِ تمرِ ہندی، آبِ انار ترش۔

۳۔ بعض دواؤں کے استعمال سے خون کے قوام میں رقت پیدا ہوتی ہے مثلاً پانی کی زیادتی، لہسن و پیاز کا استعمال؛ ان سے Blood Colastrol میں کمی آجاتی ہے۔

۴۔ بعض دوائیں خون میں غلظت و گاڑھا پن پیدا کرتی ہیں، مثلاً ادویہ و اغذیۂ شحمیہ، سری پائے، مدرات، مسہلات، معرقات وغیرہ۔

۵۔ بعض دوائیں خون میں انجمادی قوت کو بڑھا دیتی ہیں، مثلاً صدف سوختہ، سرطان محرق، بیخ انجبار۔

۶۔ بعض دوائیں انجمادی قوت کو کم کرتی ہیں۔ مثلاً ترش میوہ جات۔

۷۔ بعض دوائیں خون کے سرخ ذرات میں اضافہ کرتی ہیں۔ مثلاً فولاد، سنکھیا کے مرکبات وغیرہ۔

۸ ۔ بعض دوائیں خون کے سرخ ذرات میں کمی پیدا کرتی ہیں، مثلاً سنکھیا کی زیادتی سے خون کے سرخ ذرات میں ٹوٹ پھوٹ پیدا ہوتی ہے۔

۹ ۔ بعض دوائیں خون کی عفونت کو دور کرکے صاف ستھرا بناتی ہیں، ان کو مصفیاتِ دم بھی کہتے ہیں۔ مثلاً گلِ منڈی، شاہترہ، چرائتہ، عناب، عشبہ، ہلیلۂ سیاہ، نیم وغیرہ۔

۱۰ ۔ بعض دوائیں خون کے مزاج میں اعتدال پیدا کرتی ہیں۔ مثلاً گلِ سرخ، چرائتہ، منڈی وغیرہ ان کو معدلاتِ دم کہتے ہیں۔

بدنی استحالات پر دواؤں کے اثرات

استحالہ: کسی چیز کا تدریجی طور پر ایک صورت سے دوسری صورت میں منتقل ہونا۔ مثلاً گرم پانی کا سرد یا سرد پانی کا گرم ہونا۔ پانی کا ہوا بن جانا۔ یا غذا کا جگر میں ہضم ہوکر اخلاط کی شکل اختیار کرلینا اسی کو Conversion OR Transmutation کہتے ہیں۔

۱۔ بدنی استحالہ سے مراد یہ ہے کہ غذا، دوا، پانی وہوا کی صورت میں جس قدر چیزیں ہمارے جسم میں داخل ہوتی ہیں یا خود جسم کے مختلف اعضا واحشا میں پائے جانے والے مواد ورطوبات میں جسم کی حرارتِ عزیزیہ سے ہر وقت نت نئی تبدیلیاں رونما ہوتی رہتی ہیں ان تغیرات کے نتیجہ میں جسم کے تمام حصوں کو بدلِ ما یتحلل فراہم ہوتا ہے اور جسمانی حرارت و قوتیں بحال رہتی ہیں۔ اسی کو تغیر واستحالہ سے یاد کیا جاتا ہے۔ یہ تمام تغیرات نہ صرف کسی خاص حصۂ جسم میں رونما ہوتے ہیں بلکہ جسم کے تمام حصوں میں یکساں طور پر ہضم معدی ومعوی، ہضم کبدی، ہضم عروقی وعضوی کی صورت میں نمایاں ہوتے رہتے ہیں۔ اس پورے عمل میں کار آمد اشیا بدل ما یتحلل ہوتی ہیں اور جسم کے لیے ناکارہ چیز اعضاء نفض کے ذریعہ بدن سے خارج ہوتی رہتی ہیں۔ ہمارے خلیات وانسجہ کی تعمیر میں اسی استحالہ

کی کار فرمائی ہے اور موت درحقیقت اسی استحالہ کے فقدان کا نام ہے۔ اسی تغیر واستحالہ کے نتیجہ میں خلیات کا تغذیہ ان کا نمو نئے انسجہ کی پیدائش اور مردہ خلیات وانسجہ کا اخراج عمل میں آتا رہتا ہے۔ یہ تغیرات واستحالائی کیفیات جب تک طبعی طور پر برقرار رہتی ہیں جسم بھی ہر طرح طبعی رہتا ہے اور صحت قائم رہتی ہے اور جب ان استحالات وتغیرات میں کسی قسم کی کمی یا زیادتی ہوتی ہے تو اس سے جسم میں غیر طبعی کیفیات رونما ہونے لگتی ہیں۔ غرضیکہ صحت انھیں تغیرات واستحالات کے اعتدال کا نام ہے۔ ان کی تیزی جسم میں غیر طبعی حرارت کو بھڑکاتی ہے اور اس کی کمی سے غشی واضمحلال جیسی صورتیں پیدا ہوتی ہیں۔ بدنی استحالات وتغیرات میں کمی وزیادتی مختلف اسباب کی بنا پر ہوا کرتی ہے۔ مثلاً اسباب ستہ ضروریہ یعنی ہوا، ماکول ومشروب، حرکت وسکون بدنی، حرکت وسکون نفسانی، نیند وبیداری اور استفراغ واحتباس وغیرہ۔ انھیں اسباب میں ادویہ کو بھی دخل ہے۔ اس مقام پر دواؤں کے اثرات کا مطالعہ ہی مقصود ہے۔ چنانچہ دواؤں میں استحالات پر اثر انداز ہونے کی حیثیت میں تین قسم کی صلاحیت موجود ہے۔

۱۔ ایسی دوائیں جو بدنی تغیرات میں اضافہ کرتی ہیں۔
۲۔ ایسی دوائیں جو بدنی تغیرات واستحالات میں کمی پیدا کرتی ہیں۔
۳۔ ایسی دوائیں جو تغیرات واستحالات کو طبعی حالات پر برقرار رکھتی ہیں۔ تغیرات میں اضافہ وکمی مرضی صورتیں ہیں اور اپنی طبعی حالات پر برقرار رہنا صحت کی دلیل ہے۔

۱۔ بدنی استحالات کو بڑھانے والی دوائیں، ان دواؤں کو محرکات استحالہ، ادویۂ مسخنہ ادویۂ حارہ بھی کہا جاتا ہے۔ اس قسم کی دواؤں کے استعمال سے تمام بدن یا کسی حصۂ بدن میں حرارت کا عمل بڑھ جاتا ہے اور اس کے نتیجہ میں مختلف تبدیلیاں رونما ہوتی ہیں۔ محرکات استحالہ کی دو قسمیں ہیں۔ مقامی محرکات استحالہ، عمومی محرکات استحالہ۔

(۱) مقامی محرکات استحالہ: Local Stimulating Agent

ان دواؤں کے استعمال سے مقامی طور پر ہضم و جذب اور دفع کی تمام قوتیں بڑھ جاتی ہیں، دورانِ خون میں اضافہ ہوتا ہے۔ قوتِ جاذبہ و مغیرہ کا عمل تیز ہو جاتا ہے۔ نیز مقامی فضلات کے دفعیہ میں بھی اضافہ ہو جاتا ہے۔ چنانچہ جب کبھی کسی عضو یا کسی مقام کے تغذیہ میں اضافہ کی ضرورت ہو تو اس وقت ایسی ادویہ مسخنہ استعمال کی جاتی ہیں جو عروق کو پھیلا کر دورانِ خون میں تیزی پیدا کرتی ہیں۔ جن سے اجزائے غذائی خون کے ذریعہ زیادہ سے زیادہ اس مقام تک پہونچیں اور قوتِ جاذبہ و مغیرہ کے عمل سے تغذیہ کا مقصد پورا ہو، اور اس عمل کے نتیجہ میں جو فضلات ہوں ان کا دفعیہ ممکن ہو۔ ان مقاصد کے لحاظ سے ایسی دواؤں کے مختلف نام رکھے جاتے ہیں۔

۱۔ منبتاتِ شعر: Hair Growers بال اگانے والی۔

ان دواؤں سے مقامی طور پر دورانِ خون تیز ہو کر بالوں کی جڑوں کا تغذیہ بڑھ جاتا ہے اور گرے ہوئے بال اگنے لگتے ہیں۔ چنانچہ روغنِ بیضۂ مرغ، روغنِ گندم، روغن مالکنگنی اور دوسرے تمام محمرات اسی اصول پر بالوں کو اگانے میں مددگار ہوتے ہیں۔

۲۔ مسمناتِ بدن: بدن کو موٹا کرنے والی دوائیں۔

مقامی طور پر استحالہ اور تغیرات میں اضافہ ایسی دواؤں سے بھی ہوتا ہے جو مقامی طور پر عضوِ خاص میں دورانِ خون بڑھا کر اس عضو کے تغذیہ میں اضافہ کر دیتی ہیں۔ اس کے نتیجہ میں عضوِ خاص میں فربہی آجاتی ہے اور اس کی لاغری و کمزوری دور ہو جاتی ہے چنانچہ گرم روغنیات مثلاً روغن مالکنگنی، روغن بلساں اور دوسرے مخصوص طلاء وغیرہ سے عضوِ خاص کی لاغری، کمزوری اور کجی اس اصول پر دور کی جاتی ہے۔ لاذعات و محمرات اس مقصد کے لیے خصوصیت کے ساتھ استعمال کیے جاتے ہیں

۳۔ محللاتِ اورام: Resolvents ورموں کو تحلیل کرنے والی۔

ان دواؤں کے مقامی استعمال سے مقامی انسجہ میں تحریک پیدا ہو کر ورم اور فضلات

پیدا کرنے والے مواد تیزی کے ساتھ دفع یا فنا ہونے لگتے ہیں اور ان کی بنا پر ورم اور صلابتیں دور ہو جاتی ہیں ۔ مثلاً بابونہ ، ناخونہ ، کاسنی ، مکو ، تخم کتاں وغیرہ کا ضماد ۔

۴۔ مقامی مجلیات : مقامی داغ دھبوں کو دور کرنے والی ۔

Local Detergents

جلد پر مقامی طور پر داغ دھبے سیاہ و سفید مثلاً برص ، کلف ، نمش وغیرہ کی پیدائش مقامی تغذیہ کی کمی اور خرابی سے لاحق ہوتی ہے ۔ ادویۂ مجلیہ کے استعمال سے ان مقامات کا تغذیہ تیز و درست ہو جاتا ہے اور اس قسم کے داغ دھبے دور ہو جاتے ہیں ۔ جیسا کہ اطریلال ، عاقرقرحا ، پوست ترنج وغیرہ کے استعمال سے مقامی طور پر تغذیہ میں اضافہ ہو کر داغ دھبے ختم ہو جاتے ہیں ۔ اگرچہ یہ بھی ممکن ہے کہ اس قسم کی دوائیں ان داغ دھبوں کے موادِ فاسدہ پر اثر انداز ہو کر یہ کام انجام دیتی ہوں ۔

مندرجہ بالا تمام صورتوں میں مقامی استحالہ کے اضافہ کے لیے جن دواؤں کا استعمال کیا جاتا ہے ضروری ہے کہ موقع و محل کے لحاظ سے دواؤں کا انتخاب کیا جائے ۔ مثلاً بالوں کو اگانے کے لیے جن مقامی محرکِ استحالہ دواؤں کو استعمال کیا جاتا ہے ان میں حرارتِ لطیفہ کی ضرورت ہے نہ کہ شدید حرارت جو جلد میں معمولی تحریک کے بجائے ورم پیدا کر دے یا زخم و قرحہ ڈال دے ۔ اسی طرح عضو میں فربہی کے لیے بہت لطیف ادویہ کی ضرورت ہوگی ۔ رائی و لہسن جیسی تیز محمر دوائیں مناسب نہ ہوگی ۔

۲۔ عمومی محرکاتِ استحالہ : Generl Stimulating Agents

ایسی تمام اشیا جن سے بدن کا عمومی طور پر استحالہ بڑھ جائے اور میانہ روی کے ساتھ تمام بدن میں تغذیہ کا عمل تیز ہو کر قوت اور فربہی کا باعث ہو ۔ ہضم و جذب کا عمل درست ہو کر خونِ صالح پیدا ہو تو انھیں اشیا کو مقویاتِ عمومی (General Tonic) کہا جاتا ہے ۔ عام طور پر اس قسم کی تمام اشیا خواہ از قسم غذا ہوں یا دوا حرارت کی حا

ہوتی ہیں۔ اس لیئے ایسی چیزوں کو عمومی مسخنات G. Calorific بھی کہتے ہیں
اسی طرح جن دواؤں یا غذاؤں سے عمومی اعصاب و دماغ کی قوتوں میں اضافہ ہو
ان کو مقویاتِ اعصاب Nervine Tonic کہا جاتا ہے۔ مثلاً سنکھیا اور کچلہ وغیرہ کے
مرکبات۔ اسی طرح مقویاتِ قلب و جگر، مقویاتِ گردہ و مثانہ، مقویات رحم اور مقویاتِ دم، معدہ
امعاء وغیرہ کا شمار بھی ایسی ہی دواؤں میں ہے جن کے عمل کے باعث عام بدن کے
استحالات میں اضافہ ہو کر عمومی قوتیں حاصل ہوتی ہیں۔

مضعفاتِ استحالہ:۔

بدنی تغیرات و استحالہ کو کم اور ضعیف کرنے والی اشیاء عام طور پر برودت کی جانب مائل ہوتی ہیں۔ ان کو ادویۂ باردہ یا مبردہ کہا جاتا ہے۔ یہ ادویۂ محرکاتِ استحالہ کی مخالف عمل کرتی ہیں یعنی ان سے مقامی یا عمومی تغذیہ و تحریک میں کمی پیدا ہوتی ہے۔

(ا) مقامی مضعفاتِ استحالہ

Local Enervatic Agents

مقامی طور پر اس قسم کی دواؤں سے دورانِ خون سست ہو جاتا ہے۔ اس جگہ کا تغذیہ، ہضم و جذب کی صلاحیت کمزور ہو جاتی ہے۔ رگیں تنگ ہو کر اجزائے غذائی کی فراہمی میں کمی پیدا کر دیتی ہیں۔ حرارت کم ہو کر برودت بڑھ جاتی ہے۔ ایسی تمام دوائیں حابس و قابض ہوا کرتی ہیں۔

(ب) عمومی مضعفاتِ استحالہ General Enervating Agents

ان دواؤں کے استعمال سے عام بدن میں روح و خون کی آمد و رفت میں بڑی حد تک سستی پیدا ہوتی ہے اور خون و روح کا تغذیہ کم ہو کر عمومی ضعف لاحق ہوتا ہے۔

غیر طبعی اور غیر معمولی حرکات کو طبعی بنانے کے لیے اس قسم کی دواؤں کا استعمال دفعِ مرض میں ضروری ہوتا ہے۔ چنانچہ کزاز میں افیون جیسی سرد دوا کا استعمال یا عام بخاروں میں برودت اندرونی یا بیرونی کا استعمال۔

بدنی استحالات پر کمی یا بیشی کے اعتبار سے جن دواؤں کے اثرات نمایاں ہوتے ہیں مندرجہ بالا صورتوں کے علاوہ کچھ اور بھی صورتیں ہیں جن میں بدنی استحالہ میں کمی یا زیادتی رونما ہو کر عام بدن میں تغیرات رونما ہوتے ہیں۔ ان میں سے بعض ایسی دوائیں ہیں جو اپنی مخصوص خصوصیت کی بنا پر خون میں مختلف تبدیلیاں پیدا کرتی ہیں اور اس کی وجہ سے بہت سے امراض کے دفیعہ میں مدد ملتی ہے۔ جسم میں اعتدالی کیفیت پیدا ہوتی ہے۔ ایسی تمام دوائیں معدلات کہلاتی ہیں خواہ وہ خون میں پائے جانے والے فاسد مواد کو رفع کر کے خون کی گندگی و کثافت کو دور کریں جنکو مصفیاتِ دم کے عنوان سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ یا عام بدن سے رطوباتِ فاسدہ کو قابلِ اخراج بنانے کے لیے ان میں رقت و غلظت پیدا کریں جن کو منضجات کہا جاتا ہے یا بدن کے تغذیہ میں غیر معمولی حیرت انگیز اضافہ کر کے صحت و توانائی کا باعث ہو جائیں جیسا کہ اکسیرِ بدن اشیا جن میں کچلہ بھلانواں اور سنکھیا وغیرہ کو اہم حیثیت حاصل ہے۔ ان مخصوص استحالائی تغیرات پیدا کرنے والی مندرجہ بالا صورتوں کی تفصیل درجِ ذیل ہے۔

۱۔ مصفیاتِ دم :- Blood Purifier

یہ دوائیں خون میں پائے جانے والے فاسد مواد فضلات اور عفونی اشیا کو

براہِ بول و براز اور پسینہ خارج کر کے خون میں صفائی پیدا کرتی ہیں۔ ایسی دوائیں بہت زیادہ ہیں؛ مثلاً منڈی، چیرائتہ، شاہترہ، گلِ نیم، ہلیلہ سیاہ، عناب وغیرہ۔ لبسااوقات خون میں آتشکی مواد پیدا ہو جاتا ہے اس کو دور کرنے کے لیے پارے اور سنکھیا کے مرکبات کا استعمال کیا جاتا ہے۔

۲۔ منضجات :۔ فاسد مواد کو قابلِ اخراج بنانے والی دوائیں

Concoctive منضج کی جمع ہے۔ نضج کے معنیٰ پکانے کے ہیں۔ اصطلاحی طور پر اس کے معنی یہ ہیں کہ موادِ امراض کو قابلِ اخراج بنانے والی دوائیں۔ یعنی خلط کو معتدل القوام بنا کر قابلِ اخراج بنا دیں۔ ان دواؤں سے اخلاطِ بدن اور اعضا کی ساختوں میں اس قسم کی تبدیلیاں پیدا ہوتی ہیں جن سے مواد آسانی سے خارج ہونے کے لیے اور اعضا کی قوتِ دافعہ خارج کرنے کے لیے آمادہ ہو جاتی ہے۔ خلط کو قابلِ اخراج بنانے کی صورت یہ ہے کہ اگر خلط غلیظ ہے اور عروق و مجاری سے اخراج میں دقت ہے یا خلط لیسدار ہے اور اعضا و انسجہ میں چپکی ہوئی ہے تو ایسی دوائیں استعمال کی جائیں جو ان غلیظ رطوبات کو رقیق بنائیں جیسے شہد، سکنجبین، ماءالعسل، ماءالبزور وغیرہ۔ یا لیسدار مواد کو قطع کرنے والی قاطعِ مواد ادویہ مثلاً آلو بخارا، تمر ہندی اور نمک وغیرہ سے مواد کی تقطیع عمل میں آتی ہے اور غلیظ و لیسدار مواد قابلِ اخراج ہو جاتے ہیں۔ اسی طرح اگر مواد زیادہ رقیق ہوں کہ اعضا و انسجہ میں رقت کی وجہ سے جذب ہو جانے کا اندیشہ ہو تو ایسے وقت میں ان رقیق مواد کو غلیظ بنا کر خارج کرنے کی ضرورت پیش آتی ہے۔ اگر ان کو غلیظ نہ بنایا جائے تو وہ بجائے خارج ہونے کے اعضا کی ساختوں میں جذب ہو کر پیوست ہو جاتے ہیں اسی لیے موادِ امراض کو قابلِ اخراج بنانے کے لیے نہ صرف غلیظ کو رقیق بنانا ضروری ہے بلکہ رقیق کو غلیظ بنانا بھی اتنا ہی اہم ہے۔ اس لیے منضج کی

اصطلاحی تعبیر یہی ہے کہ وہ مواد میں ایسی تبدیلیاں پیدا کرے کہ مواد بآسانی خارج ہونے کے لیے آمادہ ہو سکیں۔ اسی لیے امراضِ مزمنہ میں مواد خارج کرنے کے لیے ادویۂ مسہلہ سے قبل ان مواد کو قابلِ اخراج بنانے کے لیے منضجات کا استعمال کرایا جاتا ہے۔ خواہ وہ منضجاتِ بلغم ہوں یا سوداوصفرا اور اس کے بعد مسہل دوائیں استعمال کی جاتی ہیں۔ امراضِ حادہ میں بھی مواد کے نضج کی ضرورت ہوتی ہے اور اس وقت بھی مسہل دواؤں سے قبل منضجات دی جاتی ہیں البتہ ایسی حاد حالت میں جن میں مواد مقدار کے اعتبار سے بہت زائد ہوں اور ان مواد میں ہیجانی کیفیت پیدا ہو کر ان کے کسی دوسرے عضو کی طرف منتقل ہو جانے کا اندیشہ ہو تو بغیر منضج کے مسہل دوا استعمال کر لینی چاہیے۔ نضجِ مواد کے سلسلے میں اطباء قدیم میں خاصہ اختلاف رہا ہے جس کو اصولِ علاج کی کتابوں میں مطالعہ کیا جاسکتا ہے۔

۳۔ اکسیرِ بدن :۔ Elixer

ایسی تمام مفرد و مرکب دوائیں جن کے استعمال سے اعضاے رئیسہ قلب، دماغ و جگر کے افعال میں غیر معمولی طریقہ پر بہتری پیدا ہو، اور ان اعضا کی سابقہ کمزوریاں دور ہو کر ایک نئی صحت مند کیفیت نمایاں ہو۔ ان تمام دواؤں کو اکسیرِ بدن کہا جاتا ہے۔ کچلہ اور سنکھیا کے بعض مرکبات اس سلسلے میں خاص اہمیت رکھتے ہیں۔ ایسی اکسیرِ بدن ادویہ کو مقویاتِ عامّہ سے کچھ زائد موثر دوائیں سمجھنا قرینِ قیاس ہے۔

تریاقاتِ سموم

- Antidotes

چوتھے درجے کی دواؤں کے ذیل میں ادویہ سمیہ اور سم مطلق کی وضاحت اور تشریح گزر چکی ہیں۔ تریاقی دوائیں بھی چونکہ بدنی استحالات و تغیرات میں کمی و بیشی کا سبب ہوتی ہیں اس لیے یہاں ذرا تفصیل کے ساتھ نہ صرف تریاق بلکہ سم مطلق اور دوائے سمی کی وضاحت کی جا رہی ہے۔

سمِ مُطلق: جس کو زہرِ خالص کہا جاتا ہے۔ شیخ اور اطبائے قدیم نے اس کی وضاحت اس طرح کی ہے کہ ایسی تمام اشیاء جو اپنی صورتِ نوعیہ سے اثر انداز ہو کر جسم میں اس قسم کے تغیرات رونما کرتی ہیں جن کی وجہ سے ہلاکت و فساد لاحق ہو۔ بہ الفاظِ دیگر زہر خالص اپنی مخصوص ہیئتِ ترکیبیہ کی ترتیب و تدوین کی بنا پر بدن کے انسجہ و خلیات میں توڑ پھوڑ اور فساد برپا کر کے ہلاکت کا باعث ہوتا ہے۔ ایسی تمام اشیاء کی کیفیات بالکل غیر واضح ہوا کرتی ہیں۔ ان کے اثرات میں کیفیاتِ چہارگانہ کا دخل نہیں ہوتا، نہ ان کی نوعیتِ عمل واضح ہوتی ہے۔ یونانی ادویہ مفردہ میں اس کی کوئی مثال نہیں ملتی البتہ ادویۂ جدیدہ میں **پوٹیشیم سائنائیڈ** Potassium Cyanide ایک ایسا سم قاتل ہے کہ جس کی طبعی خصوصیات کلی طور پر یقین کے درجہ میں نہیں معلوم ہو سکی ہیں اس کی معمولی مقدار بھی جب ہمارے انسجہ و خلیات سے ملتی ہے تو منٹوں سیکنڈوں میں ہلاکت تک پہونچا دیتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اب تک اس کا مزہ بھی معلوم نہیں کیا جا سکا اور نہ ہی اس کی کیفیات واضح ہو سکیں۔ چنانچہ نہ یہ کہا جا سکتا کہ یہ زہر انتہائی گرم ہے جیسا کہ سم الفار ہے اور نہ افیون کے مانند اس کی کیفیت انتہائی سرد معلوم کی جا سکی ہے۔ البتہ اس کی بنا پر ہلاکت

میں سرعت اس بات کی طرف اشارہ کرتی ہے کہ یہ انتہائی درجہ کا سم قاتل ہے۔ اس کی نوعیتِ عمل اب تک نامعلوم ہے اس لیے اس کے تریاق کا تعین بھی نہیں ہو سکا ہے۔ ممکن ہے کہ ریسرچ و تحقیق سے متعلق افراد اس کی کیفیات اور نوعیتِ عمل کو متعین کر سکیں۔ اس کے برخلاف ادویۂ سمیہ کی نوعیتِ اعمال ان کی کیفیت کی بنا پر علم میں آ چکی ہے۔ اس لیے ان کے تریاقات بھی متعین کیے جا سکتے ہیں۔

دوائے سمی کا تعارف یہ ہے کہ وہ تمام اشیا جو اپنی انتہائی درجہ کی سرد و گرم، کیفیات کی بنا پر انسجہ و خلیات میں توڑ پھوڑ اور فساد کی کیفیت طاری کر کے جلد یا بدیر ہلاکت کا سبب ہوں، جیسا کہ سم الفار، بچھناک، افیون، بزرالبنج دھتورہ، کچلہ، شوکران بھنگ، سانپ کا زہر، شنگرف، زنگار، توتیا و ہڑتال، ہیرا اور دار چکنہ وغیرہ سب کی سب ادویۂ سمیہ میں سے ہیں۔ یہ سب اپنی انتہائی سرد و گرم کیفیت کی بنا پر اعضاء انسجہ میں توڑ پھوڑ، کون و فساد پیدا کر کے ہلاکت کا موجب بن جاتی ہیں۔ زمانۂ حال میں سم جس کو کہا گیا ہے اور جس کی تعریف مختلف محققین نے ان الفاظ سے کی ہے۔

وہ مادہ جو زندہ اجسام میں داخل ہو کر انسجہ و خلیات کی زندگی ختم کرنے یا صحت کو نقصان پہونچانے کی صلاحیت رکھتا ہو۔

Poison - "Any substance which introduced into the living organism tends to destroy its life or impair its health"

اس تعریف میں سم مطلق و ادویۂ سمیہ دونوں داخل ہیں۔

تریاق : Antidote فادزہر

ایسی مخصوص اشیاء جو مخصوص سمی مواد سے مل کر باہم فعل و انفعال کے بعد سمی مواد کے عمل کو کمزور یا باطل کر دیں۔ یعنی وہ دوائیں جو زہروں کے اثرات کا ازالہ

وہ مادہ جو زہر یا اس کے اثرات کی تعدیل کرے یا زہر سے پیدا شدہ علامات کو کم یا ختم کر دیں، تریاق کہی جاتی ہیں۔

A substance that counter acts a poison.

حب الفار، حجر الیتیس، زہر مہرہ، جدوار ادویۂ مفردہ ہیں اور تریاق فاروق، تریاق اربعہ، تریاق ثمانیہ، تریاق افعی ادویۂ مرکبہ میں سے تریاق ہیں۔ تریاق کی نوعیت اعمال کے بارے میں مختلف صورتیں بیان کی جاتی ہیں، یعنی تریاق مواد خون میں پہونچ کر سمی مواد کی ترکیب و ترتیب کو بدل کر ان کی سمیت کو کمزور یا باطل کر دیتے ہیں۔ جیسا کہ شور مواد تیزابی مواد سے مل کر بے اثر ہو جاتے ہیں، یعنی اگر سمی مواد شور ہوں اور تریاقی مواد تیزابی ہوں تو ان کی صورت یہی ہوگی کہ تیزابیت، شوریت سے مل کر سمیت کو کمزور یا باطل کر دے گی اور زہر کو اپنا کام کرنے کا موقع نہیں مل سکے گا۔ اسی طرح جدوار کے اجزائے ترکیبیہ بچھناک کے اجزا سے مل کر بچھناک کی سمیت کو معتدل اور بے اثر بنا دیتے ہیں۔

دوسری صورت یہ ہے کہ کچھ تریاقی چیزیں براہ راست سمی مواد پر اثر انداز نہیں ہوتی ہیں بلکہ بالواسطہ زہریلے اثرات کو کم یا باطل کرتی ہیں جیسا کہ سم الفار کے کھانے والے کو گھی پلانا۔ گھی کے اجزا سم الفار کے اجزائے سمیہ کے لیے براہ راست تریاقیت نہیں رکھتے بلکہ گھی کی موجودگی میں سنکھیا کو انسجہ و خلیات تک جذب ہو کر پہونچنے کا موقع نہیں ملتا۔ پس گھی سم الفار کے لیے بالواسطہ تریاق ہے حالانکہ یہی گھی افیون کے انجذاب میں مددگار ہوتا ہے اور اس وقت یہ تریاق نہیں بلکہ سمیت میں اضافہ کا سبب ہوتا ہے۔

موادِ امراض پر دواؤں کے اثرات

تریاقات کے مانند دوسری دوائیں بھی مخصوص طور پر مخصوص موادِ امراض پر اثر انداز ہوتی ہیں، جیسا کہ گندھک جرب وحکّہ کے مواد کو ختم کرتی ہے۔ سنکونہ موسمی بخاروں کے مواد کے لیے دوائے شافی ہے۔ سورنجان وبوزیدان گٹھیا و وجع المفاصل میں سریع الاثر ہیں۔ یہ اور اس طرح کی تقریباً تمام ہی دوائیں مخصوص مواد پر اثر انداز ہوتی ہیں۔ اس لیے دواؤں کو نوعیتِ اعمال کے اعتبار سے مختلف زمروں میں تقسیم کر دیا گیا ہے۔ بعض دوائیں دافعِ عفونت ہیں جو عفونی موادِ امراض پر خصوصیت سے اثر رکھتی ہیں۔ پھر ان میں بھی مواد کے لحاظ سے مختلف صورتیں ہیں۔ چنانچہ بعض عفونتوں کا تعلق خلطِ بلغم سے ہے۔ بعض کا تعلق سودا وخون سے ہے۔ ایک ہی دافعِ عفونت دوا ہر قسم کی رطوبات کی عفونتوں میں کارگر نہیں ہے۔ یہاں بھی وہی اصول کارفرما ہے کہ دواؤں کی اجزائے ترکیبیہ کی ترتیب وتدوین مختلف امراض کے مواد کے خلاف اثر پذیر ہوتی ہے۔ چنانچہ وجع المفاصل نقرس گٹھیا وغیرہ کے موادِ امراض پر سورنجان، بوزیدان وغیرہ اپنی مخصوص ہیئتِ ترکیبیہ کی بنا پر سریع الاثر ہوتے ہیں۔ کاسنی ومکو، ورمِ جگر کے مواد کی تحلیل میں خصوصی اثر رکھتی ہیں۔ زمانۂ حال میں جراثیم واجسامِ خبیثہ کی کاشت کے طریقے نے اس اصول کو مزید منقح کر دیا ہے جہاں ایک ہی سلسلہ کی دواؤں میں سے کسی خاص موادِ امراض کے اجسامِ خبیثہ (جراثیم) پر کسی ایک دوا کی اثر پذیری واضح ہوجاتی ہے اور اس کی وجہ سے معالجہ میں آسانی پیدا ہوتی ہے۔ یونانی دواؤں کی ریسرچ وتحقیق میں بھی اگر کاشت کے اس طریقے کو اپنایا جائے اور کثیر الافعال دواؤں کے افعال وخوائص

موادِ امراض کی بنا پر کاشفت کے طریقے پر متعین کر لیے جائیں تو علم الادویہ میں دواؤں کے اثرات معلوم کرنے میں بڑی مدد حاصل ہو گی۔

مانعِ عفونت ادویہ Antiseptic drugs عفونت کو روکنے والی

عفونت اور سڑاند کو روکنے والی بھی تغیر و استحالہ کے ضمن میں داخل ہیں بقای اور عمومی طور پر استحالات میں ان کے ذریعہ کمی و بیشی رونما ہوتی ہے۔ مانعِ عفونت دوائیں حرارتِ عزیزیہ میں اضافہ کر کے حرارتِ عزیزیہ کے عمل کو روک دیتی ہیں جن کی وجہ سے تعفن وتخمیر کا فعل انجام نہیں پاتا ہے۔ یا یہ دوائیں رطوبات کو خشک کر دیتی ہیں۔ اُس کی وجہ سے بھی عفونتیں دور رہتی ہیں اس لیے کہ ہر قسم کے تعفن و تخمیر کے لیے حرارتِ عزیزیہ کے ساتھ ساتھ رطوباتِ عزیزیہ کی ضرورت ہے۔ پھر تمام مانعِ عفونت دوائیں جسمانی قوتوں میں اس قسم کا اضافہ و استحکام پیدا کرتی ہیں کہ جس کی وجہ سے عفونی مواد کو پھلنے پھولنے کا موقع نہیں ملتا ہے۔ اطبائے قدیم بھی اس لفظ اور اس کی تعبیر سے بے بہرہ نہیں تھے۔ مواد میں گلن سڑن اور ان میں تغیر و استحالہ ان کے علم میں بھی تھا۔ امراضِ عفونیہ کی ایک لمبی چوڑی فہرست ہے جس سے نہ صرف وہ بخوبی واقف تھے بلکہ ان عفونی امراض کے دفیعہ کے لیے مناسب دوائیں بھی جانتے تھے۔ معالجات کی قدیم کتابیں اس قسم کے امراض کے تذکرے سے بھرپور ہیں۔ اخلاط و رطوبات میں عفونت کی بنیاد پر اکثر و بیشتر امراض و بخارات کی اقسام کا ذکر ہے اور تعفن کے لیے سببِ قریب یعنی اجسامِ خبیثہ (جراثیم) کی سمیت کا عمل بھی قدیم معالجین کی نظروں سے اوجھل نہیں تھا۔ عقل و فہم اور مختلف تجربات کی روشنی میں جراثیم اور عفونت پیدا کرنے والے اجسام کی حقیقت سے بخوبی واقفیت تھی۔ بغداد میں سب سے پہلے طبی ہسپتال کے لیے مناسب مقام کی تلاش و جستجو کے سلسلے میں شہر کے مختلف مقامات پر گوشت کے لوتھڑوں کو لٹکا کر تعفن و تخمیر کے عمل کو

معلوم کر کے کم سے کم متعفن مقام کو متعین کیا گیا۔ اس زمانے میں ان غیر مرئی اسباب تعفن کو خرد بین کی مدد سے تفصیلی طور پر دیکھ لیا گیا ہے اور اس کے سیکڑوں طبقات متعین کر لیے گئے ہیں اور انہی غیر مرئی اشیائے خبیثہ کو متعفن امراض کا سبب قریبی قرار دیا گیا ہے۔ جہاں تک موادِ امراض میں تعفن و تخمیر کا تعلق ہے زمانۂ قدیم میں اس کے بارے میں کلی تحقیق نہیں تھی۔ چنانچہ خون یا دوسرے اخلاط میں تعفن سے جن امراض کا ظہور ہوتا تھا اس کے لیے مختلف دافعِ عفونت دواؤں کا رواج تھا انھیں میں سے خون کے فساد و تعفن میں معدلات و مصفیات دم کا استعمال کیا جاتا ہے۔

مقامی و عمومی تعفن کو روکنے کے لیے جن دواؤں کو استعمال کیا جاتا ہے ان کو مانعِ عفونت کہا جاتا ہے زخم و قرحہ، تپ مطبقہ و عفونت دم وغیرہ میں اس قسم کی دواؤں کا استعمال ہوتا ہے۔ مثلاً نیم، کافور، گندھک، چرائتہ، شاہترہ، عناب، دارچکنہ اور عشبہ وغیرہ۔ یہ اور اس قسم کی سیکڑوں دوائیں ہیں جو تعفن کو روکنے یا دفع کرنے کے لیے مقامی و عمومی طور پر استعمال کی جاتی ہیں۔

طفیلی کیڑوں پر دواؤں کی اثر اندازی

Action of drugs on parasites

ایسے کیڑے مکوڑے جو دوسرے حیوانات کے جسم پر رہ کر اپنی خوراک و غذا حاصل کرتے ہیں۔ یہ اندرونِ جسم بھی ہو سکتے ہیں۔ جیسے دیدان امعا ملیریا کے طفیلی کیڑے وغیرہ دیدانِ امعا کے سلسلے میں امعا پر دواؤں کے اثرات کے ذیل میں تفصیلی تذکرہ کیا جا چکا ہے۔ ملیریا کے لیے سنکونہ اور اس کے مرکبات مفید ہیں۔

نیز طفیلی کیڑے بیرونِ جسم بھی ہوتے ہیں مثلاً جوئیں، لیکھیں اور دوسرے چھوٹے چھوٹے حیوانات۔

چنانچہ لیکھوں اور جوؤں کو ہلاک کرنے کے لیے گندھک، پارہ، ڈی، ڈی، ٹی وغیرہ کا استعمال مفید ہے۔ جرب وحکہ کے لیے گندھک، روغنِ صندل، روغنِ بلسان وغیرہ مفید ہیں۔

جسمانی حرارت پر دواؤں کے اثرات

Action of drugs on body temprature

ہمارے جسم میں عناصر کے باہم فعل وانفعال کے نتیجہ میں جو حرارت پیدا ہوتی ہے وہ حرارتِ اصلیہ یا حرارتِ غریزیہ ہے جو عنصری حرارت بھی کہلاتی ہے۔ یہ حرارت عام طور پر تمام جسم میں یکساں درجۂ اعتدال پر قائم رہتی ہے اور اس حرارتِ اصلیہ کے سبب اندرونِ جسم تمام افعال طبعی طور پر انجام پذیر ہوتے رہتے ہیں۔ طبعی طور پر یہ حرارت تھرمامیٹر میں 98.6F ہوتی ہے۔ معمولی کمی وبیشی مقامات واوقات کی بناپر ہوسکتی ہے۔ مثلاً منہ کی حرارت F 98.6° اگر معاے مستقیم میں دیکھا جائے تو یہی حرارت ۰.۵ سے ۰.۷ تک بڑھی ہوئی ملتی ہے اور بغل میں اسی اعتبار سے کم ہوتی ہے۔ اسی طرح اوقات کی تبدیلی سے بھی معمولی فرق پڑتا ہے۔ مثلاً صبح کے وقت میں معمولی کمی اور دوپہر میں معمولی زیادتی ممکن ہے۔ اسی طرح رات کے اوقات میں بھی حرارت میں معمولی کمی پائی جاتی ہے۔ یہی حرارتِ معتدلہ ہے جس کو طبعی حرارت Normal temprature کہتے ہیں۔ لیکن جب یہی حرارت بچند وجوہ حدِ اعتدال سے بڑھ جائے تو حرارتِ غریبہ کہلاتی ہے اور اس کو غیر طبعی حرارت کہا جاتا ہے اسی کو بخار یا Fever سے تعبیر کرتے ہیں۔ بدنی حرارت روح اور اجزاے غذائی کی امداد اور استحالہ کی مدد سے ایک مخصوص نظم کے ساتھ پیدا ہوتی اور خرچ ہوتی رہتی ہے تو درجۂ اعتدال قائم رہتا ہے ورنہ

بے اعتدالیاں پیدا ہو جاتی ہیں۔ حرارت کے درجۂ اعتدال میں زیادتی و کمی دواؤں اور غذاؤں سے بھی ہوتی ہے اور مواد امراض کے سبب بھی حرارت میں کمی و زیادتی ہوا کرتی ہے چنانچہ رطوبات بن تعفن و ہیجان وغیرہ سے حرارتِ بدن بڑھ جاتی ہے اور رطوبات کے غیر طبعی اخراج کے نتیجہ میں یہ حرارت کم ہوتی رہتی ہے۔ حرارت بدن میں زیادتی و کمی جن دواؤں کے ذریعہ ظہور میں آتی ہے ان کو مسخنات و مبردات دو قسم کی دواؤں میں منقسم کر دیا گیا ہے۔

ادویۂ مسخنہ: ایسی تمام دوائیں جو بدنی حرارت کو مقامی یا عمومی طور پر درجۂ اعتدال سے بڑھا دیں۔ ان کو ادویۂ حارہ بھی کہا جاتا ہے۔ ان کی دو قسمیں ہیں۔

۱۔ خارجی دوائیں: مثلاً ظاہر جلد پر دواؤں کے استعمال سے حرارت میں اضافہ ہو جائے۔ مثلاً تمام محمرات، لذاعات، منفطات، اکالات، مقرحات، کادیات، محللات ضمادات اور طلا وغیرہ۔ ان دواؤں سے خارجی طور پر ظاہر جلد اعصاب میں تحریک و ہیجان پیدا ہو کر وہاں کی عروقِ شعریہ پھیل جاتی ہیں اور اس مقام پر دورانِ خون تیز ہو کر ایسی جگہ کا استحالہ بڑھ جاتا ہے اور اس سے حرارت کے تناسب میں اضافہ ہو جاتا ہے، چنانچہ رائی، لہسن، پیاز، جمالگوٹہ، روغنِ بلساں، روغنِ مالکنگنی، روغنِ لونگ وغیرہ سب اسی قسم کی دوائیں ہیں جن کے خارجی استعمال سے حرارت میں اضافہ ہوتا ہے۔

۲۔ ادویۂ داخلیہ: ایسی تمام دوائیں جو اندرونی طور پر حرارت میں اضافہ کرتی ہیں۔ ان کی دو صورتیں ہیں۔

۱۔ اندرونی طور پر استعمال ہونے والی دوائیں کسی خاص عضو یا احشا میں اثر پذیر ہو کر اس عضو کی حرارت کو بڑھا دیتی ہیں۔ مثلاً لاذعاتِ امعاء و معدہ جو معدہ اور امعا کی غشائے مخاطی میں خراش و ہیجان پیدا کر کے مقامی طور پر حرارت میں

اضافہ کرتی ہیں ۔ اسی طرح مسہلات ومدرات ادویۂ معدہ وامعا نیز گردوں وغیرہ کی غشائے مخاطی پر ہیجان پیدا کر کے وہاں دورانِ خون تیز کر کے حرارت میں اضافہ کرتی ہیں ـــــــ اگرچہ ان سے بدن میں حرارت کا اضافہ نہیں ہوتا ہے ۔

ب ۔ بعض ایسی دوائیں ہیں کہ جب ان کو اندرونی طور پر استعمال کیا جاتا تو ان سے تمام بدن کی حرارت میں اضافہ ہوتا ہے ۔ ایسی دواؤں کے استعمال سے عصبی ہیجان پیدا ہو کر تمام بدن میں حرارت کی تولید اور اس کے خرچ میں اعتدال قائم نہیں رہتا اور تغیر واستحالات کی رفتار غیر معمولی طور پر تیز ہو جاتی ہے ۔ مثلاً ادویۂ سمیہ، موادِ امراض میں تعفن کا عمل، علاوہ ازیں چائے، قہوہ اور کافی وغیرہ کے استعمال سے بھی اعصابی ہیجان واختلال پیدا ہوتا ہے ۔ اسی طرح لقاح وبیرورح بھی اس عمل میں اہم رول ادا کرتے ہیں ۔

دواؤں کے مانند غذائیں بھی تسخین وحرارتِ بدن میں مقامی وعمومی طور پر اضافہ کرتی ہیں ۔ اس لیے کہ ان اغذیۂ حارہ میں دوائی اجزائے حارہ بھی شامل ہوتے ہیں ۔

۲۔ ادویۂ مبردہ : یہ ایسی دوائیں ہیں جو مقامی یا عمومی طور پر جب استعمال کرائی جاتی ہیں تو جسمانی حرارت میں مقامی یا عمومی طور پر کمی پیدا کرتی ہیں ۔ ان کو ادویۂ باردہ (ٹھنڈی دوائیں) کہا جاتا ہے ۔ ادویۂ مسخنہ کی طرح ادویۂ مبردہ بھی بیرونی طور پر استعمال کی جاتی ہیں ۔ پھر ان ادویۂ باردہ میں بعض دوائیں بالفعل ٹھنڈی ہوتی ہیں ۔ مثلاً برف، ٹھنڈا پانی وغیرہ ۔ اور بعض بالفعل باردہ نہیں ہوتی ہیں بلکہ جب وہ اندرونِ یا بیرونِ بدن استعمال کی جاتی ہیں تو ان سے مختلف طریقوں پر سردی کا عمل ظہور پذیر ہوتا ہے اور جسمانی حرارت مقامی یا عمومی طور پر کم ہو جاتی ہے ۔ ایسی تمام دوائیں یا تو پسینہ لا کر جسمانی حرارت میں کمی پیدا کرتی ہیں مثلاً تمام معرقات اور پاشویہ وغیرہ ۔

بیرونِ جلد ایسی دواؤں کے استعمال سے بھی حرارت میں کمی آتی ہے۔ جو اڑنے والی ہوں۔ ان کے ہمراہ حرارتِ بدن بھی ضائع ہوتی ہے۔ اس لیے کہ جب یہ دوائیں بیرونِ جسم لگائی جاتی ہیں تو بہت جلد اڑنے لگتی ہیں اور ان کے ساتھ جسمانی حرارت بھی کچھ نہ کچھ اڑنے لگتی ہے۔ مثلاً سرکہ اور کافور کو ملا کر لگانا۔ یا یوکلپٹس آئل کا استعمال۔

اسی طرح بعض دوائیں مرکزِ اعصاب کو متاثر کرنے کے بعد تولیدِ حرارت کے عمل میں سستی پیدا کر کے جسمانی حرارت میں کمی پیدا کرتی ہیں۔ یہ دوائیں مضعفاتِ اشتعال ہیں۔

بعض دوائیں موادِ امراض اور اس کے تعفن کو فنا کر کے اضافۂ حرارت کے اصل سبب کو ختم کر کے حرارتِ جسمانی میں کمی کرتی ہیں مثلاً سنکھیا، کرنجوہ، افسنتین کاڈے نیم، انیس وغیرہ۔ ان سے حمیِ اجامیہ میں فائدہ ہوتا ہے۔

بڑھی ہوئی حرارت کو کم کرنے کی تدابیر:۔

بڑھی ہوئی جسمانی حرارت کو دور کرنے کی اندرونی یا بیرونی جو تدابیر کی جاسکتی ہیں وہ درج ذیل ہیں۔

تقلیل حرارت کے لیے دواؤں کی اثر پذیری

Anti Pyretics -

(۱) مبرداتِ خفیفہ (۲) مبرداتِ شدیدہ

مبرداتِ خفیفہ : Light Antipyretics

یہ دوائیں عام طور پر بخاروں میں استعمال کرائی جاتی ہیں ان کا مقصد حرارت کے درجات میں کمی کرنا نہیں ہوتا بلکہ مریض کو عوارضات سے تسکین دینا ہوتا ہے مثلاً

لعابِ اسپغول، لعابِ بہدانہ، آبِ لیمو، آبِ خیارین وغیرہ، اس مقصد کے لیے حقنۂ باردہ مثلاً ٹھنڈا پانی، آبِ تربوزہ، آبِ خیارین بہت مفید ہوتے ہیں۔

Strong Antipyretics

۲۔ مبرداتِ شدیدہ: (قوی مانعِ حرارت)

شدید حرارت کے موقع پر بخاروں کو بہت جلد اتارنے اور شدید حرارت کو یکبارگی کم کرنے کے لیے ایسی دوائیں استعمال کی جاتی ہیں۔ البتہ زہریلے اثرات کی وجہ سے ان کا استعمال بہت کم اور بہت احتیاط سے کیا جاتا ہے ان سے بسا اوقات ضعف ونقاہت اس درجہ بڑھ جاتی ہے کہ غشی تک نوبت پہونچ جاتی ہے۔ اس سلسلے میں سنکھیا کے مرکبات گندھک اور پارہ کرنجوہ وپھٹکری وغیرہ استعمال کی جاتی ہیں جدید دواؤں میں اکثر ایسی دوائیں ہیں جو استعمال کرتے ہی شدید پسینہ لاکر حرارت کو کم کردیتی ہیں مثلاً A. P. C اور سیلی سلک ایسڈ، سنکونہ اور کلوروکوئن وغیرہ ایسی دوائیں ہیں جن سے بخوبی فوری پسینہ آکر بخار یک لخت اتر جاتا ہے Crocin بھی پسینہ لانے میں بے مثال ہے۔

تقلیلِ حرارت کے لیے اندرونی مبرداتِ خفیفہ وشدیدہ کے علاوہ بیرونی طور پر بھی ایسی تدابیر ہیں جو حرارت میں کمی پیدا کرتی ہیں۔

برودتِ خارجی کا استعمال:۔

(۱) مریض کے کمرے کی ہوا کو مختلف طریقوں پر ٹھنڈا رکھنا۔ مثلاً کولر اور ایرکنڈیشنر کا استعمال، یا فرش پر ٹھنڈا پانی چھڑکنا، خس کی ٹٹیاں لگانا، برف کی سلیاں کمرے میں رکھنا، ان تمام تدابیر سے مریض کا بخار فوری طور پر کم نہ ہوگا ہاں اس کو تسکین

دراحت ملے گی۔

۲۔ بیرونی جسم پر پانی اور برف کا استعمال۔ مثلاً ٹھنڈے پانی سے غسل کرنا، یا پانی میں چادر بھگو کر اوڑھنا، برف کے پھائے اور ٹکڑے رکھنا، اسپنج کرنا۔ یا ٹھنڈے پانی کے ٹب میں مریض کو ڈال دینا۔ ان سے فوری طور پر حرارت گر جائے گی۔

۳۔ ٹھنڈے ضماد، طلا اور نطول سے بھی حرارت میں کمی آتی ہے۔ مثلاً آب لیمو، آب کاہو، آب خرفہ، گلاب صندل، کافور، سرکہ اور لعاب اسبغول وغیرہ کا سینہ و شکم پر طلا کریں۔ اگر مریض کو از خود پسینہ آرہا ہو تو تبرید کے ان طریقوں پر عمل نہ کیا جائے۔

اشکالِ ادویہ

Forms of the drugs

دواؤں کی مختلف شکلیں

اس عنوان کے تحت دواؤں کی مختلف شکلوں کا تذکرہ ہے جن کو معالج ضرورت ومصلحت کی بنیاد پر استعمال کراتا ہے۔ چنانچہ کسی دوا کو سفوف، کسی کو گولی اور لعوق کی صورت میں کسی کو معجون وجوارش کی شکل میں۔ اسی طرح دوا کو بعینہٖ استعمال کر کے، کبھی اس کا عصارہ لے کر تو کبھی شیرہ بنا کر اور کبھی لعاب نکال کر۔ ایسے ہی کبھی ضرورت داعی ہوتی ہے کہ دوا کو انتہائی سیال شکل میں استعمال کیا جائے اور کبھی صرف اس کا جوہر استعمال کرایا جاتا ہے۔ غرضیکہ ضرورت ومصالح کے اعتبار سے دواؤں کی بیسیوں شکلیں تیار کر لی جاتی ہیں۔ چنانچہ امراض معدہ وامعاء میں عام طور پر ایسی دوائیں استعمال کرائی جاتی ہیں جو معدہ وامعاء میں بدیر ٹھہر کر اپنے اثرات دھیرے دھیرے قائم کرتی رہتی ہیں اسی لئے دواؤں کے قوام میں اس کا لحاظ رکھا جاتا ہے کہ دوا قوام کے اعتبار سے سریع النفوذ نہ ہو کر جلد ہی معدہ وامعا سے عروق میں منجذب ہو جائے اور اس کو معدہ وامعا میں کام کرنے کا موقع نہ مل سکے۔ اس کے لیے عام طور پر جوارشات استعمال کرائی جاتی ہیں۔ جوارش قوام کے اعتبار سے نیم جامد اور اس کے اجزائے ترکیبیہ موٹے اور بڑے بڑے دردرے رکھے

جاتی ہیں۔ اگر اجزاے ترکیبیہ بہت باریک ہوں تو جلد ہی انجذاب کا عمل ہو کر معدہ وامعاسے یہ دوائیں خارج ہو جائیں گی۔ ادویہ جامدہ میں ٹھوس قرص وحبوب یا موٹے سفوف ہاضم استعمال کیے جاتے ہیں۔ اسی طرح امراضِ جگر وگردہ میں استعمال کرنے کے لیے ایسی دوائیں تیار کی جاتی ہیں جو اپنے قوام کے اعتبار سے نہ زیادہ سریع النفوذ ہوں اور نہ ہی بطی النفوذ۔ بلکہ ان کے مابین دواؤں کو استعمال کرایا جاتا ہے تاکہ نہ تو وہ بہت جلد نفوذ پذیر ہو کر جگر سے منجذب ہو کر خون میں شریک ہو جائیں اور نہ ہی بطی النفوذ ہوں کہ معدہ وامعا سے عروق ماساریقہ کے ذریعہ جگر تک پہونچنا مشکل ہو۔ ایسی صورت میں باریک سفوف سے تیار کردہ معجونات، شربت، عرقیات وسکنجبین وغیرہ استعمال کی جاتی ہیں۔ امراضِ قلب میں چونکہ دوائیں براہِ راست قلب تک کسی خاص منفذ کے ذریعہ نہیں پہونچتی ہیں بلکہ عروق سے جذب ہو کر خون میں شریک ہونے کے بعد قلب تک پہونچتی ہیں۔ اس لیے ایسی دوائیں قوام کے اعتبار سے نہایت لطیف اجزا پر مشتمل ہوتی ہیں اس لیے دواؤں کو بعینہٖ استعمال نہیں کیا جاتا بلکہ دواؤں کا عصارہ لے کر کسی BASE میں ملاکر خوب باریک، ایک جان بناکر بصورتِ خمیرہ استعمال کرایا جاتا ہے تاکہ دواؤں کے اجزاے لطیفہ موثرہ ہی قلب تک پہونچ سکیں اور ان کو قلب تک جلد پہونچنے میں کوئی دقت بھی نہ ہو۔ پھر چونکہ قلب نازک ترین عضو ہے معمولی جراحتیں بھی اس کے لیے سوہانِ کا سبب ہوتی ہیں اور بہت جلد قلب ان سے متاثر ہو جاتا ہے اس لیے تفریح وانبساط کے واسطے ایسی ہی لطیف القوام ولطیف الاجزا سریع النفوذ دواؤں کی زیادہ ضرورت ہے جو ان نازک مراحل میں جلد قلب تک پہونچ کر تفریح وانبساط کا سبب بن سکیں۔ اس کے برخلاف معدہ وامعا جگر وگردے اس قسم کے احساسات سے بری ہیں۔ اس لیے ان کے واسطے ایسی سریع التاثیر ادویہ کی چنداں ضرورت نہیں ہوتی۔ رہے امراضِ دماغیہ تو اس میں کچھ شبہ نہیں کہ دماغ جملہ احساسات کا

مرکز ہے۔ نازک ترین احساسات بھی اس کی گرفت سے باہر نہیں ہیں اس لیے قلب سے زیادہ اس کے لیے سریع التاثیر ادویہ کی ضرورت ہوتی ہے۔ ایسے وقت میں وہ تمام سریع النفوذ دوائیں جو اجزاے لطیفہ پر مشتمل ہیں جن سے دماغ کو سرور و انبساط حاصل ہوتا ہے استعمال کی جاتی ہیں حتی کہ کبھی کبھی اجزاے بخاریہ کی ضرورت پیش آتی ہے۔ چنانچہ بخور، دھونی، لخلخہ، شموم وغیرہ ایسی ہی بخاری ادویہ ہیں جو بہت جلد دماغ میں پہنچ کر اعصاب میں تاثر پیدا کرتی ہیں۔ البتہ چونکہ دماغ اپنی ساخت و مزاج کے اعتبار سے ایک ایسا عضو ہے کہ جو مواد امراض کو جلد قبول کرلیتا ہے اور فاسد مواد وہاں جمع ہوجاتے ہیں۔ اس لیے ان مواد سے دماغ کو پاک کرنے اور رطوبات کو صاف رکھنے کے لیے کچھ نیم سیال دوائیں جو زیادہ سریع النفوذ نہ ہوں استعمال کرائی جاتی ہیں۔ جیسے اطریفل وغیرہ۔ دماغی تنقیہ کے لیے اطریفلات کو یدِ طولیٰ حاصل ہے۔ انھیں تمام مصلحتوں کے پیشِ نظر دواؤں کو قوام کے اعتبار سے تین بڑے بڑے گروہوں میں تقسیم کر دیا جاتا ہے۔

۱۔ جامد Solid ۲۔ سیال Liquid

۳۔ بخاری Gas

چنانچہ بعض دوائیں از قسم جامدات ہیں جیسے حبوب، اقراص، اشیاف، سفوف، حمول، کشتہ، سنون، کحل، کاجل، ذرور، مربہ و گلقند وغیرہ۔

بعض دوائیں قوام کے اعتبار سے رقیق القوام ہیں جن کو ادویۂ سیالہ کہا جاتا ہے۔ مثلاً ماء العسل، ماء الجبن، ماء الشعیر، ماء اللحم، عصارات، عرقیات، اشربہ وغیرہ۔

البتہ بعض دوائیں جامد اور سیال کے بین بین بھی ہیں جن کو نیم جامد یا نیم سیال Semi Liquid کہا جاتا ہے۔

تیسری قسم میں ادویۂ بخاریہ ہیں مثلاً بخور، انکباب، شموم، لخلخہ وغیرہ۔

ذیل میں ان تمام اقسام کے تحت پائے جانے والی صورتوں کا تذکرہ بہ تفصیل درج

۴۔ ادویۂ جامدہ : ٹھوس دوائیں Solid Drugs

ٹھوس یا اس کے قریبی قوام کی ادویہ مختلف اور کثیر شکلوں میں ملتی ہیں۔ ان میں سے بعض اہم ادویہ کا تذکرہ کیا جاتا ہے

۱۔ حب : گولی۔ Pills

حب دانے اور تخم کو بھی کہتے ہیں۔ یہاں اصطلاحی طور پر ایسی منجمد دوا جو مصنوعی طور پر گول شکل میں بنالی جائے۔ اجزائے ترکیبیہ کے اعتبار سے خواہ صرف ایک ہی دوا ہو یا مختلف ادویہ سے مرکب ہو۔ یہ حبوب اپنے حجم کے اعتبار سے مختلف ہوتی ہیں، بعض رائی کے برابر، بعض مسور کے دانے کے برابر، بعض چنے کے برابر، بعض مٹر اور چھوٹے جنگلی بیر کے برابر ہوتی ہیں۔ اس سے بھی بڑی بعض گولیاں بنائی جاتی ہیں جو اپنے قطر کے اعتبار سے ایک سینٹی میٹر یا اس سے زائد ہو سکتی ہیں؛ ان کو بندقہ کہا جاتا ہے اس کی جمع بنادق ہے یہ عام طور پر ریٹھ کے برابر ہوتی ہیں۔

۲۔ قرص : ٹکیاں۔ Tablet

یہ چپٹی ٹکیاں ہوتی ہیں جو آج کل مشینوں سے بنائی جاتی ہیں۔ گولی کی نسبت قرص کو منہ میں رکھ کر چوسنا آسان ہوتا ہے۔ حب اور گولی میں محض شکل کا فرق ہے ورنہ ان کے اغراض تقریباً یکساں ہیں جو درج ذیل ہیں۔

۱۔ خوراک کے تعین میں آسانی ہوتی ہے۔

۲۔ دوا کی بدمزگی سے قوتِ ذائقہ بہت کم متاثر ہوتی ہے۔ حتیٰ کہ بعض گولیاں پر شکر چڑھا کر استعمال کر لیا جاتا ہے اور بسا اوقات ان کو کیپسول میں رکھ کر استعمال

کیا جاتا ہے۔

۳۔ گولی یا قرص کو بغیر چبائے حلق سے اتارنا آسان ہوتا ہے۔

۳۔ شیاف، بتی - Suppository

شیاف شافہ کی جمع ہے۔ بیرونی استعمال کے لیے بعض دوائیں بتی کی شکل میں مخروطی تیار کی جاتی ہیں پھر ان کو گھس کر استعمال کیا جاتا ہے۔ شیاف کے مواقعِ استعمال مختلف ہیں۔

ا۔ آنکھ میں شیافِ ابیض، شیافِ احمر اور شیافِ شب یمانی۔

ب۔ زخم و ناسور میں رکھنے کے لیے بھی شیاف تیار کیے جاتے ہیں۔ جن کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ دوا آہستہ آہستہ جذب ہو کر اپنا عمل کرتی رہے۔ یہ شیاف جو کے برابر یا اس سے بڑے بنائے جاتے ہیں۔

ج۔ مقعد میں اجابت لانے کے لیے جو بتیاں بنا کر رکھی جاتی ہیں جیسا کہ بچوں میں عام طور پر گلیسرین سے تیار شدہ بتیاں رکھ کر اجابت لائی جاتی ہے۔ یہ بھی شیاف ہی کہلاتے ہیں۔

مندرجہ بالا تمام بتیاں خالص ادویہ سے تیار کی جاتی ہیں، البتہ بعض ایسی بھی بتیاں ہیں جو کپڑے یا روئی کی بنا کر اور ان پر دوا چھڑک کر مختلف مقامات پر رکھی جاتی ہیں ایسی بتیوں کو شیاف نہیں بلکہ حمول و فرزجہ کے نام سے یاد کرتے ہیں۔

۴۔ حمول: Pessary

کپڑے یا روئی کی بتی بنا کر یا پوٹلی بنا کر دوا چھڑک کر مقعد اور فرج میں داخل کی جائے۔ اس کو حمول کہتے ہیں۔

۵۔ فرزجہ: Vaginal Suppository OR Pessary OR Tampon

وہ مخصوص دوا کی بتی جو اندامِ نہانی میں بطریقِ حمول یا پوٹلی بنا کر رکھی جائے

یہ فرزجہ عنق رحم تک داخل ہو سکتا ہے ۔

۶۔ **فتیلہ :** Bougie

کپڑے یا روئی کی بتیاں غلیظ یا رقیق سیال دوا میں تر کر کے بدن کے طبعی یا غیر طبعی منافذ مثلاً ناک، کان، فرج یا زخم کے ناسور و سوراخ میں داخل کی جائے ۔ یہ لفظ عام ہے فرق اس قدر ہے کہ اس میں سیال ادویہ لگائی جاتی ہیں ۔

۷۔ **کمبوس :**

دوا کی رطوبت کو دیر تک کسی مقام مرض پر قائم رکھنے کے لیے تر یا خشک دواؤں کو پیس کر بڑی یا چھوٹی ٹکیہ بنا کر مقام مرض پر رکھ کر تازہ پتہ رکھ کر باندھ دیتے ہیں اس کو کمبوس کہتے ہیں   بسا اوقات ماش کی موٹی روٹی پکا کر جسے ایک طرف سے کچا رکھا گیا ہو، اس کچی سطح پر کوئی دوا لگا کر گرم گرم مقام مرض پر باندھ دیتے ہیں گاہے مرغ یا کبوتر ذبح کر کے اس کی آلائش شکم نکال کر گرم گرم سر یا کسی دوسرے مقام پر تکمید کے لیے باندھ دیتے ہیں ۔ اس کو بھی کمبوس کہا جاتا ہے ۔

۸ **سفوف :** Powder

خشک پسی ہوئی دوا کا نام پاوڈر یا سفوف ہے ۔ خواہ ایک دوا سے تیار کیا جاتے یا متعدد دواؤں کو کوٹ چھان کر تیار کر لیا گیا ہو ۔ بقراط کے زمانہ سے اس کا استعمال جاری ہے ۔ اندرونی استعمال کے لیے اس کو سفوف ہی کہا جاتا ہے ۔ مثلاً سفوف ہاضم جس میں ہضم کو درست رکھنے اور رطوبات ہاضمہ میں اضافہ کرنے والی دوائیں شامل ہیں یا سفوف حملکی : بچوں کے دستوں کو روکنے اور ہضم کو درست رکھنے کے لیے سفوف جب بیرونی طور پر استعمال میں لایا جاتا ہے تو اس کو مختلف عنوانات دیے جاتے ہیں ۔

۱۔ **سنون ، منجن ۔** Tooth Powder

وہ خشک پسی ہوئی دوا جو خصوصیت سے دانتوں پر ملی جائے ۔ جیسے پائیریا کو

دور کرنے کے لیے سنون پائیریا اور سنون مجلی دانتوں کی صفائی کے لیے۔

ب۔ **مضوغ:** چبائی جانے والی Mastcatory

ایسا سفوف جو دانتوں کے درمیان رکھ کر چبایا جائے جس کی وجہ سے غدد تحت اللسان کی رطوبات زیادہ سے زیادہ خارج ہوں۔ یا دانتوں اور مسوڑھوں کے درد و تکلیف میں مسکن دواؤں کو چبانا۔ جیسے عاقرقرحا وغیرہ کا سفوف۔

ج۔ **برود اور کحل:۔** Eye Dusting Powder

برود ٹھنڈے کو کہتے ہیں یہ ایسا باریک پاؤڈر ہے جو آنکھوں میں ٹھنڈک پیدا کرتا ہے۔ اس میں دوسری دواؤں کے ساتھ ست پودینہ شامل کیا جاتا ہے۔ کحل ہر قسم کا سرمہ جو باریک سفوف کی شکل میں سلائی سے آنکھوں میں لگایا جائے بسا اوقات صاف پتھر پر گھس کر آنکھ میں دوا لگانے کو بھی کحل کہا جاتا ہے جیسے کحل چکنہ۔

د۔ **ذرور** : چھڑکنے والی دوا۔ Dusting Powder

پسی ہوئی خشک مانند سفوف دوا جو دانوں یا زخموں پر چھڑکی جائے۔ مثلاً ذرور قلاع۔ منہ کے دانوں پر چھڑکی جانے والی دوا۔

ہ۔ **نفوخ:۔** Insufelation

باریک پسا ہوا سفوف جس کو نلکی یا کسی دوسری چیز کے ذریعہ ناک یا حلق یا کسی دوسرے سوراخ میں پھونکا جائے۔

عطوس: چھینک لانے والی۔ Irrhine

باریک سفوف جس کو سونگھنے سے چھینک آنے لگے۔ یہ سیال اور ٹھوس بھی ہو سکتی ہے۔
نکچھکنی کا سفوف۔

ز۔ غازہ: ۔ Face Powder

باریک خوشبودار سفوف جو چہرے کے نکھار کے لیے لگایا جاتا ہے۔

ح۔ غالیہ۔ Perfumed Powder

اس کو ارگجہ بھی کہتے ہیں۔ ایسا خوشبودار مرکب سفوف جو بدن پر ملا جائے اور سونگھا جاتے۔

۹۔ ابٹنہ: ۔

بعض دوائیں بطور لبدی جسم کا میل چھڑانے کے لیے استعمال کی جاتی ہیں۔ ان سے جسم میں خوشبو بھی حاصل ہوتی ہے۔

۱۰۔ نورہ: بالوں کو مونڈنے والی۔ Hair Remover

اس دوا کو اگر بالوں کی جڑوں پر لگایا جائے تو کمزور ہوکر گر جاتے ہیں۔ یہ سیال وڈر اور پیسٹ کی شکل میں بنتی ہے۔ چونہ بطور جزِ اعظم شریک ہوتا ہے۔

۱۱۔ مربّہ: پروردہ۔ Preserver

مختلف پھلوں کو گلنے سڑنے سے بچانے اور تادیر ان سے فوائد حاصل کرنے کے لیے

شہد یا شکر کے قوام میں رکھ چھوڑتے ہیں۔ اس سے ایک غرض یہ بھی ہوتی ہے کہ بعض دواؤں کی بدمزگی بھی کم ہو جاتی ہے۔ جیسے ہلیلہ جات کے مربے اور ادرک وغیرہ کا مربہ۔

۱۲۔ گلقند، گل شکر، جلنجبین یا گل انگبین۔

ایک ہی دوا کی شکل ہے۔ یہ بھی درحقیقت مربے کی شکل ہے۔ فرق یہ ہے کہ اس دوا میں شہد یا شکر کے ساتھ پھول شریک کیے جاتے ہیں خواہ گلاب کے ہوں یا بوٹی یا اور کوئی شہد یا شکر میں پھولوں کو خوب مس کر دھوپ میں رکھ دیا جائے۔ کچھ دن بعد وہ یک جا ہو جاتے ہیں۔ اس کو گل قند، گل شکر وغیرہ کہتے ہیں۔ اگر شہد میں بنائیں تو گل قند عسلی اگر سورج میں رکھیں تو آفتابی اور چاند کی روشنی میں ماہتابی کہلاتا ہے۔

۱۳۔ رُبّ خلاصہ extract

کسی دوا یا میوہ جات کا رس یا عصارہ نکال کر اس کو خشک کر کے جما لیا جائے۔ مثلاً رب السوس یا رب بہی، رب انار، رسوت ایلوا وغیرہ۔

۱۴۔ حلوہ: مٹھائی۔ - Swees

حلوہ ٹھوس اور نیم سیال دونوں قسم کا ہوتا ہے۔ شکر کے قوام کو زیادہ پختہ کر کے، میدہ، سوجی آٹا، چاول وغیرہ ڈال کر سخت کر کے جما لیا جاتا ہے۔ پھر اس کو چوکور یا معین شکل کے ٹکڑے کر کے رکھ لیے جاتے ہیں۔ دوسری قسم نیم سیال جیسے گاجر کا حلوہ، انڈے اور بادام وغیرہ کا حلوہ پھر یہ حلوے دو قسم کے ہوتے ہیں سادہ غذائی حلوہ، اور دوائی حلوہ۔

دوائی حلووں میں عام طور پر سوجی، میدے اور انڈوں کے ساتھ کچھ مفید موقع دوائیں بھی شریک کی جاتی ہیں مثلاً حلوہ ثعلب، گھیکوار وغیرہ۔

شہد یا شکر کے قوام میں رکھ چھوڑتے ہیں۔ اس سے ایک غرض یہ بھی ہوتی ہے کہ بعض پھلوں کی بدمزگی بھی کم ہو جاتی ہے۔ جیسے ہلیلہ جات کے مربے اور ادرک وغیرہ کا مر

۱۲۔ گلقند، گل شکر، جلنجبین یا گل انگبین۔

ایک ہی دوا کی شکل ہے۔ یہ بھی درحقیقت مربی کی شکل ہے۔ فرق یہ ہے کہ اس دوا میں شہد یا شکر کے ساتھ پھول شریک کیے جاتے ہیں خواہ گلاب کے ہوں یا سیوطی یا اور کوئی شہد یا شکر میں پھولوں کو خوب مل کر دھوپ میں رکھ دیا جائے۔ کچھ دن بعد وہ یک جا ہو جاتے ہیں۔ اس کو گل قند، گل شکر وغیرہ کہتے ہیں۔ اگر شہد میں بنائیں تو گل قند عسلی اگر سورج میں رکھیں تو آفتابی اور چاند کی روشنی میں ماہتابی کہلاتا ہے۔

۱۳۔ رُبّ خلاصہ Extract

کسی دوا یا میوہ جات کا رس یا عصارہ نکال کر اس کو خشک کر کے جمالیا جائے۔ مثلاً رب السوس یا رب بہی، رب انار، رسوت ایلوا وغیرہ۔

۱۴۔ حلوہ: مٹھائی۔ - Swees

حلوہ ٹھوس اور نیم سیال دونوں قسم کا ہوتا ہے شکر کے قوام کو زیادہ پختہ کر کے میدہ، سوجی آٹا، چاول وغیرہ ڈال کر سخت کر کے جمالیا جاتا ہے۔ پھر اس کو چوکور یا معین شکل کے ٹکڑے کر کے رکھ لیے جاتے ہیں۔ دوسری قسم نیم سیال جیسے گاجر کا حلوہ، انڈے اور بادام وغیرہ کا حلوہ

پھر یہ حلوے دو قسم کے ہوتے ہیں، سادہ غذائی حلوہ، اور دوائی حلوہ۔

دوائی حلووں میں عام طور پر سوجی، میدے اور انڈوں کے ساتھ کچھ مفید موقع دوائیں بھی شریک کی جاتی ہیں مثلاً حلوہ ثعلب، اگھیکوار وغیرہ۔

نیم منجمد یا نیم سیال ادویہ

Semiliquid drugs

اس عنوان کے تحت سیّال اور منجمد دونوں کے درمیان کی قوامی دوائیں شامل ہیں جو نہ پورے طور پر سیّال ہیں اور نہ ٹھوس، بلکہ درمیانی صورت رکھتی ہیں یعنی غلیظ و گاڑھی دوائیں۔ ان میں بعض جامد کے قریب ہیں اور بعض سیال کے قریب۔

۱۔ معجون۔ مرشتہ Confection

لفظ عجن سے مشتق ہے۔ اس کے معنیٰ ملانے اور گوندھنے کے ہیں، شہد یا شکر کے قوام میں ادویہ سفوف کردہ اچھی طرح ملائی جاتی ہیں۔ ان کو معجون کہا جاتا ہے۔ جزِ اعظم کے اعتبار سے بطورِ اضافت و نسبت دواؤں کے نام سے موسوم ہیں۔ مثلاً معجون آردِ خرما، معجون ازراقی، معجون فلاسفہ، معجون کندر۔ یا کسی اصل منفعت یا مرض کے ساتھ اس کو نسبت دی جاتی ہے۔ مثلاً معجونِ کبد، معجونِ جاوذانی جس کو معجونِ عمر دراز بھی کہتے ہیں اور یہ خبث الحدید سے تیار ہوتی ہے۔ اسی طرح معجونِ ملیّن، معجونِ مفرح وغیرہ۔ بسا اوقات اس مرکب کے موجد کی طرف منسوب کر دیتے ہیں۔ مثلاً معجون شیخ الرئیس، معجون جالینوس وغیرہ۔

یہ بھی ذہن نشین رہے کہ معجون ایک عام لفظ ہے جو ہر اس مرکب پر بولا جا سکتا ہے جس کو شہد یا شکر کی بنیاد پر ملالیا جائے۔ ملائی جانے والی ادویہ کے سفوف، اس کے قوام اور بنانے کی ترکیب کے لحاظ سے معجون کو مختلف ناموں سے پکارا جاتا ہے۔ چنانچہ اطریفل، جوارش، انوشدارو، دواء المسک، مفرح لبوب، یاقوتی، برشعثا، زرعونی وغیرہ سب کی سب معجون ہی ہیں۔ اجزاے ترکیبیہ کی ساخت، مواقعِ استعمال اور دوسری خصوصیات کی

بنا پر ان سب کو الگ الگ ناموں سے یاد کیا جاتا ہے۔ مصریوں کی اولاً ایجاد ہے۔ حکیم مرس مصری معجون کا موجد کہلاتا ہے۔

۲۔ اطریفل :۔

یہ یونانی لفظ "طریفال" سے معرب ہے۔ ہلیلہ زرد، ہلیلہ کابلی و آملہ اس کے اہم مشترک جز ہیں۔ حکیم اندر ماخس اس کا موجد ہے۔ عام اطباے ہند اس کو اہل ہند کی ایجاد سمجھتے ہیں۔ اور اس کو تری پھل سے معرب بناتے ہیں۔ لیکن داؤد انطاکی نے اپنے تذکرے میں اس کو یونانی مرکب قرار دیا ہے۔ اشکال کے اعتبار سے مختلف ناموں سے موسوم ہے۔ اطریفل اسطوخودوس، اطریفل کشنیزی، اطریفل زمانی وغیرہ وغیرہ

۳۔ انوشدارو :۔

یہ بھی معجون کی قسم کی مرکب دوا ہے۔ اس میں آملہ جزِ اعظم ہے۔ انوشدارو فارسی لفظ ہے۔ جس کے معنیٰ دوائے ہاضم کے ہیں۔ اس کو عطیۂ الٰہی اور پنج نوش بھی کہا جاتا ہے۔ اس لیے کہ یہ پانچ دواؤں سے مل کر بنی ہے۔ ترپھلہ، خبث الحدید اور شہد یہ ہندی ترکیب ہے۔ عرب اطباء میں کندی نے اس کا تذکرہ کیا، تو عرب اس کو معجونِ کندی کہنے لگے۔

۴۔ جوارش :۔

خوش مزہ نیم منجمد دوائے مرکب ہے۔ معجون کی ایک قسم ہے۔ آلاتِ ہاضمہ کی اصلاح کے لیے استعمال کی جاتی ہے۔ اس کا قوام معجون کے مقابلے میں کچھ زیادہ رقیق و ڈھیلا ڈھالا ہوتا ہے۔ لفظ جوارش گوارش سے معرب ہے جس کے معنی

دوائے ہاضم کے ہیں۔ جوارش کی دوسری خصوصیت یہ ہے کہ وہ زیادہ دیر تک معدہ و امعا میں پڑے رہ کر دھیرے دھیرے اثر کرتی رہتی ہے۔ اس لیے اس کا سفوف اور اس کے اجزاء موٹے موٹے اور دردرے ہوتے ہیں۔ تاکہ ان کا انجذاب جلد نہ ہو سکے۔

۵۔ دواء المسک :۔

قیمتی لذیذ اور خوشبودار دواؤں سے تیار کردہ معجون ہے اس میں مشک اہم جز ہے۔ اس لیے اس کو دواء المسک کہا جاتا ہے۔ مفرحِ قلب و مقوی قلب و دماغ ہے۔

۶۔ مفرح :

یہ بھی دواء المسک کے مانند ایک معجون ہے۔ اس میں بھی فرحت بخش اجزا زیادہ ہوتے ہیں۔ اگر اس میں اجزائے حارہ زیادہ ہوں تو مفرحِ حار اور اگر ادویۂ باردہ کی وجہ سے اس کے مزاج میں برودت کا میلان ہو تو مفرحِ بارد اور اگر دونوں کے مابین ہو تو مفرحِ معتدل کہا جاتا ہے۔ اس کے علاوہ مفرح شیخ الرئیس مفرحِ اعظم، مفرحِ یاقوتی بھی ہیں۔

۷۔ لبوب :۔ Pulp

لب مغز کو کہتے ہیں کیوں کہ اس معجون میں دوسری مقوی ادویہ کے علاوہ خشک میووں کے مغزیات ڈالے جاتے ہیں۔ اس لیے اس معجون کا نام ہی لبوب کر دیا گیا۔ عام طور پر قوتِ باہ کو قوی و مضبوط بنانے کے لیے لبوب استعمال کیے جاتے ہیں۔ مثلاً لبوبِ کبیر، لبوبِ صغیر، لبوب بارد، یہ متاخرین کی ایجاد ہے۔

۸ - یاقوتی :

اس معجون میں یاقوت بطور اصل دوا کے شریک ہے۔ قلب و دماغ اور اعضائے رئیسہ کو قوت پہنچاتی ہے۔ خفقان کو دور کرتی ہے۔ مثلاً یاقوتی سادہ یاقوتی حار و بارد، یاقوتی معتدل وغیرہ۔

۹ - برشعشا : - افیون سے تیار شدہ مشہور قدیم مرکب ہے۔ بقول انطاکی اسکو جالینوس نے ترتیب دیا تھا یہ سریانی لفظ ہے جس کے معنی برء الساعہ کے ہیں یعنی فوری شفا دینے والی۔ یہ معجون برش بھی کہلاتی ہے۔ درد دل وغیرہ میں وجع المفاصل نقرس میں بہت مفید ہے۔ دوسرے امراض دماغی وسوداوی میں بھی نفع انگیز ہے۔

۱۰ - زرعونی :- زرع کے معنی تخم کے ہیں۔ یہ معجون زیادہ تر تخمیات پر مشتمل ہے۔ اس لیے اسکو جوارش زرعونی کہا گیا۔ بعض لوگ زرعون بھی کہتے ہیں۔ جس کے معنی سونے کے رنگ کے مشابہ۔ اس کا رنگ بھی اسی طرح کا ہوتا ہے۔ گردہ ومثانہ اور درد کمر کے لیے بہترین دوا ہے۔ جوارش زرعونی سادہ، جوارش زرعونی عنبری دو خاص مرکب ہیں۔

۱۱ - خمیرہ :- Fermented Confection

معجون کی ایک خاص شکل ہے جس میں اولاً کم و بیش ادویہ جوش دے کر صاف کر کے پھر اس میں شہد یا شکر کا قوام کر کے اس کو اس قدر گھوٹا جاتا ہے کہ وہ سفید رنگ ہو جاتا ہے بعد میں اس میں خوشبودار اور خوش رنگ دوائیں مثلاً زعفران، مشک و عنبر، مروارید اور دوسرے بہترین مجربات شامل کر کے اس کو مقوی و مفرح و مسکن قلب بنایا جاتا ہے۔ جوارش جس طرح امراض معدہ

کے لیے مستعمل ہے۔ اسی طرح خمیرہ جات کا خاص تعلق قلب سے ہے اور چونکہ قلب تک دوائیں بلا واسطہ نہیں پہونچتی ہیں۔ اس لیے ادویۂ قلبیہ کو سریع النفوذ بنانے کے لیے ان کو بطور عصارہ تیار کرکے اور دوسری بعینہٖ شامل کرنے والی دواؤں کو خوب اچھی طرح باریک کرکے شامل کیا جاتا ہے تاکہ جلد معدہ و امعا سے گزر کر خون میں شریک ہونے کے بعد قلب تک پہونچ سکیں۔ اہم اجزا کے اعتبار سے ان کے نام مختلف ہیں۔ مثلاً خمیرۂ آبریشم، خمیرۂ مروارید، خمیرۂ گاؤزبان وغیرہ کہا جاتا ہے کہ خمیرہ مغلیہ دورِ حکومت میں اطبائے ہند نے ایجاد کیا تھا۔ عربوں اور یونانیوں میں اس کا تذکرہ نہیں تھا۔ اس کو خمیرہ کہنے کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ اس میں کچھ دن بعد خمیر اٹھنے لگتا ہے۔

۱۲۔ لعوق: چٹنی۔ Linctus Stachary Lach

ایک قوامی دوا ہے۔ اس کا قوام شربت سے گاڑھا اور معجون سے پتلا ہوتا ہے۔ آلاتِ تنفس کی اصلاح کے لیے تیار کیا جاتا ہے۔ لعوق عربی میں چاٹنے کو کہتے ہیں۔ چونکہ یہ مرکب چٹنی کے مانند تھوڑا تھوڑا چاٹا جاتا ہے۔ اس لیے اس کو لعوق کہتے ہیں۔ اس کا موجد جالینوس بتلایا جاتا ہے۔ کھانسی، ضیق النفس امراضِ صدریہ میں یہ بہت مستعمل ہے۔ مجوزہ دواؤں کو باریک کرکے شہد یا کسی شربت کے قوام میں ملاکر تیار کیا جاتا ہے۔ جیسے لعوقِ سپستاں، لعوقِ کتاں، لعوقِ نزلی وغیرہ۔

۱۳۔ عصارہ۔ فشرہ۔ نچوڑ۔ Extract

ادویۂ نباتیہ یا میوہ جات کا نچوڑا ہوا پانی عصارہ کہلاتا ہے خواہ رقیق استعمال کیا جائے یا اس کو دھوپ میں خشک کرلیا جائے۔ خشک شدہ عصارہ رب کے

نام سے موسوم ہے۔ جیسے رب السوس، رب بہی، رب توت، عصارہ ریوند وغیرہ۔

۱۴۔ حریرہ۔ حسوہ۔

ایک قسم کی پتلی رقیق غذا ہے جو تھوڑی تھوڑی پی جاتی ہے۔ اس میں عام طور پر مقوی مغزیات شریک ہوتے ہیں۔ جیسے حریرۂ بادام وغیرہ۔

۱۵۔ فالودہ؛ فالوذج۔

خاص قسم کی گاڑھی غذا ہے جو عام طور پر نشاستہ دار اجزا، دودھ اور پانی سے تیار کی جاتی ہے۔

۱۶۔ مرہم :۔ Ointment

نیم منجمد مرکب ہے جو ایک سے زیادہ دواؤں کو موم یا کسی چربی میں ملا کر تیار کیا جاتا ہے۔ یہ عام طور پر بیرونی استعمال میں آتا ہے۔ جلدی امراض اور زخموں کے لیے استعمال ہوتا ہے۔ یہ بہت قدیم ایجاد ہے جو بقراط سے بھی پہلے کی بتلائی جاتی ہے مثلاً مرہم حنا، مرہم زنگار، مرہم داخلیون وغیرہ۔

۱۷۔ قیروطی :۔ Paste Specialy usedon Thorax

موم روغن سے تیار شدہ مرہم کی طرح کا نیم منجمد مرکب ہے۔ امراضِ صدر، درد سینہ وغیرہ میں مستعمل ہے۔ اہم اجزا کے اعتبار سے اس کے نام مختلف ہیں مثلاً قیروطی آرد کرسنہ یا قیروطی آرد باقلا۔

۱۸۔ ضماد: لیپ — Bandage Or Paste

نیم منجمد دوا ہے جو ظاہرِ اعضا پر استعمال کی جاتی ہے۔ زمانۂ قدیم سے مستعمل ہے۔ غالباً مصریوں کی ایجاد ہے۔ یونان میں اس کا استعمال بہت تھا۔ مثلاً ضمادِ آسی، ضمادِ رائی۔

۱۹۔ لزوق و لصوق:۔

ایسی لیسدار دوا جو کاغذ یا کپڑے پر لگا کر عضوِ ماؤف پر لگا دی جائے مثلاً ضمادِ ...یون، ضماد اشق، ضمادِ برص۔

۲۰۔ لطوخ:۔

ضماد سے رقیق تر نیم سیال بیرونی استعمال کے لیے مستعمل ہے۔

بسا اوقات لذوق، لصوق اور لطوخ تینوں الفاظ مترادف طور پر استعمال کر لیے جاتے ہیں اور ان میں کوئی فرق نہیں کیا جاتا ہے۔ اس قسم کی دوائیں بسا اوقات منجمد ہوتی ہیں اور بوقتِ استعمال ان کو حرارت پہنچا کر رقیق بنا لیا جاتا ہے۔

ادویہ سیالہ: بہنے والی دوائیں

Liquid drugs

۱۔ ماء الجبن: پھٹے ہوئے دودھ کا پانی۔ - Whey

جبن پنیر کو کہتے ہیں جو دودھ کو پھاڑنے کے بعد حاصل ہوتا ہے۔ عام طور پر طبی منفعت کے لیے بکری کے دودھ سے حاصل شدہ ماء الجبن استعمال کیا جاتا ہے۔ بچہ کی پیدائش سے تقریباً ایک ماہ گزر جانے کے بعد بکری کا دودھ لے کر اس کو صاف ستھری دیگچی میں ابالیں جب جوش آجائے تو لیموں یا کسی کھٹی چیز کا چھینٹا دینے پر دودھ پھٹ جائے گا، پنیر الگ اور صاف ستھرا پانی الگ ہو جائے گا۔ اس کو موٹے کپڑے میں چھان لیں یہی پانی ماء الجبن ہے۔

۲۔ ماء العسل: شہد کا پانی۔ Hydromel

اس کو جلاب بھی کہتے ہیں ایک اور چار کی نسبت سے شہد اور پانی کو ملا کر آگ پر پکائیں پھر ٹھنڈا کر لیں، یہی ماء العسل ہے۔ بسا اوقات پانی کے بجائے کسی مناسب عرق میں شہد ملا کر جوش دیتے ہیں، اس کو بھی ماء العسل کہتے ہیں۔ چنانچہ جب عرقِ گلاب میں شہد ملا کر بناتے ہیں تو اسی ماء العسل کو جلاب یا گلِ آب کہتے ہیں۔ اگر ماء العسل میں کچھ اور دوائیں شریک کر کے ابالیں تو ان کو ماء العسل مرکب کہا جاتا ہے۔

۳۔ ماءاللحم: گوشت کا پانی۔ Soup

یہ بطور یخنی تیار کیا جاتا ہے۔ یہ گوشت کا سادہ شوربا ہے۔ عام اطبا اس کو بطور عرق کشید کرتے ہیں اس میں طبی فوائد بہت کم ہیں۔

۴۔ ماءالشعیر: جو کا پانی۔ آش جو۔ Barley Water

یہ جو کو پکا کر حاصل کیا جاتا ہے جس کا طریقہ یہ ہے کہ موٹے تازہ جو لے کر ان کو پانی میں بھگوئیں، پھر تھوڑا بادن دستے میں ہلکے ہاتھوں سے کوٹیں کہ ان کا چھلکا اتر جائے یہ جو مقشر ۲۰ گرام لے کر ڈھائی سو گرام پانی میں پکائیں حتیٰ کہ پانی گاڑھا ہو جائے اس کو چھان لیں، یہی ماءالشعیر ہے۔ اگر گوشت بھی شریک کر دیا جائے تو ماءالشعیر ملحم کہلاتا ہے۔ اگر جو کو پہلے بریاں کریں پھر ابالیں تو اس کو ماءالشعیر محمص کہتے ہیں۔

۵۔ ماءالبقول: سبزیوں کا پانی۔

سبزیوں اور ہری بوٹیوں کو کوٹ کر نچوڑنے سے جو پانی حاصل ہو، اس کو ماءالبقول کہتے ہیں۔ مثلاً برگِ مکو و کاسنی کا پانی۔ یا کدو کا ہو کا پانی۔

۶۔ ماءالفواکہہ: پھلوں کا پانی۔ Fruit Juice

یہ پھلوں کو نچوڑ کر حاصل کیا جاتا ہے جیسے آبِ انار، آبِ انگور، آبِ تربوز وغیرہ۔

۷۔ روح :۔ Assence

ایسے عرقیات جس میں پانی کی مقدار بہت کم ہو۔ جیسے روحِ کیوڑہ، روحِ گلاب

۸۔ شراب : خمر۔ - Wine

مخصوص لطیف سیّال جو انگور یا نشاستہ دار شکر یلے اجزا سے بطور تخمیر بطریق تقطیر تیار کی جاتی ہے۔ اس کو خمر کہتے ہیں۔ کم مقدار میں محرک، مقوی قلب و دماغ ہے۔ زیادہ مقدار میں مسکر اور مسکن ہے۔ جو کی شراب کو فقاع کہتے ہیں۔

۹۔ نبیذ :۔

یہ غیر مقطر شراب ہے جو عمل تخمیر کے ذریعہ تیار کی جاتی ہے۔ انگور، چھوارا یا کھجور سے عام طور پر بنتی ہے اس میں شکر یا نشہ نہیں ہوتا۔ اس کو در بہرہ اور ہندی میں آسو کہا جاتا ہے۔ جیسے نبیذ تمر یا نبیذ فولاد وغیرہ۔

۱۰۔ شربت :۔ Syrup

ایک سیال شیریں مرکب ہے جو میوہ جات کے پانی یا دواؤں کے خیساندہ میں شکر یا شہد ملا کر تیار کیا جاتا ہے۔ مثلاً شربت عناب، شربت بنفشہ، شربت بزوری وغیرہ۔

۱۱۔ سکنجبین :۔

یہ سرکہ اور انگبین سے مرکب ہے انگبین شہد کو کہتے ہیں۔ سرکہ اور شہد کو ملا کر بطور آمیزہ سکنجبین تیار ہوتی ہے۔ اس کو شکر سے بھی تیار کرتے ہیں۔ اس وقت اس کو سکنجبین سادہ کہا جاتا ہے۔ سکنجبین کو سب سے پہلے فیثاغورث نے تیار کیا تھا۔ یہ کئی قسم کی ہوتی ہے۔ مثلاً سکنجبین اصولی، سکنجبین بزوری، سکنجبین فواکہ، سکنجبین لیمونی، عنصلی وغیرہ۔

۱۲۔ دیاقوزہ

نیم سیاّل شربت ہے جس کا جزِ اعظم خشخاش ہے جو اس کی پوست سے تیار کیا جاتا ہے۔ دیاقوزہ یونانی زبان کا لفظ ہے۔ جس کے معنیٰ شربت خشخاش کے ہیں۔ کھانسی اور امراضِ حلق میں مستعمل ہے۔

۱۳۔ سرکہ :۔

گنے کے رس یا کسی اور میٹھی چیز کے رس کو کچھ دن ہلکی حرارت میں چھوڑ دینے سے عمل تخمیر پیدا ہو کر ترشی آجاتی ہے۔ اسی کو سرکہ کہا جاتا ہے۔ جیسے سرکۂ انگور، سرکۂ نیشکر۔ سرکہ کی بُو تیز، مزہ تُرش، رنگ زرد سرخی مائل ہوتا ہے۔ اگر اس کو عملِ تصعید کے زریعہ کشید کیا جائے تو رنگ صاف شفاف ہوتا ہے۔ شراب بھی اگر کچھ دن رکھی رہے تو سرکہ میں تبدیل ہو جاتی ہے۔

۱۴۔ آبکامہ۔ سرکۂ ہندی، مری کانجی۔

یہ بھی سرکہ کے مانند سیاّل چیز ہے۔ اس کو رائی، نمک، اجوائن سے سرکہ کے مانند تیار کیا جاتا ہے اور ترشی ہونے تک چھوڑ دیا جاتا ہے۔ اس کے بنانے میں اور بھی مختلف طریقے ہیں جو مرکبات کی کتابوں میں درج ہیں۔

۱۵۔ جوشاندہ :۔ Decoction

پانی میں جوش دی ہوئی دوا۔ یعنی ایک یا دو یا زائد دواؤں کو پانی میں بھگو کر اُبالا جائے پھر چھان کر صاف کرلیں یہی جوشاندہ ہے اس کو طبیخ و مطبوخ بھی کہتے

ہیں۔

اگر جڑوں کا جوشاندہ تیار کیا جائے تو اس کو ماء الاصول کہتے ہیں اور اگر بیجوں کا جوشاندہ ہو تو اس کو ماء البزور کہتے ہیں۔

۱۶۔ خیسانده۔ نقوع۔ Infusion

یہ ایسا سیال ہے جس کو ایک یا زائد دواؤں کو پانی میں بھگو دیتے ہیں، پھر مل کر چھان لیتے ہیں۔ یہ صاف شدہ پانی خیسانده یا نقوع کہلاتا ہے۔ اس کو منقوع اور نقیع بھی کہتے ہیں۔

۱۷۔ حلیب، شیرہ۔

بعض دواؤں کو پانی یا عرق میں پیس کر صاف کر کے استعمال کرتے ہیں۔ ان کو حلیب یا شیرہ کہتے ہیں۔ اس کا قوام دودھ جیسا ہوتا ہے۔ یہ عام طور پر تخم یا مغزیات سے تیار کیا جاتا ہے۔ مثلاً شیرۂ مغزِ بادام، شیرۂ تخمِ کاہو وغیرہ۔ روغن سے حلیب بنانے کی صورت یہ ہے کہ روغن کو لعاب میں ڈال کر خوب ہلائیں۔

۱۸۔ لعابات :۔

بہدانہ، ریشہ خطمی، برگِ گاؤزباں، بارتنگ، کنوچہ، اسپغول، بالنگا وغیرہ جیسی لعابی ادویہ کو پانی میں یا کسی عرق میں بھگونے سے لعاب خارج ہوتا ہے اس کو چھان کر رکھ لیں۔ یہی لعابات مستعمل ہیں۔

۱۹۔ مزیج۔ شئی مخلوط۔

مزاج و مزج کے معنی آمیزش کے ہیں۔ مزیج ملی ہوئی چیز۔ پانی میں سادہ

کسی دوا کو ملا دینا۔ یا کسی لعاب میں شامل کر دینا۔ لعابات و شیرہ جات بھی مزیج ہی ہیں جن کو پانی یا کسی لعاب میں ملا کر تیار کیا جاتا ہے۔

۲۰۔ زلال : نتھرا ہوا پانی ۔

بسا اوقات دواؤں کے صرف نازک اور اجزائے لطیفہ ہی پانی میں لینا مقصود ہوتے ہیں۔ ایسی صورت میں دوا کو پانی میں بھگو کر رکھ دیتے ہیں۔ کچھ دیر بعد بغیر ملائے اور ملے ہوئے اوپر ہی سے پانی کو نتھار کر حاصل کر لیتے ہیں۔ اس نتھرے ہوئے لطیف پانی کو زلال کہتے ہیں ۔ مثلاً زلال تمر ہندی ، زلال آلو بخارا ، زلال گل ختموم ۔

۲۱۔ محلول ؛ حل شدہ ۔ Solution

طبی اصطلاح میں یہ لفظ دو معنی میں استعمال ہوتا ہے۔ پانی میں حل پذیر اشیا کو پانی میں حل کر کے رکھ لینا، پھر اس کو استعمال کرنا۔ یہ حل شدہ شی محلول ہے۔ مثلاً نمک و شکر کا محلول۔ بسا اوقات بہت باریک پسے ہوئے سفوف کو بھی محلول کہہ دیا جاتا ہے۔ مثلاً صدف محلول ، مروارید محلول ، یشب محلول وغیرہ۔ ادویۂ سیالہ کے ذیل میں یہ دوسرے معانی بالکل مقصود نہیں ہیں۔ اس لیے یہ تمام اشیا مسفوفات میں سے ہیں۔

۲۲۔ نطول ۔ تڑیڑہ یا دھارنا ۔ Irrigation

کوئی سیال دوا یا محض نمک کا پانی گرم یا سرد کسی طبی ضرورت سے کسی عضو پر دور سے ڈالا جائے۔ اس کو نطول کہتے ہیں۔ عام طور پر نطول حار استعمال ہوتا ہے جو کسی عضو کے درد یا ورم کو دور کرنے کے لیے کیا جاتا ہے ۔

۲۳۔ سکوب : پانی گرانا۔ Affusion OR Doush

سکب کے معنیٰ پانی وغیرہ کا گرانا۔ دواؤں کا جوشاندہ یا خیساندہ یا محض ٹھنڈا وگرم پانی معمولی دوری سے کسی حصۂ بدن پر گرانا، سکوب بارد سرسام حار اور جنون کی صورت میں سر پر کیا جاتا ہے۔ سکوب اور نطول تقریباً یکساں چیزیں ہیں۔ فرق صرف اس قدر ہے کہ سکوب میں پانی تھوڑا تھوڑا اور قریب سے گرایا جاتا ہے اور نطول مسلسل کچھ بلندی سے ڈالا جاتا ہے۔

۲۴۔ غسول :۔ Wash lotion

دوائے سیال جس سے کسی زخم وغیرہ یا حصۂ جسم کو دھویا جائے۔

۲۵۔ آبزن: پانی میں بٹھانا۔ حمام جلوسی۔ Sitz both

کسی بڑے برتن مثلاً ٹب یا ناند میں کسی دوا کے جوشاندے یا خیساندے میں یا خالص گرم پانی میں سرد ہونے تک بٹھلانا۔

۲۶۔ پاشویہ: غسلِ قدم۔

گرم پانی یا جوشاندہ میں پاؤں ڈال کر ہاتھوں سے پنڈلیوں کو سونتا جائے۔

۲۷۔ نضوح : چھڑکنا، یا چھینٹا دینا۔

دوائے سیال جس کو کسی مناسب برتن مثلاً گلاب پاش میں ڈال کر چھڑکا جائے۔ مثلاً عرق گلاب، عرق کیوڑہ اور سرد پانی جو کسی بے ہوش انسان کو ہوش میں

لانے کے لیے چھینٹا دیا جائے۔

۲۸۔ **وجور:** حلق میں ٹپکا دینے والی دوا۔ Throat drops

وہ سیال دوا جو بیمار کے حلق میں چمچہ وغیرہ سے اس وقت ڈالی جائے۔ جبکہ وہ خود استعمال نہ کر سکتا ہو۔ اس کی جمع وجورات ہے۔ اسی مفہوم کے لیے دوسرا لفظ وشوع بھی استعمال ہوتا ہے۔

۲۹۔ **زروق:** دوائے پچکاری۔ Doushe OR Syring

دوائے سیال جو ناک، کان، احلیل، تحت الجلد اور اندام نہانی میں پچکاری کے ذریعہ پہنچائی جائے۔ جیسے زروق انفی، زروق اذنی، زروق جلدی، زروق احلیلی اور زروق مہبلی۔

۳۰۔ **سعوط:** ناک میں ٹپکانے والی دوا۔ Nasal drops

پانی یا تیل جیسی سیال دوا جو ناک میں ٹپکائی جائے۔ سعوطات اس کی جمع ہے۔

۳۱۔ **نشوق:** دوائے سیال جو ناک سے سڑکی جائے۔

بسا اوقات سفوف جیسی دوا بھی ناک میں بطور نسوار سُڑکی جاتی ہے۔ اس کو بھی نشوق ہی کہتے ہیں۔

۳۲۔ **طلاء:** Liniment OR Embrocation

پتلی روغنی یا مائی دوا جو کسی عضو پر لگائی جائے۔ جمع اطلیہ ہے۔

۴۳۔ مروخ: چپڑی جانے والی دوا۔

مرخ چپڑنا، مروخ، روغنی سیال دوا جو کسی حصۂ جسم پر چپڑی جائے۔

۴۴۔ مسوح: مسح ہاتھ پھیرنا۔

مسوح ایسی سیال دوا جس کو بدن پر لگا کر ہاتھ پھیرا جائے۔ دلک اور مالش نہ کی جائے۔

۴۵۔ دلوک: دوائے مالش۔ Rubbing Agent

دوا کو بدن پر لگا کر اچھی طرح ملنا اور مالش کرنا۔ دلک کی مختلف اقسام ہیں۔ دلک قوی، دلک لین، دلک خشن وغیرہ۔

۴۶۔ دُہن: روغن۔ جمع ادہان۔ - Oil -

وہ سیال قابلِ اشتعال جو پانی کے ساتھ آمیزش نہیں رکھتا۔ مختلف روغن مختلف طریقوں سے استعمال کیے جاتے ہیں۔

۴۷۔ مضمضہ: کلی کی دوا۔

ایسی سیال دوا جو بصورتِ جوشاندہ یا خیسانده پورے منہ میں پھرا کر منہ سے تھوک دی جائے

۴۸۔ غرغرہ:۔ Gargle

دوائے سیال جو بصورتِ جوشاندہ وخیسانده یا محض آب گرم نمکین حلق تک پہنچا کر

اور خوب پھرا کر تھوک دیا جائے ۔ جمع غراغر ۔

۳۹ ۔ خضاب :- Hair Dyer

ایسی دوا ے سیال جس کے ذریعہ سفید بالوں کو سیاہ یا دوسرے کسی رنگ میں تبدیل کر لیا جائے ۔ یہ جامد بھی ہو سکتی ہے ۔ جیسے مہندی کی لبدی ۔

۴۰ ۔ صبغ ۔ صابغ ۔

ایسی سیال دوا جس سے جلد کو رنگین بنایا جائے ۔ جیسا کہ برص کے سفید داغوں کو رنگین بنانا ۔ اس قسم کی دوا نہ صرف سیال ہوتی ہے بلکہ جامد بھی ہوتی ہے ۔

۴۱ ۔ حقنہ :- Enema -

دوا ے سیال جس کو پچکاری کے ذریعہ معائے مستقیم میں پہونچایا جائے ۔ اس عمل کو احتقان بھی کہتے ہیں ۔ اس سلسلے میں پوری تفصیل امعا پر دواؤں کے اثرات کے ذیل میں گزر چکی ہے ۔

ادویہ بخاریہ یا ہوائیہ

اس عنوان کے تحت ایسی دواؤں کا تذکرہ ہوگا جو خود سیال و جامد ہوں گی ۔ لیکن ان کے اجزا ے ہوائیہ اور اجزا ے بخاریہ بطور دھونی [illegible] وغیرہ استعمال ہوں گے ۔ بذات خود وہ دوائیں سیال و جامد کے طور پر لگانے [illegible] میں استعمال نہ ہوں گی ۔

۱۔ بخور: دھونی۔ Fumigation

ایسی دوا جس کو جلا کر اس کا دھواں کسی مقام تک پہونچایا جائے۔ اس کو تدخین و تبخیر بھی کہتے ہیں۔

۲۔ انکباب: بھپارہ:- Vapour Bath

لغوی معنیٰ اوندھا کرنا۔ اصطلاحی معنیٰ بھپارہ ہیں۔ کسی دواء کو جوش دے کر کسی عضو یا تمام بدن تک بھاپ کو پہنچانا۔

۳۔ شموم:- Olfaction OR Smell

سونگھنے کی دواء خواہ خشک ہو یا تر، اس کے اجزائے لطیفہ بصورتِ بخارات صعود کر کے ناک کے جوف تک پہونچتے ہیں۔

۴۔ لخلخہ:- Inhalation

رقیق یا کھڑوس خوشبودار یا تیز بودار دوا جو کسی چوڑے منہ کی شیشی میں رکھ کر سونگھائی جاتے یہ دواء نہ صرف ناک کے جوف بلکہ ہوا کی نالیوں تک پہونچائی جاتی ہے۔

مسالکِ ادویہ

دواؤں کے استعمال کی راہیں اور طریقے :۔

گذشتہ عنوان میں دواؤں کی مختلف شکلوں کے ضمن میں اس بات کی طرف بخوبی اشارہ ملتا ہے کہ یہ دوائیں جسم کے اندر یا باہر استعمال ہونے کے لیے مختلف طریقوں اور راستوں کے ذریعہ ہی جسم پر اثر انداز ہوں گی۔ خواہ وہ سیال شکل میں ہوں یا جامد نیم سیال یا ادویۂ بخاریہ۔ ان سب کے لیے قدرتی طور پر جسم میں مختلف منافذ اور راستے موجود ہیں اگرچہ بسا اوقات طبعی منافذ کے علاوہ غیر طبعی اور مصنوعی منافذ سے بھی کام لیا جاتا ہے اس اعتبار سے جسم پر دواؤں کے استعمال کی دو صورتیں ہیں۔

۱۔ داخلی طور پر دواؤں کا استعمال انھیں کو ادویہ اندرونی یا ادویہ داخلیہ کہا جاتا ہے۔

۲۔ خارجی طور پر دواؤں کا استعمال ان کو ادویۂ بیرونی یا ادویۂ خارجیہ کہا جاتا ہے۔

۱۔ ادویۂ داخلیہ : اندرونی دوائیں۔

ادویۂ داخلیہ سے مراد وہ تمام دوائیں ہیں جو کسی طبعی منفذ مثلاً منہ، ناک، کان آنکھ، مقعد، مجری البول، اندام نہانی یا کسی غیر طبعی اور مصنوعی منفذ سے اندرونِ جسم پہونچائی جاتی ہیں مثلاً انجکشن وغیرہ جو جلد اور عروق کو چھید کر دواؤں کو اندرونِ جسم داخل کرنے کا ذریعہ ہیں۔ اسی طرح قدیم معالجین جلد میں شگاف دے کر اس میں دوائیں داخل کر دیا کرتے تھے۔

طبعی منافذ :- Normal Passages

۱- براہِ دہن : By Mouth

اس راستے سے دواؤں کا استعمال بڑی مقدار میں اور کثیر ہوتا ہے۔ عام طور پر اندرونی استعمال کے لیے دواؤں کا یہ سب سے اہم ذریعہ ہے۔ ان میں تمام ہی ماکولات اور مشروبات داخل ہیں۔ یہ دوائیں منہ سے لے کر معائے مستقیم تک پوری قنات غذائی میں استعمال ہوکر اثر انداز ہوتی ہیں۔ دواؤں کی بیش تر شکلیں اور صورتیں اس راہ سے استعمال ہوتی ہیں۔ مثلاً گولیاں، ٹکیاں، سفوف، معجون، جوارش، اطریفل، شربت و سکنجبین عرقیات، حریرہ جات، مائیات، حلوہ جات، لعوقات۔ غرض کہ کھائی اور پی جانے والی دوائیں عام طور پر بذریعۂ دہن ہی استعمال ہوکر مختلف حالتوں سے گزر کر رطوبات بدن کے ساتھ شریک ہوکر اثر انداز ہوتی ہیں۔ یہ دوائیں نہ صرف وہ ہیں جو منہ اور حلق بزمری سے گزر کر معدہ و امعا تک پہونچتی ہیں بلکہ وہ تمام دوائیں اور ان کی مختلف شکلیں جو منہ اور حلق میں مقامی طور پر استعمال ہوکر اثر انداز ہوتی ہیں مثلاً مضمضہ، غرغرہ، دجور ذرور، سنون وغیرہ بھی اس میں داخل ہیں۔

۲- براہِ مبرز :- By Anus

(۱) بشکل حمول و شیافہ۔

(۲) بشکل حقنہ جات۔

(۳) بشکل طلاء و ذرور اس صورت میں مقعد کو الٹا کر دوا لگائی یا چھڑکی جاتی ہے۔

اس راہ سے دوائیں کسی مجبوری یا مصلحت کی بنا پر استعمال کی جاتی ہیں جو مندرجہ ذیل ہیں:

۱۔ براہِ دہن دواؤں کا استعمال دشوار ہو، جیسا کہ ورم حلق، خناق اور اسی قسم کے دوسرے امراض مثلاً کینسر وغیرہ میں جب دوا اور غذا حلق سے دینا مشکل ہوتا ہے تو اس راہ سے استعمال کرائی جاتی ہیں۔

۲۔ قے کی شدّت کی وجہ سے دوا معدہ میں ٹھہر ہی نہ سکتی ہو۔ براہ دہن استعمال کرتے ہی قے کے ذریعہ خارج ہونے کا قوی اندیشہ ہو۔

۳۔ مقامی طور پر مقعد اور معائے مستقیم میں دواؤں کو استعمال کرانا ہو۔

۴۔ فوری ضرورت کے پیشِ نظر رحم اور اس کے آس پاس کے اعضا میں دوا کے اثرات مقصود ہوں جیسا کہ دردِ زہ میں زیادتی کے لیے حقنہ کیا جاتا ہے۔

۵۔ معائے مستقیم اور بڑی آنتوں کو مواد فاسدہ سے پاک کرنا ہو کہ ان مواد کی سمیت دل و دماغ کو متاثر کر رہی ہوتی ہے۔

۶۔ معائے مستقیم کے ذریعہ دواؤں کے استعمال میں زود اثری اور بعض دواؤں کے نقصانات کے اندیشے کم سے کم تر ہوتے ہیں۔ اس کے برخلاف انھیں دواؤں کو اگر براہِ دہن استعمال کیا جائے تو تاخیر کے ساتھ ساتھ معدہ امعا کی غشائے مخاطی اور دوسرے اعضا میں نقصانات کا اندیشہ ہوتا ہے۔

۳۔ براہ مجاری ہوائیہ: (مسلکِ تنفس Respirator Passage)

ناک کے دہانے سے لے کر عیون الریہ تک یعنی خیشوم انف حنجرہ، قصبۃ الریہ شعب، شعیب، عیون الریہ وغیرہ تک دوائیں اسی راہ سے اثر انداز ہوتی ہیں۔ بعۃ خیشوم انف پر ذرور، طلا اور قطورِ انف جیسی دوائیں بھی استعمال کی جاتی ہیں۔ اسی طرح

شیاف انف بھی استعمال ہوتا ہے۔

حنجرہ پر بعض دواؤں کا طلا کیا جا سکتا ہے۔ ورنہ اور تمام دوائیں بصورت لخلخہ شموم ونفوخ ہی استعمال ہوتی ہیں۔

پھیپھڑوں کے اندرونی مسالک میں سیال یا نیم سیال دوائیں استعمال نہیں ہوتیں ہیں۔ یہاں صرف شموم وتدخین ولخلخہ ہی استعمال ہوتا ہے حتی کہ بے ہوشی کو دور کرنے اور خود بے ہوش کرنے کے لیے بھی دوائیں بطور لخلخہ ہی استعمال ہوتی ہیں جو ہوا کی نالیوں کی سطح پر جذب ہو کر دماغ تک اثرات منتقل کرتی ہیں اور ان سے عام بے حسی یا بے ہوشی طاری ہو جاتی ہے۔

۴۔ براہِ عین: (مسلکِ چشم) Ophtjalmic Passage

آنکھ میں دواؤں کا استعمال سیال وسفوف کی شکل میں عام طور پر کیا جاتا ہے۔ چنانچہ شیافات، کحل، قطور، مراہم وغیرہ مختلف ضرورتوں کے پیشِ نظر استعمال کیے جاتے ہیں۔

۵۔ براہِ اذن: (مسلکِ گوش) - Ear Passage

اس راہ سے جو دوائیں استعمال ہوتی ہیں وہ غشائے طبلی تک ہی پہونچتی ہیں چنانچہ قطور اذن، شیاف اذن، فتیلہ جات، پچکاری، ذرور، اور سکوب تیز ورد دوں میں بعض دواؤں کے ذریعہ عملِ تدخین وتبخیر وغیرہ۔

۶۔ براہ احلیل:۔ - Urinery Passage

مثانہ اور مجاریِ بول کے امراض مثلاً سوزاک اور ورم مثانہ، سنگِ مثانہ، قروحِ مثانہ وغیرہ میں مجاری البول کی راہ دوائیں بذریعۂ پچکاری (زروق) اور بتی شیاف

مہبل میں داخل کی جاتی ہیں۔

۷۔ براہِ مہبل :۔ Vaginal Passage

مہبل رحم، عنق الرحم، خصیتہ الرحم اور قاذفین کے امراض میں سیال ادویہ بذریعہ پچکاری استعمال کی جاتی ہیں۔ علاوہ ازیں فرزجہ، حمول، قطور، مرہم وطلاء وغیرہ بھی استعمال ہوتے ہیں۔

منافذِ غیر طبعی ۔ یا منافذِ مصنوعی

Artificial Passages

جلد میں سوئی سے سوراخ کر کے بذریعہ انجکشن تحت الجلد یا عضلات اور عروق میں دوا پہونچائی جاتی ہے۔ یہ طریقہ عام طور پر جدید ادویہ کے لیئے رائج ہے یونانی دوائیں اب تک بطورِ انجکشن رائج نہیں ہو سکی ہیں۔ البتہ غیر طبعی یا مصنوعی منفذ کے طور پر جلد میں شگاف دے کر دواؤں کو اس شگاف میں داخل کر کے شگاف کو بند یا سیل کر دینے کا رواج قدیمی ہے۔

ادویۂ خارجیہ (بیرونی ادویہ)

Extenal Application

بیرونی استعمال کی دوائیں وہ ہیں جو بیرونِ جلد استعمال کی جاتی ہیں جن کی وجہ سے ان کے اثرات یا تو جلد تک محدود رہتے ہیں یا عضلات و اعصاب اور دیگر اندرونی اعضاء تک پہونچ جاتے ہیں۔

جلد پر جو دوائیں استعمال کی جاتی ہیں ان کی دو صورتیں ہیں۔ ایک یہ کہ صرف جلد پر دوا لگا دی جائے۔ مثلاً طلاء، غازہ، ضماد، مرہم، قیروطی، کحل، نورہ، خضاب، کبوس، آبزن، سکوب، حمام، پاشویہ، نطول و غسول، تدخین و تبخیر وغیرہ۔ دوسری صورت یہ ہے کہ ان دواؤں کو لگا کر مالش بھی کی جائے۔ جیسے مسوح، دلوک وغیرہ۔

علاوہ ازیں جلد پر بثور پیدا کرنے، جلد کو سرخ کرنے یا آبلہ ڈالنے کے لیے بھی جو دوائیں استعمال کی جاتی ہیں وہ سب پہلی صورت میں داخل ہیں۔ جلد کے بثور، قروح اور آبلوں، زخموں کی صفائی اور علاج کے لیے جو دوائیں استعمال ہوتی ہیں خواہ وہ بصورت مرہم ہوں یا بطور قطور و سیال ہوں یا بصورت ذرور سب کی سب پہلی صورت سے وابستہ ہیں۔ گہرے زخموں میں یا ناسوروں میں شیاف، فتیلہ استعمال کیے جاتے ہیں جو کم و بیش پہلی صورت میں داخل ہیں۔

دواؤں کا حصول اور حفاظت

Collection and Preservation of Drugs

ازالۂ مرض کے لئے جہاں صحیح تشخیص ضروری ہے وہیں بہتر سے بہتر اور کارآمد دواؤں کی تجویز و ترتیب بھی اہم ہے۔ کسی دوا کے اصلی و صحیح ہونے کی علامت یہ ہے کہ وہ خواہ از قسم نباتات ہو یا حیوانات و جمادات، اس کا رنگ، بو، مزہ، قوام، وزن اور دوسری طبعی خصوصیات اپنی اصل حقیقت پر پائی جائیں۔ اگر دوا اس قدر پرانی اور بوسیدہ ہو چکی ہے کہ نہ اس کا اصل رنگ باقی ہے نہ مزہ نہ بو، تو ایسی دوا کسی بھی اعتبار سے اس قابل نہ ہوگی کہ اس کو ازالۂ مرض کی غرض کے لیے استعمال کیا جائے۔ اطبائے قدیم اور علم نباتات کے ماہرین جو جڑی بوٹیوں کے سلسلے میں مہارتِ تامہ رکھتے تھے انھوں نے نہ صرف اس پر زور دیا کہ دوا، اصلی ہو نقلی نہ ہو بلکہ اس پر بھی خصوصی توجہ سے کام لیا گیا کہ دوائیں معیاری ہوں ان کو ایسے مقامات سے حاصل کیا جائے جو ان کے لیے ہر اعتبار سے قابلِ اعتماد ہوں۔ ظاہر ہے کہ دوا معدنی ہو یا نباتاتی و حیوانی، دنیا کے ہر کونے اور ہر خطے میں یکساں خصوصیت کے ساتھ پائی نہیں جا سکتی۔ مقامِ پیدائش، جائے وقوع، آب و ہوا اور دوسرے ماحول کا ان پر اثر ضروری ہے۔ یہی ان کی خصوصیات میں کمی و بیشی کا سبب بنتا ہے۔ ایک دوا ایک مقام و معدن میں بہتر ہوتی ہے تو وہی دوا دوسرے ماحول و مقام پر اس قدر بہتر نہیں ہوگی۔ ہم اپنی روزمرہ کی زندگی میں ان بدیہیات کا تجربہ کرتے رہتے ہیں چنانچہ ایک پھل کسی خاص مقام پر بہت اچھے، خوش ذائقہ ہوتے ہیں۔ وہی پھل دوسرے مقام کے اس معیار پر پورے

نہیں اترتے۔ جیساکہ امرود الٰہ آبادی، سنترہ ناگپوری، سیب کشمیری وغیرہ بہتر ہونے کی وجہ سے مقام پیدائش کی طرف منسوب ہیں ـــــــ ماہرین علم الادویہ نے بھی ان امور کا پورا خیال رکھا ہے اور ازالۂ مرض کے لیے بہتر سے بہتر دواؤں کے انتخاب کی خاطر ان کی معیار بندی کا پیمانہ متعین کیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہم دیکھتے ہیں کہ علم الادویہ کی کتابوں میں دواؤں کے ساتھ مختلف مقامات کی نسبتیں لگی ہوئی ہیں جو دواؤں کے اصلی و معیاری ہونے پر شاہد عدل ہیں۔ چنانچہ گل بنفشہ کشمیری، عناب ولایتی، سنائے مکی، صبر سقوطری، ریوند چینی، ساذج ہندی، صمغ عربی، فیروزہ نیشاپوری، قنب ہندی، زعفران کشمیری، مشک تبتی، سقمونیا انطاکی، افیون مصری و ہندی، لاجورد کاشغری، چائے خطائی، زہر مہرہ خطائی، عود ہندی، یہ اور اسی قسم کی سیکڑوں دوائیں ہیں جن کی معیار بندی کے لیے ان جیسی نسبتوں سے کام لیا گیا ہے ـــــــ پس ریوند جو چین سے حاصل کیا جائے گا وہ دوسرے مقامات مثلاً ریوند ترکی و ہندی سے اعلا و افضل ہوگا۔ اسی طرح افیون ہندی بہت اچھی ہوتی ہے لیکن مصر سے حاصل شدہ اس سے بھی اچھی ہوتی ہے۔ گل بنفشہ نہ صرف کشمیر میں بلکہ امرتسر میں بھی کاشت کیا جاتا ہے لیکن کشمیری کی بات ہی کچھ اور ہوتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ دواؤں کو حاصل کرنے اور جمع کرنے کے لیے جہاں ان کی طبعی خصوصیات کی طرف توجہ کامل ضروری ہے وہیں معدن و منبت اور بہتر جائے پیدائش کا انتخاب بھی ضروری ہے۔ ماہرین علم الادویہ نے دواؤں کے حصول کے لیے جو اصول و نظریات قائم کیے ہیں ان کا خیال رکھ کر ہی ہم بہتر سے بہتر دواؤں کو جمع کر سکتے ہیں۔ چنانچہ جہاں تک معدنی ادویہ کے جمع کرنے اور حاصل کرنے کا تعلق ہے ان دواؤں میں اس بات کا خیال رکھنا چاہیے کہ معدنی دوائیں اپنے مخصوص معادن سے حاصل کی گئی ہوں۔ ان دواؤں کا مخصوص رنگ، ان کی بو، چمک دمک اور دوسرے تمام ظاہری خواص ان میں پورے طور پر موجود ہونا چاہیے۔ کسی قسم کے کھوٹ اور آلودگی سے مبرا و منزہ ہوں۔ ایسے ہی نباتی ادویہ

د ان) کو جمع کرنے کے لیے اولین شرط یہ ہے کہ وہ اپنے مخصوص مقامات پیدائش سے حاصل کی جائیں اور چوں کہ نباتی ادویہ ازالۂ مرض کے لیے کثیر تعداد میں استعمال ہوتی ہیں، جزا ان کے تمام ہی اجزا بیخ، تنہ، پھول، پتی، پھل، تخم، چھال و گوند وغیرہ کارآمد ہوتے ہیں۔ اس لیے نباتی ادویہ جمع کرنے کے لیے ان تمام اجزا کی خصوصیات کا خیال رکھتے ہوئے ان کو حاصل کرنا بہتر ہوگا۔ اس سلسلے میں چند ضروری امور درج ذیل ہیں۔

۱۔ **درختوں کے پھول** اور پتے اس وقت حاصل کیے جائیں جب کہ وہ پوری طرح سرسبز و شاداب اور مکمل ہو چکے ہیں۔ یہ اور بات ہے کہ کبھی ضرورت داعی ہوتی ہے۔ کہ صرف کونپل اور شگوفے ہی استعمال کیے جائیں لیکن جہاں تک گل اور برگ کا تعلق ہے اس کے لیے یہی شرط لازم ہے۔

۲۔ **تخم اور پھل** اس وقت حاصل کیے جاتے ہیں جب کہ وہ پورے طور پر پختہ ہو چکے ہوں اور از خود گرنا شروع کر دیں۔ البتہ کبھی ضرورتاً خام پھل بھی دواءً استعمال کیے جاتے ہیں جیسا کہ انبہ خام، بپیتہ خام وغیرہ۔ ایسے پھلوں کو جمع کرنا مناسب نہیں جو درخت سے خود بخود گر گئے ہوں بلکہ گرنے سے قبل ان کو توڑ لیا جائے اور مناسب ماحول میں انکو محفوظ کر لیا جائے۔

۳۔ جڑوں کو ایسے وقت میں حاصل کریں جب کہ درخت پورا ہو چکا ہو البتہ اس میں پھل آنے سے قبل ہی جڑ کو حاصل کر لینا چاہیے تاکہ اجزاے موثرہ پھلوں کی طرف منتقل نہ ہوکر جڑوں میں محفوظ ہو۔

۴۔ شاخیں اور چھالیں موسم بہار میں حاصل کریں جبکہ تازگی قائم ہو مرجھائے خشک ٹیڑھے میڑھے نہ ہوں۔

۵۔ چھوٹی بوٹیاں خواہ وہ مفروش ہوں یا نہ ہوں، تر و تازہ حالت میں خشک ہونے سے پہلے پہلے حاصل کر کے ان کو سکھا لینا چاہیے۔ چوں کہ چھوٹی بوٹیاں عام طور پر اپنے تمام اجزا جڑ، تنہ، برگ و پھول کے ساتھ استعمال کی جاتی ہیں۔ اس لیے مناسب ہے کہ ایسے وقت

میں حاصل کی جاتیں جب کہ حدِ کمال کو پہونچی ہوئی ہوں۔ چنانچہ سنکھاہولی، بادرنجبویہ، خارخسک، بادآورد اور اسی قسم کی دوسری تمام بوٹیوں کے لیے یہی اصول ہے۔

۶۔ صمغیات اور دوسری رطوبات والبان وغیرہ اس وقت حاصل کریں جبکہ پھول گرنے لگیں۔ پھر یہ بھی ضروری ہے کہ ان اشیا کو طلوعِ آفتاب سے قبل یا غروبِ آفتاب کے بعد حاصل کیا جائے۔ سورج کی روشنی سے بھی بعض رطوبات کی خصوصیات میں واضح فرق نمایاں ہوتا ہے اور بعض میں تخمیری عمل شروع ہو جاتا ہے۔ چنانچہ تاڑ کی رطوبت اگر سورج نکلنے سے قبل حاصل کر کے استعمال کی جائے تو شکر سے پاک اور نہایت درجہ تقویت کا باعث ہوتی ہے اور اگر طلوعِ آفتاب کے بعد اس کو حاصل کر کے استعمال کریں تو اس میں یہ خصوصیات باقی نہیں رہتی ہیں۔ قوت کمزور ہو جاتی ہے اور شکر پیدا ہو جاتا ہے۔ صمغیات و متورعات اس وقت حاصل کریں جبکہ وہ بستہ ہوں نہ کہ ریزہ ریزہ ہو کر گرنے کی نوبت آگئی ہو۔

ادویۂ نباتیہ کے سلسلہ میں جن اصولوں کی طرف رہنمائی کی گئی ہے وہ اکثری ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ ان کے لیے تجربہ و مہارتِ تامہ ضروری ہے۔

ادویۂ حیوانیہ:

مثلاً زہرۂ گاو، مشکِ خالص، نیشِ عقرب، عرد سک، قرن الایل، پیہ بط، قضیبِ شیر، قضیبِ گاو، سم خر، شیرِ بز و خر، پنیر مایہ وغیرہ ایسے جانوروں سے حاصل کریں جو ہر طرح مکمل ہوں اور اپنی پوری جوانی پر ہوں نیز تند و توانا ہوں۔ یہ اور بات ہے کہ بسا اوقات بوڑھے یا بچے کی بھی ضرورت پیش آتی ہے چنانچہ مرغ کے چوزے، بوڑھے مرغ کے شوربے اکثر و بیشتر امراض میں منتخب کیے جاتے ہیں۔

حصولِ ادویہ میں سیّارات کے زمانۂ عروج و زوال کے اثرات

دواؤں کو حاصل کرنے کے لیے، جن زریں اصولوں کو بیان کیا گیا ہے۔ ان سے بجا طور پر بہتر دواؤں کے حصول میں مدد ملتی ہے اور دوائیں زیادہ سے زیادہ موثر حیثیت میں حاصل ہو سکتی ہیں۔ انھیں اصولوں کے ساتھ ساتھ اگر سیارات کے زمانۂ عروج و زوال کا بھی خیال رکھا جائے تو تاثیرات میں نمایاں فرق محسوس ہوتا ہے۔ اس لیے کہ سیارات کے عروج و زوال سے اشیا کی ترتیب و ترکیب اور ان کے اثرات و خواص میں نمایاں تبدیلیاں دیکھنے میں آتی ہیں۔ چاند کے عروج و زوال سے سمندروں میں مدوجزر واقع ہوتا ہے۔ سورج کی روشنی اور اس کے بڑھنے گھٹنے کے اثرات اشیا پر ظاہر ہوتے ہیں۔ جیسا کہ ذکر کیا جا چکا ہے کہ رطوبت جو تاڑ سے حاصل کی جاتی ہے اگر سورج نکلنے سے قبل حاصل کر لی جائے تو نہایت درجہ مقوی و مسمنِ بدن ہے اور اس میں سُکر، نشہ، جیسی چیزیں پیدا نہیں ہوتی ہیں۔ اس کے برخلاف اگر اسی رطوبت کو سورج نکلنے کے بعد حاصل کیا جائے تو اس میں سُکر پیدا ہو جاتا ہے اور قوت کمزور ہو جاتی ہے۔ چاند و سورج کی طرح دوسرے سیارات کے عروج و زوال سے بھی دوائیں متاثر ہوتی ہیں۔ اسی لیے ماہرینِ نباتات نے مختلف سیارات کے ساتھ دواؤں کے خصوصی تعلق کو بیان کیا ہے اور دواؤں کے حصول کے لیے وقت کے تعین میں سیارات کے زمانۂ عروج و زوال کی طرف پوری توجہ دلائی ہے۔ ان اعمال کو بہ تفصیل مختلف کتابوں میں بیان کیا گیا۔ تفصیلی مطالعہ کے لیے ان کتابوں سے استفادہ کیا جا سکتا ہے۔

خزینۃ الادویہ اور محیطِ اعظم، مخزن الادویہ وغیرہ میں یہ مباحث بڑے شرح و بسط کے ساتھ بیان کیے گئے ہیں۔

دواؤں کی حفاظت

دواؤں کا جمع کرنا، ان کو حاصل کرنا جس قدر اہم کام ہے اس سے کہیں زیادہ اہمیت اس بات کی ہے کہ حاصل شدہ ادویہ کو محفوظ کرکے رکھ لیا جائے تاکہ وہ بوقتِ ضرورت استعمال ہوسکیں اور انکے افعالِ خصوصی بھی اپنی حالت پر باقی رہیں۔ ہر دوا کا ہر موسم اور ہر وقت تازہ بہ تازہ دستیاب ہونا مشکل ہے۔ اس لیے ان کو اپنے تمام خواصِ ذاتی کے ساتھ محفوظ طریقہ پر رکھنا ضروری ہے۔ یہ بہت اہم ضرورت ہے جس کے لیے کچھ اصولِ کلی وضع کیے گئے ہیں۔

۱۔ تمام خوشبو دار دوائیں مثلاً کافور، ست پودینہ، ستِ اجوائن، جن کے بودار اجزاء برابر اڑتے رہتے ہیں۔ ان دواؤں کو سیل بند Airtight شیشوں اور ڈبوں میں محفوظ کرنا چاہیے۔

۲۔ پودینہ، سنبل الطیب، گلِ سرخ، اُشنہ، بادرنجبویہ جیسی خوشبودار بوٹیاں بھی ہوا سے محفوظ بند ڈبوں اور شیشے کے جار میں رکھنا چاہیے۔ تمام خوشبودار اشیا اسی وقت تک قابلِ استعمال ہیں جب تک ان میں بو باقی ہے۔ بو جس قدر کم ہوتی جاتی ہے قوت بھی گھٹتی چلی جاتی ہے۔

۳۔ تمام سیال اور مرطوب دوائیں مثلاً عرقیات، اشربہ، معجونات، لعوقات، سکنجبین، خمیرے مربّے وغیرہ شیشوں کے مرتبان اور چینی کے بڑے بڑے برتنوں میں بند رکھنا چاہیے۔ علاوہ ازیں ان مرکبات کو تخمیر وغیرہ سے محفوظ رکھنے کے لیے ٹھنڈے مقامات روشنی سے دور، بلکہ فریزر وغیرہ میں رکھنا انسب ہے۔

۴۔ بعض رقیق تحفظات ہیں Liquid Preservants جن میں چیزیں سڑنے گلنے سے محفوظ رہتی ہیں مثلاً شہد و شکر کے مناسب قوام میں پھلوں کو محفوظ کرلیا جاتا ہے۔ چنانچہ مربے جات، تازہ پھلوں کو دیر تک ان کے اپنے خواص پر باقی رکھنے کے لیے بہترین شکل ہے۔ اسی طرح جانوروں

کے بعض اعضا جیسے مغزیات، یا قضیب وغیرہ، کو شہد میں ڈال کر رکھنا بھی ان کو محفوظ کرنے کی صورت ہے۔

۵۔ تمام دواؤں کو سیل، نمی اور سورج کی تیز روشنی گرد وغبار سے محفوظ رکھنا چاہیے۔

۶۔ دھات کے برتنوں میں جب کہ وہ قلعی دار بھی نہ ہوں، دواؤں کو ہرگز نہ رکھنا چاہیے قلعی دار برتنوں میں چند روز رکھا جا سکتا ہے۔ خصوصاً جب کہ دوائیں سیال ترش نہ ہوں۔

۷۔ ایک شیشی یا ایک ہی ڈبے میں دواؤں کو جمع کر کے نہ رکھنا چاہیے۔

۸۔ کپڑے اور ٹاٹ کے تھیلوں میں دواؤں کا رکھنا قطعی ممنوع ہے۔

۹۔ خشک جامد ادویہ بصورتِ قرص، حب، سفوف وغیرہ دھات کے قلعی دار برتنوں میں رکھے جا سکتے ہیں۔ خصوصاً جبکہ ان میں نمکیات نہ ہوں۔

دواؤں کی مدّتِ استعمال (دوا کی عمر)

Duration of utilization of drugs

دوائیں کتنی مدّت تک اپنی ہیئتِ ترکیبی پر باقی رہتی ہیں اور ان کے اجزائے مؤثرہ کتنی دیر تک اور کتنے زمانہ تک قابلِ استعمال رہ سکتے ہیں۔ اس کا انحصار دوا کے اپنے اجزائے ترکیبیہ، خود دوا کی ترکیب اور دوا کو محفوظ رکھنے کی استعداد پر موقوف ہے۔ اس لیے کہ بعض دوائیں اپنی ترکیب اور اجزائے ترکیبیہ کی بنا پر اس قدر کمزور اور ڈھیلی ڈھالی ہوتی ہیں کہ بہت جلد بیرونی عوارضات، گرمی روشنی، نمی اور پانی سے متاثر ہو کر اصل ہیئت کو کھو دیتی ہیں۔ اس کے برخلاف بعض دوائیں ترکیبی اعتبار سے مضبوط ہوتی ہیں اور مدتِ دراز تک بیرونی عوارضات کا مقابلہ کرتی رہتی ہیں۔ چنانچہ تمام

خوشبودار دوائیں بہت جلد اپنی اصلی ہیئت کو خیرباد کہہ دیتی ہیں۔ اسی طرح ادویۂ ... بیرونی فضا و ہوا، نمی و گرمی سے متاثر ہو کر ہیئتِ ترکیبہ کو تبدیل کر دیتی ہیں۔ اس کے برعکس حجریات دھاتیں اور دوسری معدنی اشیا اتنی جلد بیرونی اثرات سے متاثر نہیں ہوتی ہیں اور ایک مدتِ دراز تک ان کا رنگ و روغن اور دوسری طبیعی خصوصیات برقرار رہتی ہیں۔

دواؤں کی مدتِ استعمال کو متعین کرنے میں دوا کو محفوظ کرنے کی صورتوں پر بھی بڑا انحصار ہے۔ چنانچہ یہی خوشبودار اشیا اور ادویۂ حیوانیہ جو بیرونی عوارضات کی وجہ سے بہت جلد اپنی اصل کیفیت کو ختم کر دیتی ہیں۔ اگر ان کو تحفظ کے اصولوں پر بند ڈبوں Airtight اور بند شیشیوں میں رکھا جائے۔ نیز ادویۂ حیوانیہ کو اچھے تحفظات میں قائم کیا جائے تو یہی دوا کافی مدت تک قابلِ استعمال رہ سکتی ہیں۔ بہرحال دواؤں کی مدتِ استعمال کے تعین میں اس بات کو ہمیشہ اور ہر وقت اہمیت حاصل رہے گی کہ دوا کی طبعی خصوصیات اور ظاہری صفات مثلاً رنگ، بو، مزہ، شکل و صورت، وزن، قوام، چمک، دمک، رنگ و روغن باقی ہیں، تو ایسی دوا کے بارے میں سمجھا جائے گا کہ وہ قابلِ استعمال ہے۔ خواہ وہ کتنے ہی دنوں کی رکھی ہوئی کیوں نہ ہو اور جیسے جیسے ان صفات میں کمی آنی شروع ہوگی مدتِ استعمال کم ہوتی چلی جائے گی اور ایک وقت ایسا آئے گا کہ وہ دوا ناقابلِ استعمال Out of date ہو جائے گی۔

مندرجہ بالا حقائق کے پیشِ نظر دواؤں کی قطعی عمروں کا تعین ممکن نہیں ہے۔ البتہ تخمینی طور پر اور تجربہ کی بنیاد پر ماہرین علم الادویہ نے ہر گروہ کی دواؤں کے سلسلے میں کچھ مدت ہائے استعمال بیان کی ہیں۔ ان پر بھی توجہ رکھنی چاہیے ورنہ اصل اصول وہی ہے کہ دوا اپنی طبعی خصوصیات پر باقی ہے تو قابلِ استعمال ہے ورنہ نہیں۔

ادویۂ نباتیہ: Herbal drugs

دواؤں کا سب سے بڑا گروہ اور ذریعہ ہے۔ نباتی دواؤں کے مختلف اجزا جڑ سے

لے کر پھل اور تخم تک تمام ہی چیزیں دوائً مستعمل ہیں۔ ان کی تخمینی مدتیں درج ذیل ہیں۔

ا۔ بیخ، شاخ اور چھالیں Roots, Stems and Barks

یہ دو طرح کی ہیں ایک وہ جن میں بہت جلد گھن وغیرہ لگ جاتا ہے۔ اور وہ کرم خوردہ ہوکر ناقابلِ استعمال ہوجاتی ہیں یہ بہت جلد بیکار ہوجاتی ہیں۔ ان کو اسی وقت تک استعمال کیا جاسکتا ہے جب کہ وہ کرم خوردہ نہ ہوئی ہوں ایسی دوائیں زیادہ سے زیادہ ایک سال تک قابلِ استعمال رہ سکتی ہیں، مثلاً اصل السوس، زنجبیل، چوب چینی، زرد نباد، بہمن سرخ وسفید شقاقل، عاقر قرحا، بیخ انجبار، تربد وغیرہ جلد ہی کرم خوردہ ہوکر ناقابلِ استعمال ہوجاتی ہیں۔ یہ دوائیں اپنے زمانۂ حصول سے ایک سال تک قابلِ لحاظ رہتی ہیں۔ دوسری قسم ایسی ہے جو کرم خوردگی سے محفوظ رہتی ہے۔ ایسی دوائیں کم وبیش پانچ سال سے دس سال تک قابلِ استعمال ہوتی ہیں مثلاً درد عقربی، دارچینی، وج، زرد چوبہ، جنطیانہ، قسط تلخ وشیریں وغیرہ۔

۲۔ برگ، پتیاں۔ Leaves

ایک سال سے دو سال تک قابلِ استعمال رہ سکتی ہیں۔ مثلاً برگ سنائے مکی، برگِ گاؤزباں، تیز پتہ، پرسیاؤشاں، برگ نیم، برگ مورد وغیرہ۔

۳۔ شگوفہ اور پھول: Buds and Flower

گلِ بنفشہ، گلِ نیلوفر، گلِ گاؤزباں، شگوفۂ اذخر، قرنفل، گلِ سرخ، گلِ زوفا، گل مکھن گلِ دھاوا، گلِ سیوتی، ہرسنگھار وغیرہ بھی ایک سال سے دو سال تک قابلِ استعمال رہتے ہیں۔

۴۔ پھل: Fruits

تازہ پھل مثلاً سیب، بہی، انار، کیلا، سنترہ، اور دوسرے تمام تازہ پھل ہفتہ عشرہ سے زیادہ قابلِ استعمال نہ رہیں گے، حتیٰ کہ انگور، کیلا، امرود وغیرہ تو ایک دن دو دن سے زائد اپنی اصل پہ نہیں رہتے! ہاں اگر تازہ پھلوں کا مربا کر لیا جائے تو وہ ایک سال تک۔

قابلِ استعمال رہتے ہیں۔ مثلاً سیب و آملہ، سہی و بیل وغیرہ۔

۴۔ **خشک پھل:** مثلاً عناب، پستاں، حب بلساں، مازو، بلوط، آملہ، بلیلہ، ہلیلہ، آلو بخارا، بادام، اخروٹ، چلغوزہ، ناریل، پستہ، آلو بالو، الائچی خرد و کلاں وغیرہ۔ ان میں وہ پھل جو روغنی مواد سے پاک ہیں ایک سال یا دو سال تک قابلِ استعمال ہیں اور جن میں یہ زیادہ خاصی ہے مثلاً اخروٹ، بادام، پستہ، چلغوزہ، ناریل وغیرہ۔ اگر یہ اپنے چھلکوں میں محفوظ رہیں تو ایک سال تک قابلِ استعمال رہتے ہیں۔ اور اگر ان کو صاف کر لیا جائے تو پھر ان کی مدتِ عمر ہفتہ عشرہ سے زائد نہیں ہے۔ بجز بادام و اخروٹ کہ ان کی گری ایک سال تک چل سکتی ہے۔

۵۔ تخم :۔ Seed

تخمِ کاہو، خشخاش، کشنیز، زیرہ، کنجد، خیارین، کاسنی، رائی، ہالوں، میتھی وغیرہ کی مدتِ استعمال دو سے تین سال متعین کی گئی ہے۔ ان میں بھی جن تخموں میں روغنی اجزا زائد ہوں ان کی مدتِ استعمال نسبتاً کم ہو گی۔

۶۔ روغنیات :۔ Oils

روغنِ کنجد، روغنِ زیتون، روغنِ کاہو، روغنِ کدو، اور اس جیسے دوسرے تمام روغنیات کی مدتِ استعمال تقریباً دو سال ہے۔ البتہ روغنِ بلساں مدتِ دراز تک قابلِ استعمال رہتا ہے بلکہ کہا جاتا ہے کہ یہ جس قدر پرانا ہوتا جاتا ہے تیز ہوتا جاتا ہے۔

۷۔ صمغیات : Gums

گوند تین سال تک قابلِ استعمال رہتے ہیں مثلاً صمغِ عربی، کتیرا، اشق، جاوشیر دم الاخوین وغیرہ۔

۸۔ عصارات : Extracts

اقاقیا، ریوند، کات سفید اور دوسرے عصارات مثلاً رب السوس وغیرہ کی مدتِ عمر تین سال سے کچھ کم ہی ہے۔

۹۔ البان و ثیتوعات   دودھ جیسی خشک رطوبات Dried Juices۔

سقمونیا، افیون، فرفیون وغیرہ۔ ان کی عمریں مختلف ہیں مثلاً سقمونیا کم و بیش بیس سال تک قابلِ استعمال رہتی ہیں۔ فرفیون اس سے زائد اور افیون اس سے بھی کہیں زائد تقریباً پچاس برس تک۔

ادویۂ معدنیہ ۲۔ Minerals

دوسرا بڑا گروہ ادویۂ معدنیہ کا ہے اس میں ذوی الاجساد یعنی دھات اور ذوی الارواح یعنی اپدھات و حجریات اور مختلف ارضیات مثلاً سونا، چاندی، لوہا، تانبہ، رانگ، جست جیسے ذوی الاجساد یا دھات یا فلزات کہلاتی ہیں۔

گندھک، پارہ، ہڑتال، شنگرف، سم الفار، رسکپور، دار چکنہ وغیرہ ذوی الارواح یا اپدھات کہلاتی ہیں یہ حرارت پر بخارات کی شکل میں اڑنے لگتی ہے۔

ہیرا، یاقوت، زمرّد، لعل، سنگ موسی، حجر الیہود، مردار سنگ، گلِ مختوم، گلِ ارمنی، گلِ داغستانی، اقلیمیا، مرقشیشا، مردہ سنگ، توتیا، زہر مہرہ، زنگار، نوشادر، پھٹکری وغیرہ حجریات و ارضیات سے ہیں۔

۱۔ ذوی الاجساد ۔ دھات ۔ Metals OR Minerals

دھاتوں کی عمریں کم و بیش ہیں، چنانچہ بعض دھاتیں اگر پانی اور مٹی میں پڑی رہیں تو بہت جلد خراب ہو جاتی ہیں مثلاً لوہا اگر مٹی میں دفن کر دیا جائے تو بہت جلد زنگ آلود ہو کر ختم ہو جاتا ہے۔ بعض دھاتیں مٹی اور پانی سے متاثر نہیں ہوتی ہیں مثلاً سونا مدتِ دراز تک اس کی چمک دمک باقی رہتی ہے۔

۲۔ ذوی الارواح؛ اُپدھات۔ Semi Minerals

گندھک، پارہ، شنگرف، ہڑتال، سم الفار وغیرہ کی مدت العمر دھاتوں سے کم ہے۔

۳۔ حجریات وارضیات؛۔

حجریات کی عمریں بہت کافی ہوتی ہیں۔ ہیرا، یاقوت، زمرد، لعل، سنگ موسیٰ، سنگ خارا کی عمریں بہت طویل ہیں جن کو متعین نہیں کیا جا سکتا۔

زنگار کی قوت ایک سال ہے۔ سفیدہ چھ سال اور اقلیمیا، مرقیشا، توتیا، مردار سنگ سالہائے دراز تک باقی رہتے ہیں۔ زہر مہرہ بھی مدتِ دراز تک باقی رہتا ہے۔ گلِ ارمنی، گلِ داغستانی، گلِ ملتانی، گلِ مختوم بھی طویل مدت تک قابلِ استعمال رہتی ہیں۔ ان میں جو بو دار ہیں ان کی بو جب تک باقی ہے قابلِ استعمال ہوں گی۔

اگر مٹیوں کو سفوف کر لیا جائے تو اس حالت میں انکی قوتیں کمزور ہوتی جاتی ہیں اور کچھ زمانے کے بعد قابلِ استعمال نہیں رہتی ہیں۔

ادویہ حیوانیہ؛۔

اس گروہ میں دواؤں کی مقدار کم تر ہے۔

آبریشم، شکر تیغال، غروسک، سرطان، کیچوے، نیشِ عقرب، سنگ سرماہی، سریشم ماہی، پیہ بط، پلیہ بُز اور دوسری چربیاں، جانوروں کے پتے مثلاً زہرہ گاؤ، پنیر مایہ، سینگھ، کھر، ناخن، گوشت، خون، مشک، جندبیدستر، عنبر وغیرہ بہت سی دوائیں ازالۂ مرض میں کار آمد اور کثیر الاستعمال ہیں۔ حتیٰ کہ جانوروں کی بیٹ، گوبر اور مینگنی بھی مفید ہے

ان میں اگر چربیوں کو نمک کے ساتھ ملا کر رکھ دیں تو ایک سال تک ان کی قوت باقی رہتی ہے۔ اسی طرح جانوروں کے پتے اگر خشک کر کے رکھ لیے جائیں تو چار

...ں سال تک قابلِ استعمال رہتے ہیں۔ اسی طرح عرد سک، سرطان و کیچوے صاف اور خشک ہو کے رکھے جائیں تو دو سال تک کار آمد ہیں۔

پنیر مایہ ایک سال سے دو سال تک، سینگھ، کھر اور ناخن دو تین سال۔ گوبر، مینگنی، خون ایک سال سے بھی کم، مشک، عنبر، جند بیدستر تقریباً پانچ سے دس سال بشرطیکہ ان کی خوشبو باقی ہو۔ مروارید، سیپ اسی مدت تک بشرطیکہ ان کی چمک دمک باقی رہ سکے۔

ابدالِ ادویہ

Alternatives of drugs

ایک دوا کو دوسری دوا کے بدلے میں استعمال کرنے کی ضرورت مندرجہ ذیل صورتوں میں پیش آتی ہے۔

۱۔ دوا کا حصول مشکل ہو۔

۲۔ دوا اس قدر قیمتی ہو کہ عام انسان اس کو استعمال نہ کر سکیں۔

۳۔ جب کسی دوا کو ہم کسی خاص غرض کے لیے استعمال کرنا چاہیں مگر اس دوا کے استعمال میں نقصان کے پہلو زائد ہوں تو یا تو اصلاح کے بعد اس کو استعمال کیا جاتا ہے ورنہ اس خاص غرض کے لیے دوسری دوا کو منتخب کر لیتے ہیں۔

ایک دوا کو دوسری دوا کے بدلے استعمال کرنے میں دونوں دواؤں کے درمیان مندرجہ ذیل مماثلتیں ذریعہ بن سکتی ہیں۔

۱۔ یکسانیتِ مزاج۔

۲۔ یکسانیت طبعی خصوصیات۔

٢۔ یکسانیتِ نوعیتِ اعمال۔

ا۔ مزاجی یکسانیت:۔

ایک دوا کو دوسری دوا کی جگہ استعمال کرنے میں بہ ظاہر بہت مناسب معلوم ہوتا ہے کہ یکساں مزاج کی دوائیں ایک دوسرے کا بدل قرار دے دی جائیں۔ اس لیے کہ دوائیں اپنی کیفیت سے اثرات پیدا کرتی ہیں۔ پس اگر ایک دوا اپنی گرمی و خشکی کی وجہ سے امراضِ بلغمیہ میں مفید ثابت ہو رہی ہے۔ نایابی یا کم یابی یا اور کسی رکاوٹ کی وجہ سے استعمال نہ کی جا سکے تو اس مزاج کی دوسری دوا بلغمی مرض میں استعمال کی جا سکتی ہے۔ مثلاً اگر دارچینی نہ ملے تو ساذج ہندی اور قرنفل سے کام لیا جائے۔ بیخ اذخر نہ ملے تو مرزنجوش استعمال کر لیا جائے۔ برگِ سنا کی جگہ شحمِ حنظل یا تربد وغیرہ۔ مزاجی یکسانیت کی مثالیں ہیں۔ یہ اور اسی جیسی بہت سی دوائیں ہیں جو مزاجی یکسانیت کی وجہ سے ایک دوسرے کا بدل بن سکتی ہیں اور مسئلۂ بدل میں مزاج کو معیار بنا کر یکساں مزاج کی دواؤں کو ایک دوسرے کا بدل قرار دیا جا سکتا ہے ــــــ لیکن اگر بغور مطالعہ کیا جائے تو مزاجی مساوات مسئلۂ بدل کا حل نہیں ہے۔ اس لیے کہ تجربہ سے یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ بہت سی ایسی دوائیں ہیں جو مزاجی اختلاف حتیٰ کہ تضادِ مزاج کے باوجود ایک دوسرے کا بدل ہیں۔ چنانچہ آملہ جو بارد یابس ہے اسارون کا بدل ہے جو مزاجاً گرم و خشک ہے یہ دونوں دوائیں مزاجاً مختلف ہیں۔ دیگر افعال میں بھی مختلف ہیں لیکن مسوڑھوں کے گوشت کو مضبوط بنانے میں دونوں مساوی الاثر ہیں اور اسی وجہ سے اختلافِ مزاج کے باوجود ایک دوسرے کی جانشینی کر سکتی ہیں۔ اسی طرح ابہل اور جوز السرو مختلف المزاج ہونے کے باوجود ایک دوسرے کا بدل ہیں۔ یہ اور اس جیسی خاصی[1] دوائیں ہیں جو اختلافِ مزاج کے باوجود بدل ہیں۔ اس لیے مزاج کو بنیاد بنا کر بدل کا تعین غیر یقینی ہے۔

---

[1] ڈاکٹر نجم الحسن نے "ابدال ادویہ" کے تحقیقی مقالے میں تقریباً ساٹھ دوائیں ایسی بیان کی ہیں جو اختلاف مزاج کے باوجود ایک دوسرے کا بدل ہیں "ابدال ادویہ کی بحث کا تحقیقی مطالعہ"

۲۔ طبیعی خصوصیات: ظاہری شکل صورت میں یکسانیت۔

یعنی دوا کا رنگ، بو، مزہ، قوام، وزن اور دوسری خصوصیات کو بدل کے لیے بنیاد بنانا مزاج کے مقابلے میں زیادہ ضعیف ہے۔ اس لیے کہ عام طور پر دیکھا گیا ہے کہ رنگ کی یکسانیت کے باوجود دواؤں میں متضاد افعال وخصوصیات پائی جاتی ہیں۔ اسی طرح مختلف دواؤں میں مزہ میں یکسانیت کے باوجود افعال میں زمین آسمان کا فرق دیکھنے میں آتا ہے کڑوے مزے کی دوائیں سرد وخشک بھی ہیں اور گرم وخشک بھی۔ مثلاً افیون تلخ ہونے کے ساتھ سرد وخشک ہے۔ افستین تلخی کے باوجود گرم وخشک دوا ہے۔ دونوں کے اعمال میں بھی بُعدالمشرقین ہے۔ ایسے ہی دوسرے مزوں کا حال ہے۔ وعلیٰ ہٰذالقیاس بو میں بھی یہی صورتِ حال نمایاں ہے۔ ان تینوں میں ظاہری خصوصیات کے علاوہ قوام ووزن تو اور بھی زیادہ کمزور ہیں ان کی بنیاد پر دواؤں کو ایک دوسرے کا بدل ہرگز قرار نہیں دیا جاسکتا۔

۳۔ نوعیتِ اعمال کی یکسانیت:۔

چوں کہ دوا کی غرض ازالۂ مرض ودفعِ آلام ہے۔ اس لیے وہ تمام دوائیں جو اپنے جزءِ فعال کے اعتبار سے ایک دوسرے کے مماثل ہوں اور یہ جزءِ فعال ان ادویہ میں قدرِ مشترک کے طور پر موجود ہو تو ان دواؤں کو ان مخصوص فعل اور اس کی نوعیتِ عمل کی بنیاد پر ایک دوسرے کا بدل بنایا جاسکتا ہے۔ مثلاً مغز تخمِ تربوز، مغز تخم پیٹھا، مغز تخم کدو شیریں اور اسی قسم کے دوسرے مغزیات میں چند اجزاے فعالہ مشترک طور پر پائے جاتے ہیں۔ اس لیے یہ ایک دوسرے کا قائم مقام بن سکتی ہیں۔

اسی طرح سیب وموتی میں یکسانیت نوعیتِ عمل ہے۔ یہ بھی ایک دوسرے کی جانشین بن سکتی ہیں۔ مازو مائیں جو سرد وخشک ہیں اور ان کی نوعیتِ عمل عروق میں قبض وحبس پیدا کرکے رطوبات کے جریان کو روکتا ہے۔ اس نوعیتِ عمل کی یکسانیت کی بنا پر ایک دوسرے کا

بدل بن سکتی ہیں۔ اسی طرح املی اور آلو بخارا، شیرخشت و ترنجبین، انیسون و بادیان ہر ایک دوسرے کا بدل بن سکتی ہیں۔

پھر یہ ضروری نہیں ہے کہ ایک دوا جو دوسری دوا کا بدل ہے۔ یہ دونوں دوائیں اپنے تمام افعال اور نوعیتِ اعمال میں یکسانیت رکھتی ہوں ایسا ہونا قطعی ناممکن ہے اس لیے کہ ہر دوا اپنی صورتِ نوعیہ اجزاے ترکیبیہ میں مختلف ہوتی ہے۔ اسی لیے ہزار یکسانیتوں کے باوجود کسی نہ کسی فعل میں اختلاف لازمی ہے۔ اس لیے بدل بنانے میں کسی بھی فعل کی یکسانیت کافی ہے۔ مثلاً بادرنجبویہ تفریح و تقویتِ قلب میں آبریشم کا بدل ہے۔ البتہ آبریشم کا ایک دوسرا فعل کہ اس کا خاکستر آنکھوں کے لیے مفید ہے۔ بادرنجبویہ کے خاکستر میں یہ خصوصیت نہیں ہے پس آبریشم بادرنجبویہ کا بدل تمام افعال میں ہرگز نہیں ہے۔ چنانچہ بادرنجبویہ جس کو بلی لوٹن بھی کہتے ہیں۔ یہ خصوصیت ہے کہ بلی اس کی مخصوص مہک پر فریفتہ ہو کر اس پر لوٹنے لگتی ہے۔ آبریشم پر بھی لوٹنے لگے ایسا ہرگز نہیں ہے۔ چنانچہ کسی بھی دوا میں اس بات کی توقع قائم کرنا کہ وہ اپنے تمام افعال کے اعتبار سے دوسری دوا کا بدل بن سکے ممکن نہیں ہے۔ بلکہ بعض افعال یا کسی ایک فعل میں بدل ہونے کی بنا پر ایک دوا کو دوسری دوا کے مقام پر استعمال کیا جاسکتا ہے۔ زکریا رازی نے اپنی کتاب "ابدالِ ادویہ" میں اس بات کا پورا اہتمام کیا ہے کہ ایک دوا کو دوسری کا بدل قرار دینے میں اس کے اس مخصوص فعل اور نوعیتِ عمل کو بیان کر دیا ہے جس میں ایک دوا دوسرے کی بدل قرار دی گئی ہے ہم کو بھی اس روشنی میں دواؤں کے بدل کی تلاش و جستجو کرنا چاہیے۔ اسی طرح شدّت و خفت عمل کے اعتبار سے بھی بدل سے توقعات بہت محدود رکھنی چاہئیں۔ یہ عین ممکن ہے کہ کوئی دوا اپنے مخصوص فعل اور نوعیتِ عمل میں دوسرے کی موافقت رکھتی ہو اور اس اعتبار سے وہ ایک دوسرے کا بدل قرار پائی ہو لیکن شدّتِ عمل میں ایک دوسرے کی مماثل نہ ہو۔ مثلاً قتل دیدان امعا میں درمنہ، افستین کا بدل ہے۔ درمنہ حیات کیچووں پر قتل کا عمل زیادہ شدید رکھتا ہے۔ لیکن افستین چنونوں پر زیادہ

اسی طرح سرخس، کمیلہ کا بدل ہے۔ لیکن سرخس کدو دانوں کے قتل میں خصوصی
[ا]ثر رکھتی ہے جو کمیلہ کو کم تر حاصل ہے۔
ایسے ہی شورہ و گندھک کے ملنے سے بارود جیسی اشتعال انگیز چیز تیار ہوتی ہے ضروری
نہیں کہ اس کے بدل نمک لاہوری سے بھی گندھک کے ساتھ مل کر بارود بننے کی صلاحیت ہو۔
حقیقت یہ ہے کہ بدل کا مسئلہ ایسا نہیں ہے جس کو سرسری انداز پر حل کیا جا سکے۔
بلکہ ایک مشکل مسئلہ ہے جس کو بڑی حد تک ذہن نشین کرانے کی کوشش کی گئی ہے۔

دواؤں سے نقصانات اور ان کی اصلاح

مسئلہ اضرار و اصلاح

- Side effects and solution

نفع و نقصان دنیا کی ہر چیز سے وابستہ ہے۔ کوئی شئی اگر کسی لحاظ سے نفع بخش ہے تو دوسرے لحاظ سے وہ نقصان کا پہلو بھی رکھتی ہے۔ پھر اختلافِ طبیعت و مزاج، موسم و اوقات، اختلافِ زمان و مکان؛ ان سب کے اعتبار سے بھی ایک ہی شئے نفع بخش ہے اور وہی نقصان رساں بھی ثابت ہوتی ہے۔ چنانچہ سرد غذائیں سرد مزاج افراد میں نقصان کا باعث ہیں اور وہی سرد غذائیں گرم مزاج افراد کے لیے منفعت پذیر ہوتی ہیں۔ زمانہ سرما میں سرد غذاؤں کے استعمال سے مضرتیں اور گرم غذاؤں سے آرام و آسائش حاصل ہوتی ہے۔ اسی طرح دنیا کی تمام غذائیں ہی نہیں بلکہ دوائیں بھی ان تمام اعتبارات کی بنا پر نفع و نقصان کی حامل ہیں۔ کسی بھی طریقۂ علاج میں یہ تصور کہ دوائیں صرف نفع اندوز ہی ہیں اور ان سے نقصان کے پہلو یا تو بالکل نہیں یا بہت کم ہیں، بالکل عبث ہے۔ یقیناً جو

دوا نقصان کا پہلو نہیں رکھتی وہ نفع اندوزی سے بھی خارج ہے۔ حتیٰ کہ جس دوا سے جس درجہ نفع ہوتا ہے اسی درجہ پر اس میں نقصانات مضمر ہوتے ہیں۔ چنانچہ درجۂ اول یا اعتدال کے قریب دوائیں اگر زیادہ نفع بخش نہیں ہیں تو ان کے نقصانات میں بھی وہ شدت نہیں جو درجۂ چار کی دواؤں میں ہے جب کہ درجۂ چار اور تین کی دوائیں بہ عجلت اثر انداز ہوتی ہیں۔ ان کی کم سے کم مقدار بھی نفع نقصان سے خالی نہیں ہے۔ اب جب کہ یہ بات ایک حقیقت نفس الامری ہے کہ ہر دوا جس کو ہم جالب منفعت کے لیے استعمال کرنا چاہتے ہیں اس میں اس منفعت مطلوبہ کے ساتھ ساتھ نقصان و ضرر کے پہلو بھی پوشیدہ ہیں تو ضرورت اس بات کی داعی ہے کہ اس دوا کے مضر پہلوؤں پر توجہ کرتے ہوئے اس کی اصلاح کی طرف توجہ کی جائے۔ چنانچہ دواؤں کی مضرتوں کو دور کرنے کی چند صورتیں ہیں۔

(۱) بسااوقات دوا کی محض شکل و ہیئت بدلنے سے اس کی اصلاح ہو جاتی ہے ایسے وقت میں دواؤں کو مختلف تدابیر سے قابلِ استعمال بنالیا جاتاہے تاکہ مضرت رسانی ختم ہو جائے اور صرف منفعت بخش اجزاء عمل پذیر ہوں۔ اس کو "مدبر" کی اصطلاح سے موسوم کیا جاتاہے۔ تدبیر و اصلاح کے اس عمل میں ہم کسی دوا کو بریاں کرتے ہیں۔ مثلاً شب یمانی، نیلا کھوتھا، ہلیلہ جات، مازو افیون وغیرہ۔ ان کے نقصان دہ اجزا کی اصلاح بریاں کرنے کے بعد ہو جاتی ہے۔ یا کسی دوا کو سوختہ کرتے ہیں۔ مثلاً نیش عقرب سوختہ، سرطان خرق ہوئے سوختہ، مار سوختہ وغیرہ۔ اسی کو "احراق" بھی کہتے ہیں۔ اس عمل سے زہریلے نقصان دہ اجزا کی اصلاح ہو جاتی ہے۔ ایسے ہی دواؤں کو چرب کرنا، کسی دوا کو دھونا یا بھگانا، جس کو "اطفا اور بت دینا" بھی کہتے ہیں۔ وغیرہ سب کی سب اصلاح کی صورتیں ہیں جو شکل و ہیئت کی تبدیلی کی بنیاد پر ہیں۔

۲۔ طریقۂ استعمال کے تبدیلی سے بھی دواؤں کی مضرتوں کی اصلاح ہوتی ہے۔ مثلاً بعض دواؤں کو بجائے دہن کے دینے کے، براہِ حقنہ یا براہِ انجکشن جلد اندرون بدن داخل کرنا ایسی صورت میں کہ براہِ دہن اسی دوا سے قے کا اندیشہ ہے۔ نیز معدہ میں کرب و بے چینی کا خوف

(۳) کسی دوسری دوا کو ملانے سے بھی اصلاح ہو جاتی ہے ۔ اس دوسری دوا کو دوائے مصلح کہتے ہیں۔

ادویۂ مصلحہ مختلف طریقوں سے اصلاح کا عمل کرتی ہیں ۔

(۱) اصل دوا کی تیزی حدت دور کر کے اس کے نقصانات کو کم یا ختم کرتی ہیں مثلاً تیزابات جو معدہ میں سوزش و جلن پیدا کر سکتے ہیں ۔ ان کی تیزی و حدت کو دور کرنے کے لیے ان کے ساتھ پانی کی مقدار بڑھا دی جاتی ہے ۔ ایسے ہی سلفا گروپ کی دواؤں کو استعمال کرنے سے گردوں میں پتھری کے بن جانے کا قوی امکان ہوتا ہے ۔ ایسی صورت میں پانی کی مقدار میں اضافہ اس مضرت کو پیدا نہیں ہونے دیتا ہے ۔ پانی کی بڑی مقدار گردوں اور مثانے سے ایسے تمام اجزاے ارضیہ کو بہا لے جاتی ہے ، جن سے پتھری بننے کا شدید اندیشہ ہو ۔ اس غرض کے لیے نہ صرف پانی بلکہ مختلف شربت، عرق روغن ، شہد ، اور دوسرے لعابات دواؤں کے ساتھ بطور مصلح استعمال کیے جاتے ہیں ۔

(۲) دوائے مصلح اپنے مزاجی اختلاف و تضاد کی بنا پر اصلِ دوا کے اجزاے موثرہ کی حدت و تیزی کو کم کر دیتی ہے جیسا کہ کھار کے مقابلے میں تیزاب کا استعمال ۔

(۳) دوائے مصلح اصل دوا کے عمل میں کسی قسم کی کمی نہیں کرتی بلکہ اس دوا سے جو دوسرے نقصانات پیدا ہوتے ہیں ان کو کم کرتی ہے مثلاً مسکنِ الم دوائیں تسکینِ درد کے ساتھ قلب کو کمزور کرتی ہیں ۔ چنانچہ افیون ، اجوائن خراسانی اور دوسری مسکن دوائیں قلب کے ضعف کی باعث ہوتی ہیں ۔ ایسی صورت میں ان کے ساتھ بطور دوائے مصلح قلب کی تقویت کے لیے مقویاتِ قلب آبریشم ، درونج ، مشک و عنبر ، زعفران وغیرہ دیا جاتا ہے ۔ اسی طرح جریانِ خون کو روکنے کے لیے حابسِ دم دواؤں کے استعمال سے جہاں خون بند ہوتا ہے ۔ وہیں قبض میں شدت آجاتی ہے ۔ ایسے وقت میں ان حابسِ دم ادویہ کے ہمراہ بطور دوائے مصلح کچھ ادویۂ ملینہ ملا دیتے ہیں ، یا مسہلات کے استعمال سے آنتوں میں خراش پیدا ہونے کا اندیشہ ہوتا ہے ۔ اس سے محفوظ رکھنے کے لیے مسہل دواؤں کے ہمراہ کچھ لعابی دوائیں شامل کر دی جاتی ہیں ۔ یہ اور اسی

قسم کی بہت سی ضرورتیں ہیں جن میں ہم مناسب "ادویۂ مصلحہ" کو استعمال کرتے ہیں۔ تجربات سے ایسی قسم کی چیزوں کو متعین کیا گیا ہے اور آئندہ بھی کیا جاتا رہے گا۔ ادویۂ مصلحہ کے تعین میں اطبا نے اپنی ذمہ داریوں کو پورے طور پر ادا نہیں کیا ہے اور مفردات کی کتابوں میں بہت سی مصلح ادویہ محض تجربی کی ہیں۔ صاحبانِ علم و فن کو اس طرف توجہ دینا لازم ہے۔ گویا مصلح کی بھی اصلاح ضروری ہے۔

ترکیبِ ادویہ کی ضرورت اور اسکے قوانین

Necessities of compounds and their rules

اس عنوان کے تحت ایک دوا کو دوسری دوا کے ساتھ شریک کرنے کی ضرورت اور اس کے متعلق قوانین کا تذکرہ ہے خواہ دوائیں نباتی ہوں یا حیوانی و جمادی ظاہر ہے کہ یہ سب قدرتی دوائیں اگرچہ خود مختلف اجزائے ترکیبیہ اور عناصر سے مرکب ہیں اور ان کو مفرد کہنا محض اصطلاحی صورتِ حال ہے۔ حتیٰ کہ ادویہ جو ایک ہی قسم کے عناصر و اجزا سے ترکیب پاتی ہیں مرکب ہی ہیں۔ ان دواؤں کو مفرد صرف اس بنا پر کہا جاتا ہے کہ ادویۂ مفردہ قدرتی طور پر پائی جانے والی دوائیں ہیں۔ اور ان کی ترکیب و ترتیب میں انسانی صنعت کو دخل نہیں ہے۔ اس کے مقابل اصطلاحی طور پر مرکب وہ تمام دوائیں ہیں۔ جن کو مختلف حیلوں سے مصنوعی طور پر تیار کیا گیا ہے۔ از قسم جوشاندہ، خیساندہ، قرص، سفوف، حبوب، معاجین، اشربہ، جوارش و خمیرہ جات سب اسی قسم کے اصطلاحی مرکبات ہیں۔

دوائیں نہ تو جسمِ انسانی کے مشابہ ہیں اور نہ مشابہت اختیار کرنے کی صلاحیت رکھتی ہیں بلکہ وہ اپنی مخصوص تاثیر و کیفیات سے اثر انداز ہو کر جسم سے بعینہٖ خارج ہو جاتی ہیں۔ اس لیے کسی ایسی چیز کا استعمال جو جسم کے مماثل و مشابہ نہ ہو۔ صرف شدید ضرورت کے پیشِ نظر

کیاجاتا ہے۔ اور ضرورت جس حد تک باقی رہتی ہے اسی حد تک ایسی اشیا کو استعمال کرنا موزون ہے۔ بلاضرورت کثیر مقدار میں ان چیزوں کا استعمال غیر مناسب اور جسم کی ساختوں اور دوسری بافتوں کے لیے شدید نقصان کا باعث ہو سکتا ہے یہی وجہ ہے کہ ایسی تمام دوائیں جو خالص دوا ہیں اور بدلِ ما یتحلل کی فراہمی سے قطعی عاجز ہیں۔ ان دواؤں کے مقابلے میں زیادہ نقصان کا باعث ہیں جن میں غذا بننے کی بھی صلاحیت ہے۔ پھر خالص دواؤں میں بھی کیفیات کی شدت و خفت سے نقصانات میں خفت و شدت کے اندیشے بڑھ جاتے ہیں۔ اسی بنا پر دواؤں کا استعمال کم سے کم تعداد و مقدار میں مستحسن قرار دیا گیا ہے۔ نیز علاج بالدوا کے مقابلے میں علاج بالغذا و بالتدبیر کو زیادہ بہتر سمجھا جاتا ہے۔ بلاضرورت کثیر تعداد میں دواؤں کا استعمال کسی بھی حالت میں مناسب نہیں ہے۔ شیخ بوعلی سینا نے اس کی طرف واضح اشارہ کیا ہے۔

"یاد رکھو کہ مجرّب و آزمودہ دوا غیر آزمودہ دوا سے بہتر ہے۔ اور مرض واحد میں قلیل تر دوائیں کثیر دواؤں سے افضل ہیں۔"

اسی طرح علاج بالمفردات بھی مرکبات کے مقابلے میں افضل و مستحسن ہے چنانچہ علامہ قرشی نے کہا ہے کہ "مفرد دوا کو اپنے مقصود کے لیے کافی و شافی پاکر کسی مرکب دوا کو ترجیح نہ دینا چاہیے۔" اس اصول سے ظاہر ہے کہ مفرد ادویہ وہ بھی کم سے کم دواؤں سے علاج بہتر ہے مرکب ادویہ سے علاج صرف شدید ضرورت کے پیشِ نظر ہی جائز ہے۔ جیسا کہ شیخ نے اشارہ کیا ہے۔

"ہر مرض کے علاج میں اور خصوصاً امراضِ مرکبہ میں۔ بسا اوقات دوائے مفرد سے علاج میں کامیابی نہیں ہو سکتی، اگر ایسا ممکن ہوتا تو ہم ہمیشہ کے لیے اس کو اپنا وطیرہ بنا لیتے۔"

شیخ کے اس قول سے ایسی ضروریات کی طرف اشارہ ملتا ہے جس میں ہم محض مفرد دوا سے علاج میں قاصر رہتے ہیں۔ انھیں اوقات میں ایک دوا کے ساتھ دوسری دوا کی شرکت ضروری ہوتی ہے ورنہ بلاضرورت دوائے مرکب یا کثیر دواؤں کا اشتراک نہ عقل و فہم کی رہنمائی کرتا ہے اور نہ حذاقت کی دلیل ہے۔ حاذق و دانا، لائق و فائق معالج ہمیشہ اس کی کوشش

کرتے ہیں کہ دوائیں کم سے کم استعمال کی جائیں۔ یہ ان کے تبحر، حذاقت اور کثرتِ استعمال کی دلیل ہوتی ہیں۔ ہاں بدرجۂ مجبوری مرکبات کا استعمال بہرحال جائز ہے۔ ذیل میں ان امور کی طرف توجہ دلائی گئی ہے۔ جس میں ہم مفرد کے بجائے مرکب دواؤں کے استعمال پر مجبور ہوتے ہیں۔

ترکیب ادویہ کی حاجتیں۔

ایک دوا کو دوسری دوا کے ساتھ ملانے کی مندرجہ ذیل ضرورتیں ہیں۔

۱۔ دوا کی اصلاح:۔

الف۔ اضرار و اصلاح کے ذیل میں بیان کیا جا چکا ہے۔ کہ دوا کی مضر تاثیر کی اصلاح جہاں مختلف تدابیر سے کی جاتی ہے وہیں ان مضر اثرات کو دور کرنے کے لیے کوئی ایسی دوا شریک کر دی جاتی ہے جس سے مضر اثرات باقی نہیں رہتے جیسا کہ شیخ نے اس سلسلے میں اصول کلی بیان کیا ہے کہ "بسا اوقات ایک دوا کو کسی مرض کے لیے استعمال کرنا ہوتا ہے وہ دوا اس مرض کے لیے کافی ہوتی ہے۔ لیکن اس دوا سے دوسری قسم کی مضرتیں ظاہر ہوتی ہیں تو اس وقت ہم اس دوائے مفرد کے ساتھ کوئی ایسی دوا شریک کر دیتے ہیں جو اس کی مضرت کو دفع کر دے"۔

مثلاً شحم حنظل کے استعمال سے اصل مرض کا دفعیہ تو ہوتا ہے لیکن آنتوں میں مروڑ کا قوی امکان رہتا ہے اس مضرت کو دور کرنے کے لیے بطور اصلاح کسی محذر دوا مثلاً اجوائن خراسانی، لفاح وغیرہ کو اس کے ساتھ شریک کر دیتے ہیں ان کی وجہ سے معدہ و امعا مروڑ و اینٹھن سے محفوظ رہتے ہیں یا کوئی لیسدار شے ملا دیتے ہیں جو مسکن امعا ہو مثلاً کتیرا، صمغ عربی وغیرہ۔ اسی طرح تربد کے ساتھ زنجبیل ملاتے ہیں۔ نیز سقمونیا اور ریوند سے بھی مروڑ کا شدید اندیشہ ہے۔ ان اوقات میں کبھی زنجبیل بطور اصلاح استعمال ہوتی ہے۔

ب۔ بہ لحاظ تاثیر دوا میں کسی قسم کی مضرت نہیں ہے البتہ اس کے ظاہری خواص ایسے مکروہ ہیں کہ اس دوا کو استعمال کرنا مشکل ہوتا ہے مثلاً دوا، رنگ، بُو، مزہ میں انتہائی کریہہ الصفات ہے اور مریض کی طبیعت اس کو قبول نہیں کرتی ایسی صورت میں ان ظاہری کراہتوں کو دُور کرنے کے لیے ایک دوا کے ساتھ دوسری دوا کو شامل کیا جاتا ہے۔ مثلاً صبر کہ اس کا مزہ انتہائی مکروہ ہے اس کی اصلاح کے لیے شہد و شکر کا اضافہ کر دیا جائے۔ زمانہ حال میں ایسی بدمزہ اشیا کو مختلف کیپسول میں رکھ کر یا شکر لپیٹ کر استعمال کرایا جاتا ہے۔ اسی طرح املتاس اور مچھلی کے تیل کی بو جو نہایت درجہ قوی ہے اس کو دُور کرنے کے لیے گلاب، زعفران مشک و عنبر کا اضافہ ضروری ہے۔ اس طرح دوا کو مرغوب و مانوس بنانے کی حتی الوسع کوشش کی جاتی ہے۔

۲۔ اضافہ قوت کے لیے۔ (دوائے معین)

کبھی ایک دوا کو دوسری کے ساتھ شریک کرنے کے لیے یہ امر داعی ہوتا ہے کہ جو دوا ہم دینا چاہتے ہیں اس کی قوتِ تاثیر کم ہے تو دوسری اسی جیسی دوا شامل کر کے اس دوا کی مجموعی قوتِ تاثیر میں اضافہ کر دیا جاتا ہے۔ جب کہ یہ دونوں دوائیں الگ الگ رہ کر یہ قوتِ تاثیر پیدا نہیں کرتی ہیں۔ چنانچہ شیخ نے لکھا ہے کہ "بسا اوقات ہم کو دوائے مسخن استعمال کرنا ہوتی ہے لیکن دوا ایسی نہیں ملتی جو پورے طور پر عملِ تسخین انجام دے سکے۔ ایسے وقت میں ہم کوئی دوسری مسخن دوا شریک کر دیتے ہیں۔"

مثلاً نفیس نے بھی اسی قسم کا اشارہ کیا ہے۔ اسی طرح قوتِ قابضہ کے لیے دم الاخوین اگر ناکافی ہوتا ہے تو اس کے ساتھ کات سفید یا مازو یا مائیں اور شب یمانی کا اضافہ کر دیتے ہیں اور تنفیث کے عمل میں اضافہ کے لیے اصل السوس کے ساتھ گلِ گاؤزباں وغیرہ شریک کیا جاتا ہے یہ اور اس قسم کی سیکڑوں مثالیں ہیں۔

۳۔ تضعیفِ عمل کے لیے۔ دوا کے اثر کو کمزور بنانے کے لیے۔

کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ بغرضِ علاج جو دوا مقصود ہے اس میں قوت زائد ہے اور ازالۂ مرض کے لیے اس درجہ کی قوت درکار نہیں ہے۔ یہ قوتِ زائدہ نہ صرف یہ کہ بلا ضرورت ہو بلکہ بسا اوقات نقصان کا پیش خیمہ ہو سکتی ہے ایسے وقت میں اس زائد قوت کو کم کرنے کے لیے مخالف قوت دوا کو شریک کرنا ضروری ہوتا ہے جیسا کہ شیخ نے بیان کیا ہے کہ "بسا اوقات علاج کے سلسلے میں ایک دوا زیادہ گرم ہم کو حاصل ہوتی ہے جس کی بڑھی ہوئی حرارت مقصود نہیں ہوتی تو اس وقت حرارت کو کم کرنے کے لیے کسی سرد دوا کو اس کے ساتھ شریک کر دیتے ہیں"۔

یہ عمل معین کے مقابل ہے اس کی بہت سی مثالیں ہیں مثلاً کسی مریض کو ادرار خفیف یا تلیینِ خفیف کی ضرورت ہے لیکن جو دوا حاصل ہے وہ شدید مدر یا مسہل ہے ایسے وقت میں اس کی شدت کو کم کرنے کے لیے ادویۂ قابضہ کی شرکت سے اسہال یا ادرار کا عمل کم ہو سکتا ہے۔ اسی لحاظ سے مسہلات، معرقات، ملینات، مدرات، منفثات، محللات قویہ وغیرہ کی موجودگی میں ان کے مخالف قوت دواؤں کی شرکت سے اعمال میں ضعف اور کمزوری پیدا ہو جائے گی۔

۴۔ ابطائے نفوذ کے لیے:۔

بسا اوقات دوا کی قوتِ نافذہ کو کم کرنا ضروری ہوتا ہے جب کہ یہ قوت دوا میں ضرورت سے زائد ہو۔ قوتِ نفوذ کو کم کرنے کے لیے ایسی دوا کو شریک کرتے ہیں جس میں قوتِ نفوذ کم ہو۔ اسکو ابطاء النفوذ کہتے ہیں۔ ذاتی و عرضی

۱۔ ابطائے ذاتی:۔

کسی دوا میں قوتِ نفوذ زائد ہے اس کو کم کرنے کے لیے ایسی دوا کو اس دوا کے ساتھ شریک کیا جائے جو براہِ راست اصل دوا کی قوتِ نفوذ کو کم کر دے مثلاً روغنیات لطیفہ کا نفوذ جیسی سریع النفوذ کے ساتھ روغنِ بیدانجیر جیسی بطئی النفوذ دوا کو ملا دینے سے کافور کے نفوذ کی سرعت کم ہو جاتی ہے۔ یا سرکہ و شراب میں پانی کی آمیزش سے سرکہ اور شراب کی سرعتِ نفوذ میں سستی

جاتی ہے۔ ایسے ہی بعض دواؤں کے ساتھ مختلف لعابات کی شرکت سے ہی ان دواؤں کے نفوذ میں کمی آجاتی ہے۔ اسی طرح سنکھیا کے بعد گھی یا انڈے کی سفیدی کے استعمال سے سنکھیا کی قوتِ نفوذ میں سستی پیدا ہو جاتی ہے۔ یہ سب براہِ راست اصل دوا کی قوتِ نفاذہ کو سلب اور بطی کرتی ہیں

۲۔ ابطائے عرضی :۔

اس عمل میں دوسری دوا براہِ راست قوت نفاذہ کو کم نہیں کرتی بلکہ بدن میں پہونچ کر کسی عضو میں ایسے تغیرات پیدا کرتی ہے جس سے اصل دوا کے عمل میں قدرے مزاحمت اور رکاوٹ پیدا ہو جاتی ہے اور اس کے نفوذ اور جذب کا رخ جزوی طور پر بدل جاتا ہے اس اصول پر ایک استفراغ دوسرے استفراغ کے عمل کو سست کر دیتا ہے۔ مثلاً مدر بول دوا اگر معرق کے ساتھ شریک کر لی جائے تو اس سے تعریق کے عمل میں رکاوٹ و سستی آجاتی ہے۔ اور معرق دواؤں کے نفوذ میں کمی پیدا ہو جاتی ہے۔ اسی طرح دوائے مقی دوائے مسہل کے عمل کو ضعیف و سست کر دیتی ہے۔ دوائے مقی کے شریک کرنے سے دوائے مسہل کے اجزائے موثرہ آنتوں کی طرف سرعت سے نفوذ کرنے سے عاجز رہتے ہیں۔ دواؤں کے اس عمل میں امالۂ مواد کا اصول کارفرما ہے جس کی بنا پر مواد کا رخ کم و بیش دوسری طرف ہو جاتا ہے۔

۵۔ سرعتِ نفوذ کے لیے :۔

دوا کے عمل اور قوتِ نفوذ کو بڑھانے کے لیے کسی دوا کو شریک کرنے کی ضرورت۔

ایسی دوائیں جو بطی النفوذ ہوں یا تنہا ناقابلِ نفوذ ہوں تو ان دواؤں میں قوتِ نفاذہ پیدا کرنے کے لیے عام طور پر ایسی دواؤں کو شامل کرنا ضروری ہوتا ہے۔ جو اصل دواؤں کو بہت جلد مقامِ مرض پر پہنچا کر اثرات قائم کریں۔ ایسی دواؤں کو بدرقہ بھی کہتے ہیں۔ ایسی چیزیں پانی، سرکہ، شربت اور روغنیات لطیفہ ہو سکتی ہے۔ چنانچہ جلد پر لگائی جانے والی بعض دوائیں اگر بدرقہ کے بغیر استعمال کی جائیں تو وہ اندرونِ جلد نفوذ نہیں کرتیں اور جب کسی روغن کے ساتھ ان کو لگایا جائے تو وہ اس روغن کے ساتھ محلول ہو کر اندرونِ جلد نفوذ کر جاتی

دیں۔ اسی طرح پانی کے ساتھ مل کر ایسی تمام اشیا جو پانی میں حل پذیر ہوں، جلد مقام مرض تک پہنچ جاتی ہیں۔ ادویہ مدرہ کے ساتھ روغن ذراریح کی شرکت سے ادرار کا عمل تیز ہو جاتا ہے۔

۶۔ امراضِ مرکبہ کے علاج کے وقت :-

دو مختلف المزاج وکیفیات امراض کے بیک وقت بدن میں عارض ہونے کی بنا پر ہر دو کا لحاظ کرتے ہوئے کسی ایک دوا کا استعمال کافی نہیں ہو پاتا، ایسے وقت میں دوسری دوا کو ملانا اور شریک کرنا ضروری ہوتا ہے مثلاً نزلہ کے ہمراہ حمی کی موجودگی میں ہر جہت کے لیے الگ الگ دوا کا انتخاب ہوگا۔

۷۔ تحفظِ ادویہ :-

دواؤں کو محفوظ اور حفاظت کے عمل میں بتلایا جا چکا ہے کہ بعض دواؤں کو ایسے محلول میں رکھنا پڑتا ہے جن کی وجہ سے ان میں تعفن اور فساد لاحق نہ ہو سکے اور وہ تا دیر اپنی اصلی حالت پر باقی رہیں۔ مثلاً تازہ پھلوں کو شکر اور شہد کے قوام میں بصورتِ مربا رکھنا۔ اسی طرح گلقند، شربت وغیرہ بھی اس کی مثالیں ہیں یا نمک، سرکہ، الکوحل، فارمولین وغیرہ کا استعمال اور شریک کرنا۔

۸۔ دواؤں کی مقدار بڑھانا :-

بعض دوائیں جو عام طور پر بہت تیز سریع الاثر اور سمی ہوتی ہیں وہ نہایت قلیل مقدار میں استعمال کی جاتی ہیں۔ ایسی دوائیں اگر تنہا استعمال کرائی جائیں تو ان کے ضائع ہونے کا اندیشہ ہوتا ہے اس صورت میں ان کو محفوظ طریقہ پر بدن میں پہنچانے کے لیے اس کی مقدار میں اضافہ کیا جاتا ہے جو کسی مناسب دوا کے ذریعہ ہوا کرتا ہے مثلاً سفوف چٹکی کو ماں کے دودھ میں جواہر مہرہ، کشتہ اور دوسری چیزوں کو کسی مناسب دوا میں ملا کر دیا جاتا ہے۔

ان اغراض کے علاوہ بھی بہت سی ایسی صورتیں ہیں جن میں ایک دوا کو دوسری کے ساتھ ترکیب دینا ضروری ہوتا ہے۔ مثلاً عفونی بخاروں میں بخاروں کی دوا کے ساتھ تلیینِ اخلاط کی غرض سے ملینات کا شریک کرنا وغیرہ۔

متناقضات

متضاد اثرات دوائیں :۔

ترکیبِ ادویہ کے ذیل میں ایک دوا کو دوسری دوا کے ساتھ ملانے اور استعمال کرنے کی ضرورتوں پر روشنی ڈالی گئی ہے اور دواؤں کے استعمال میں ترکیب کی اہمیت و ضرورت کو واضح کیا گیا ہے۔ ترتیبِ نسخہ کے وقت جہاں ان تمام حاجتوں پر توجہ ضروری ہے وہیں اس جانب توجہ ضروری ہے کہ متضاد اثرات رکھنے والی دواؤں کو ایک دوسرے کے ساتھ ملانا کس حد تک ممنوع اور کس حد تک جائز ہے متناقض آثار دواؤں سے مراد ایسی ہی دوائیں ہیں جن کے اثرات و حالات متضاد ہیں اور جن کو ایک دوسرے سے ملانا عام طور پر سودمند نہیں ہوتا بلکہ ایسی دواؤں سے اکثر نقصان ہوتا ہے۔ دواؤں میں تناقض کی تین قسمیں ہیں۔

۱۔ تناقضِ فعلی ۔ ۲۔ تناقضِ کیمیادی ۔ ۳۔ تناقضِ کیفی ۔

ا۔ تناقضِ فعلی ۔

یہ ایسا تناقض ہے جس میں ایک دوا کی تاثیر دوسری دوا سے بالکل متضاد و مخالف ہوتی ہے۔ مثلاً قبض و اسہال، تحلیل و تکثیف، تبرید و تسخین، نضج و نفاحت، انبساط و انقباض، ادرار و حبس وغیرہ۔ یہ تمام افعال ایک دوسرے کے مخالف و متضاد ہیں۔ وہ تمام دوائیں جن سے اس قسم کے متضاد و مخالف اثرات رونما ہوتے ہیں۔ آپس میں متناقض ادویہ کہلاتی ہیں اور یہ افعال متناقض آثار کہے جاتے ہیں۔ بالکل ایسے ہی جیسے کہ ترشیاں، بورقیت کے مخالف اور متضاد ہیں۔ اس قسم کی متناقض آثار دوائیں کسی نسخہ میں اگر شریک کی جائیں تو اگر ان میں قوت و ضعف کے اعتبار سے مساوات ہوگی تو کسی قسم کا اثر ان سے ظاہر نہ ہوگا۔ اور اگر ایک کی قوت زائد اور دوسرے

کی کم ہو تو زیادتی کا بہت کم اثر ہوگا ...... اس لیے ایسی دواؤں کا کسی نسخہ میں شریک کرنا سودمند نہیں ہے۔ اس لیے کہ اس طرح ایک دوا کی قوت دوسری دوا کی قوت سے ٹکرا کر ٹوٹ جائے گی اور اس مجموعہ میں کسی قسم کی موثر قوت باقی نہ رہے گی۔ ہاں بسا اوقات دوا کی شدتِ قوت کو کم کرنے کے لیے ایسا کیا جاسکتا ہے جیسا کہ ترکیب کی ضروریات کے ذیل میں انضعافِ قوت کے لیے مخالف قوتِ دوا کو شریک کیا جاتا ہے۔ مثلاً شدید مسہل دوا کے ساتھ کوئی قابض دوا شریک کردی جائے یا کسی شدید گرم و مسخن دوا کے ہمراہ مبرد دوا ملادی جائے۔ یہ معالجاتی ضرورتوں کے پیشِ نظر حاذق معالج کرسکتا ہے۔

۲۔ تناقضِ صوری، یا تناقضِ کیمیائی۔

یہ ایسا تناقض ہے جس میں دو دواؤں کے ملانے سے عناصر کی ترتیب و ساخت بدل جاتی ہے اور وہ اپنی صورتِ نوعیہ پر باقی نہیں رہتی ہیں بلکہ نئی چیزیں بن جاتی ہیں۔ مثلاً محلول اجزا کا راسب ہوجانا، یا بعض حامض اجزا میں بورقی اجزا کے ملنے سے بخارات کا بن جانا۔ یہ نئی چیز یا تو مفید و کارآمد ہوتی ہے یا مضر، یا نہ کارآمد نہ مضر، بلکہ بالکل بے اثر ...... پہلی صورت میں منفعت کی بنیاد پر اس قسم کی متضاد چیزوں کو ملانا صحیح ہے۔ جیسا کہ بعض حامض دوائیں بورقی دواؤں سے مل کر بخارات پیدا کرتی جو معدہ میں پہنچ کر ہاضم و کاسرِ ریاح ہوتے ہیں باقی دوسری صورتیں ظاہر ہے کہ غیر مفید و بے کار ہیں۔

۳۔ تناقضِ کیفی:۔

یہ ایسا تناقض ہے جس میں دونوں دواؤں کی صورتِ نوعیہ باقی رہتی ہے اور آمیزش سے کسی قسم کا استحالہ واقع نہیں ہوتا جیسا کہ تیل اور پانی کی آمیزش (اور نہر مہرہ طباشیر لاکھ وراں وغیرہ بھی پانی میں محلول نہیں ہوتے اور اپنی حالت پر باقی رہتے ہیں) ...... ظاہر ہے کہ تناقضِ کیفی کی صورت میں دو متناقض اشیا کو ایک دوسرے کے ساتھ شریک کرنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

نسخہ کی ترتیب و ترکیب

متناقض آثار دواؤں کے تذکرے سے یہ بات صاف ظاہر ہے کہ دو یا زائد دواؤں کو آپس میں ملانے سے مفادات و مضرتیں دونوں ہی ہیں چنانچہ شیخ نے اشارہ کیا ہے کہ "ادویہ کی بعض ترکیبوں سے منفعتوں کے بجائے مضرتیں پیدا ہو جاتی ہیں اور بعض ترکیبوں سے ادویہ کا اثر اور ان کا عمل قوی ہو جاتا ہے"۔

یعنی بسا اوقات ایک دوا کو دوسری دوا کے ساتھ ملانے سے نہ صرف دواؤں کے اثرات زائل ہوتے ہیں بلکہ ان سے نقصانات اور فساد لاحق ہو جاتا ہے چنانچہ دواؤں کی شکلوں اور صورتوں کا بگاڑ ان کے افعال کا بگاڑ وغیرہ۔ اور بسا اوقات ترکیب و آمیزش بہت زیادہ مفید نتائج کی حامل ہوتی ہے۔ جب کہ ادویہ میں کسی قسم کا تناقض نہ ہو، چنانچہ تربد کے ساتھ اس کی قوتِ تحلیل کو بڑھانے کے لیے زنجبیل کا اضافہ کرنے سے تربد کی قوتِ مسہلہ بڑھ جاتی ہے اور زنجبیل کی مدد سے ایسی بلغمی رطوبات جو لیسدار و غلیظ ہوں وہ بھی بآسانی خارج ہو جاتی ہیں جب کہ تنہا تربد کے دینے سے صرف بلغم رقیق ہی کا اخراج ممکن ہوتا ہے۔ اسی طرح افتیمون جو ایک معمولی مسہل ہے اگر اس کے ساتھ فلفل کا اضافہ کر دیا جائے تو فلفل اپنی قوتِ تحلیل کی وجہ سے افتیمون کے عمل کو بڑھا دیتی ہے اور اس سے جلد ہی دستوں کا سلسلہ جاری ہو جاتا ہے۔ اسی طرح زراوند کی قوتِ قابضہ کو گلِ ارمنی یا اقاقیا بڑھا دیتی ہیں۔ ایسی تمام دوائیں ترتیب نسخہ جات میں ادویۂ مُعینہ کہلاتی ہیں جو اصل دوا کے عمل کی مددگار ہوتی ہیں۔

ترتیبِ نسخہ جات میں کچھ چیزیں اس لیے شامل کی جاتی ہیں کہ ان کی موجودگی میں اصل اور مددگار ادویہ جلد نفوذ کر کے مقامِ مرض تک پہنچ جائیں۔ پانی، عرق، شربت اور اسی قسم کی

دوسری دوائیں مثلاً سرکہ وشہد یا زعفران وغیرہ ان کو بدرقہ کہا جاتا ہے۔

نسخہ کی ترتیب وترکیب میں اس بات کا لحاظ بھی ضروری ہے کہ اصل دواؤں میں اگر کچھ ایسی دوائیں ہیں جو کسی طرح مضرت کا پہلو رکھتی ہیں تو ان کی اصلاح کے لیے کسی دوا یا تدبیر کو نسخہ میں استعمال کیا جائے۔ مثلاً اگر اصل دوا سے آنتوں میں خراش وغیرہ کا اندیشہ ہو تو اس کے ساتھ کسی مغری دوا کو بطور مصلح شریک کر دینا چاہیے جیساکہ تربد اور حنظل کے ساتھ زنجبیل کے استعمال سے آنتوں میں پیدا ہونے والی مروڑ سے اصلاح ہو جاتی ہے اسی طرح صبر کے استعمال سے مروڑ و سحج کا اندیشہ ہے۔ اس کو دور کرنے کے لیے کتیرا جیسی مغری دوا شامل کرنا ضروری ہے۔ اس طرح نسخہ کی ترتیب میں چار چیزیں اہم ہیں۔
۱۔ اصل دوا جس کو عمود کہا جاتا ہے۔ ۲۔ دوائے معین۔ ۳۔ دوائے مصلح۔ ۴۔ بدرقہ

کسی بھی نسخہ میں بطور اجزائے ترکیبہ ان چار اجزا کی عام طور پر حاجت ہوا کرتی ہے ان کے علاوہ نسخہ کی ترتیب وترقیم میں بعض دوسری اشیا بھی ملحوظ رکھنا ضروری ہیں۔ چنانچہ عام دستور یہ ہے کہ نسخہ کے اوپر سب سے پہلے "ھوالشافی" لکھنا عام معمول ہے۔ یہ ایک دعائیہ جملہ ہے؛ جس کی مدد سے خدا سے شفائے کلی کی توقع قائم کی جاتی ہے۔ اس کو (Superscription) کہتے ہیں۔ اس کے بعد اصل نسخہ یعنی دوا کے اجزا جس میں عمود، دوائے معین، مصلح و بدرقہ داخل ہیں، تحریر کیے جاتے ہیں، اس کو (Inscription) کہتے ہیں۔ آخر میں ترکیب استعمال دوا، اس کو Subscription کہا جاتا ہے۔ اور بالکل آخر میں معالج کے دستخط ہوتے ہیں۔ بالائی یا زیریں جانب مریض کا نام اور پتہ تحریر کرنا چاہیے۔ اس طرح نسخہ کی ترتیب وترکیب قائم کی جاتی ہے۔ جن کی تفصیلات معالجات کی کتابوں میں بکثرت موجود ہیں جو وقتِ ضرورت مطالعہ کی جا سکتی ہیں۔

تشریحِ اصطلاحات باعتبارِ نوعیتِ اعمال

دواؤں کی نوعیتِ اعمال کو واضح کرنے کے لیے اصطلاحی طور پر بعض الفاظ استعمال کیے جاتے ہیں ان الفاظ کو بولتے ہی کسی دوا کے بارے میں اس کے طریقِ عمل پر روشنی پڑتی ہے۔ معالجاتی نقطۂ نگاہ سے بھی ان اصطلاحات کی بڑی اہمیت ہے۔ کسی دوا کے بارے میں اس کے افعال و خواص کے کُلّی اظہار کے لیے یہ اصطلاحی الفاظ پورے طور پر معاون و مددگار ہوتے ہیں اور اس مخصوص دوا کے نہ صرف اعمال کی طرف اشارہ ملتا ہے بلکہ اس کے مزاج اور طریقۂ اعمال کی جانب بھی پوری وضاحت ہو جاتی ہے۔ علوم و فنون میں مخصوص اصطلاحات ہی اس فن کی افادیت کے اظہار کا ذریعہ ہیں۔ ذیل میں دواؤں کی منفعتوں کے بارے میں فن علم الادویہ سے متعلق تمام مخصوص اصطلاحی مفاہیم کی وضاحت کی گئی ہے۔ کلیاتِ ادویہ سے متعلق آخری مرحلے میں ان الفاظ کی وضاحت اس لیے بھی ضروری ہے کہ مفردات و مرکبات کی منفعتوں کی وضاحت میں ان اصطلاحات سے پورے طور پر سہارا لیا جاتا ہے۔ موجودہ ذہن کو ان الفاظ سے مانوس بنانے کے لیے تقریباً تمام ہی اصطلاحات کی عام فہم تشریح اور جدید اصطلاحی الفاظ بھی استعمال کیے گئے ہیں۔

Corrosive Or Escharotic

۱۔ اکال: عضو و نسیج کو کھا جانے والی۔

"Agent used to Destroy Tissues"

یہ ایسی دوائیں ہیں جو اپنی قوتِ تحلیل، جِلا اور قوتِ نفوذ کی بنا پر جوہرِ عضو و نسیج کو فنا کر دیتی ہیں۔ مثلاً زنگار، انزروت، نیلا تھوتھا، نورہ، سجی، کاربولک ایسڈ، سوڈا کاغگ وغیرہ۔

۲۔ جاذب: رطوبات کو کھینچنے والی۔ Siccative OR Desiccant

"Causing Dryness"

یہ ایسی دوائیں ہیں جو اپنی حرارت و لطافت کی وجہ سے رطوبات و اخلاط کو حرکت دے کر ایسے مقام تک پہنچا دیتی ہیں جہاں سے ان کا اخراج آسان ہو۔ مثلاً جند بیدستر، پنواڑ، غاریقون لہسن، نمک وغیرہ۔

۳۔ جالی: پاک وصاف کرنے والی Detergent

"A Medicine that cleasns"

وہ دوا جو جلد یا عضو کی سطحِ ظاہر کے مسامات سے لیسدار رطوبات کو صاف کر دے مثلاً شہدِ خالص، زفتِ رومی، بلساں، سرکہ، نمک، جو وغیرہ۔

۴۔ حابسِ دم: خون کو روکنے والی دوائیں۔

Hemostatice OR Hemostyptic

"Any substance which checks Bleeding"

خون کو روکنے والی دوائیں مندرجہ ذیل طریقہ پر اثر انداز ہوتی ہیں۔

۱۔ یا تو یہ دوائیں اپنی قوتِ قابضہ سے اثر کر کے عروق و مجاری میں تنگی و بندش پیدا کر دیتی ہیں مثلاً بیخِ انجبار، حب الآس، شب یمانی، مازو مائیں وغیرہ۔

۲۔ یا بعض دوائیں لیسدار ولعابی ہونے کی وجہ سے اپنی لعابیت کی بنا پر عروق و مجاری کے منھ پر استر کر کے راستوں کو بند کر دیتی ہیں مثلاً لعاب اسپغول، لعاب تخمِ ریحان، لعاب بہدانہ دبارتنگ وغیرہ۔

۳۔ بعض دوائیں اپنی شدید برودت کی بنا پر خون میں گاڑھاپن اور غلظت پیدا کر کے اسکے اخراج و جریان کو روک دیتی ہیں۔ مثلاً افیون، سماق وغیرہ۔

۴۔ بعض دوائیں اپنی قوتِ تخدیر سے خون کی رفتار کو سست کر کے جریانِ خون کی بندش میں معاون ہوتی ہیں مثلاً لفاح، برف، افیون وغیرہ۔

۵۔ رادع ادویہ اپنی قوتِ ردع کی وجہ سے موادِ خون کو اندرونِ عروق لوٹا دیتی ہیں جسکی

وجہ سے جریان خون نہیں ہوتا۔ مثلاً حب الآس وغیرہ۔

۵۔ حالق ۔ حلاق : بال صفا Depilation OR Epilation

Hair Remover

"An agent used to extract the Hair by roots"

وہ دوائیں جو اپنی تیزی و حدّت کی وجہ سے بالوں کی جڑوں کو کمزور کر کے اکھاڑ دیتی ہیں۔ جیسے نورہ، ہڑتال، چونا و سفیدہ وغیرہ۔

۶۔ حکاک : کھجلی پیدا کرنے والی۔ خراش پیدا کرنے والی۔

Prurigo OR Irritent

"An agent caused Itching"

یہ دوائیں تیز و گرم ہوتی ہیں۔ اپنی حدّت کی وجہ سے تیز و چرپرے اخلاط کو جلدی مسامات کی طرف کھینچ لیتی ہیں جس کی وجہ سے سطحِ جلد پر کھجلی و خراش محسوس ہونے لگتی ہے۔ بسا اوقات بعض دواؤں کے روئیں جلد میں گھس کر خارش کا باعث ہوتے ہیں۔ مثلاً اڈمنکن بشنک دانہ۔ کیکینج ۔ ناگ پھنی۔ کونچ کی پھلی اور اروی کے پتے وغیرہ۔

۷۔ خاتم : زخموں کے کھرنڈ بنانے والی۔

Cicatrizant OR Epulotic

"An agent used to heal by scar formation"

یہ دوائیں اپنی انتہائی خشکی کی وجہ سے زخموں کو خشک کر کے کھرنڈ بنا دیتی ہیں مثلاً انزروت، سیب سوختہ، چھریلا، نیلا تھوتھا وغیرہ۔

۸۔ دابق : چپکنے والی۔ Emplastic OR Clammy

یہ ایسی دوا ہے کہ اپنی لزوجیت کی وجہ سے چسپیدگی اور چپک پیدا کرتی ہے مثلاً صمغ عربی، رال سفید وغیرہ۔

۹۔ دافع تشنج : Anti Sponmodic OR Anti Convulsive

"An agent that will relieve Muscular spasm"

یہ ایسی دوائیں جو عضلات کے غیر طبعی فعل یعنی تشنج و شدید انقباضی کیفیت کو دور

کرتی ہیں۔ یہ تشنج خواہ شدت درد کی بنا پر ہو یا تیز روشنی کے گزر جانے کی وجہ سے یا کسی حادثہ کے نتیجہ میں لاحق ہو تمام تشنجی صورتوں میں عام طور پر مسکنات، مخدرات اور مسہلات سے کام لیا جاتا ہے۔ اس سلسلے میں عضلاتی تشنج کو دفع کرنے کے لیے جند بیدستر، کائے پھل، حلتیت خالص اذخر، شحم ایتل، بیبلا مول، انزروت، مرکبات افیون، اسطوخودوس، تخم ویلیران وغیرہ استعمال کیے جاتے ہیں۔

۱۰۔ دافع عفونت: تعفن اور سڑاند کو دور کرنے والی۔

Anti septic
-"An agent that will check the Growth OR Arrest the development of Microorganisms"

یہ ایسی دوائیں ہیں جن کے استعمال سے اندرونی یا بیرونی طور پر عفونت پیدا کرنے والے اسباب ختم ہو جاتے ہیں۔ مثلاً برگ نیم، کچنال، شہد خالص، کر بجوہ، افسنتین، کبابہ چینی کافور، صندل وغیرہ۔

Anti Pyretic
"An agent that reduce febrile temprature"

۱۱۔ دافع حمی: بخار کو دور کرنے والی۔

یہ ایسی دوائیں ہیں جو مرکز حرارت و دماغ پر اثر انداز ہو کر بخار کی کیفیت کو معتدل بنا کر یا پسینہ نکال کر کم کرتی یا ختم کرتی ہیں مثلاً سنکونہ، خاکسی، کربجوہ، افسنتین وغیرہ۔

۱۲۔ دافع تنفس:

Anti Dyspneaor Anti Asthmatic
"An agent that prevents an Asthmatic attack"

یہ ایسی دوائیں ہیں جو آلات تنفس کے لذع و ہیجان میں تسکین پیدا کر کے تنگی تنفس کو کم کرتی ہیں۔ مثلاً افیون، شوکران، پوست خشخاش، لفاح، قرن الایل، کشتہ ابرک، دھتورہ اجوائن خراسانی وغیرہ تنگی تنفس کے دورہ کے وقت اس قسم کی دوائیں اور ان کے مرکبات مثلاً برشعثا، قرص تدخین وغیرہ سے فوری سکون حاصل ہوتا ہے۔

۱۳۔ رادع : جمع روادع ، رادعات ، مُردِع ، محول ، Derivative

"An agent that will divert the fluid from one to another part

پھیر دینے والی ، لوٹا دینے والی ، ہٹا دینے والی ۔ رادع کا عمل جاذب کے عمل سے متضاد و مقابل ہے یہ ایسی دوائیں ہیں جو اپنی قوتِ قابضہ و سردی کی بنا پر کسی عضو کے مسامات کو تنگ کر دیتی ہیں اور اس کی حرارتِ جاذبہ کو کمزور کر دیتی ہیں اور موجودہ مواد کو غلیظ کثیف بنا کر آنے والی مواد کو روک دیتی ہیں ۔ اسی طرح تمام قابض و حابس دوائیں روادعات سے ہیں ۔ مثلاً اسپغول ، مکو ، گلنار ، سپاری ، کھریا مٹی ، صندل سفید و سرخ کاہو ، خشخاش ، گلِ ارمنی ، سماق وغیرہ ۔

۱۴۔ عاصِر : رطوبات و مواد کو نچوڑ کر خارج کرنے والی ۔

Sphinctrater

-A Medicinal substance used to constrict and orifice to empty the part from fluid

یہ ایسی دوائیں ہیں جو اپنی شدّتِ قبض اور کسیلے پن کی وجہ سے اعضاء و نالیوں کو بھینچ اور نچوڑ کر رقیق رطوبات کو خارج کر دیتی ہیں مثلاً آملہ ، ہلیلہ ، چھال ببول ، تخم تمر ہندی (ضماد) ، پوستِ انار ، کٹھل ، جامن وغیرہ ۔

۱۵۔ غسّال : دھونے والی ۔ Irrigator

"An agent that will wash and remove the abnormal matter from inner and outer surface of the orgon"

یہ ایسی دوائیں جو اپنی قوتِ جلا اور رطوبت کی وجہ سے اخلاط کو حرکت و سیلان میں لا کر سطحِ عضو سے زائل کر دیتی ہیں ۔ ان دواؤں کا بصورتِ سیّال ہونا ضروری ہے مثلاً نیم گرم پانی ، آشِ جو ، ماء العسل ، آبِ خیار ، آبِ نمک اور تمام قسم کے Douche خواہ Uterine ہوں یا Vaginal douche ہوں سب انہی ادویۂ غسّال میں

داخل ہیں۔

۱۶۔ قابض :۔ Astringent - styptic

Agent checking secretion of mucous membranes and which contracts and hardens tissues limmiting secretion of gland

وہ دوائیں ہیں جو اپنی سردی دقوتِ قابضہ کی وجہ سے عضو کے ظاہری اجزا کو سمیٹ کر مجاری کو تنگ کرتی ہیں جن کی وجہ سے فضلات و رطوبات کے اخراج میں بندش و دقت پیدا ہو جاتی ہے۔ مثلاً پوست ترنج، سنگدانہ مرغ، حب آلاس، جفت بلوط دم الاخوین، جلنار، بارتنگ وغیرہ۔

۱۷۔ قابض امعا :۔ Intestinal Astringent

"Agentchecking secretions and lessen Peristasis creating constipation"

ایسی دوائیں جو حرکاتِ دودیہ کو سست اور ان کی رطوبات کو کم کر دیتی ہیں۔ چنانچہ بعض دوائیں امعا کے عروق کو سکیڑ کر یا ان کے ترشح کو کم کرکے قابض تاثیر کرتی ہیں مثلاً کات سفید، پوست انار، شب یمانی، ہیراکسیس وغیرہ۔

بعض دوائیں امعا سے رطوبت کے ترشح کو کم کر کے قابض اثر پیدا کرتی ہیں مثلاً افیون، تخم خشخاش وغیرہ۔

بعض دوائیں امعا کی قوتِ دافعہ کو کمزور کر کے قابض اثر کرتی ہیں مثلاً بیروج اجوائن خراسانی، حب آلاس وغیرہ۔

۱۸۔ قاتلِ دیدانِ امعا : Vermicide

پیٹ کے کیڑوں کو مارنے والی۔

"An agent that will kill intestinal worms"-

یہ دوائیں پیٹ کے کیڑوں پر زہر کی طرح اثر انداز ہوتی ہیں، ان کے اثر سے یا تو کیڑے ہلاک ہو جاتے ہیں یا مضمحل ہو کر دفع ہو جاتے ہیں۔ چنانچہ بعض دوائیں قاتل حیات ہوتی ہیں۔ یہ پیٹ کے کینچوؤں کو ہلاک کرتی ہیں۔ مثلاً درمنہ ترکی، پوستِ نیم

بیخ بکائن، تخمِ ارنڈ، تخمِ ڈھاک وغیرہ۔

بعض قاتلِ حب القرع، کدو دانوں کو ہلاک کرتی ہیں مثلاً سرخس، بکائن، پوست بیخ توتِ سیاہ، کمیلہ، باوبڑنگ، پوست بیخ انار، نانخواہ، مغز زنار جیل کہنہ۔

بعض دوائیں قاتلِ خلیہ (دود النحل) چرنوں یا چنونوں کو ہلاک کرتی ہیں مثلاً افسنتین، صبر زرد، برگِ آڑو، کلونجی وغیرہ۔

۱۹۔ قاشر: چھلکے اتارنے والی۔ Sloughing Agent

An Agent That Will Seprate Dead Matter Or Necrosed Part From Living Tissue

ایسی دوائیں ہیں جو اپنی قوتِ جلا کے باعث جلد کے مردہ اور خراب اجزا کو علاحدہ کرتی ہیں یا ہڈی کی سطح سے فاسد اجزا اور میل کو صاف کرتی ہیں۔ مثلاً زراوند، قسط تلخ، کنجدِ سیاہ، تخم تبتیج، زعفران، نشاشتۂ گندم، پوست ترنج وغیرہ۔

چھیپ اور جھائیوں کے لیے جو دوائیں استعمال ہوتی ہیں وہ بھی قاشر ہیں۔

۲۰۔ قاطعِ باہ: قوتِ جماع کو کم کرنے والی۔ Anaphrodisial

-"An agent that will depress the sexual function"

یہ ایسی دوائیں ہیں جو اپنی ترشی کی وجہ سے موادِ منویہ میں کمی و خرابی پیدا کر کے جماع کی خواہش اور قوت کو کم کرتی ہے۔ مثلاً انار دانہ، لیموں، سنترہ اور دوسری تمام اشیائے ترش، مثلاً سرکہ وغیرہ، نیز کافور، تمباکو، آلو بخارہ، املی وغیرہ بھی قاطعِ باہ ہیں۔

۲۱۔ کاسرِ ریاح: ریاح کو خارج کرنے والی۔ Carminative

-"An agent that will remove gases from gastrointestinal tract"

ایسی دوائیں ہیں جو اپنی حرارت اور خشکی کی وجہ سے ریاحِ غلیظ کے قوام کو رقیق بنا کر دفع کر دیتی ہیں۔ مثلاً بیل خرد، برگ سداب، زنجبیل، نمکِ سیاہ، بادیان، اجوائن دیسی وغیرہ۔

Caustic -
"An agent that will destroy living tissues"

۲۲۔ کاوی : داغ ڈالنے والی۔

ایسی دوائیں جو اپنی شدید حرارت، خشکی اور سوزش کی وجہ سے عضو کو جلا کر داغ ڈال دیتی ہیں۔ جیسے لہسن، پیاز، تیزاب، توتیا وغیرہ

Irritant- (To tease)
"An agent which when used locally produces more or less local inflammatory reaction"

۲۳۔ لاذع : خراش وہیجان پیدا کرنے والی۔

ایسی دوائیں جو اپنی تیزی وحدت اور قوتِ نفوذ کی وجہ سے عضو میں تفرق واتصال غیر محسوس پیدا کر کے سوزش وہیجان پیدا کرتی ہیں۔ رائی، اسہل، لیمو، سرکہ وغیرہ۔

۲۴۔ مانعِ عرق : پسینہ کو کم یا روکنے والی۔ Anadiaphoretic

"An agent that will less sweet secretion"

وہ دوائیں ہیں جو پسینہ کی گلٹیوں پر یا ان کے اعصاب پر اثر کر کے پسینہ کی پیدائش کو کم کرنے کی بنا پر مسامات جلد کو بند کرنے کی وجہ سے پسینہ کے اخراج کو کم یا بند کر دیتی ہیں مثلاً دھتورہ، شیلم، غاریقون، اجوائن خراسانی، بیروزہ وغیرہ۔

۲۵۔ مانعِ نوبت : بخار کی باری روکنے والی۔

وہ دوائیں جو مادۂ مرض کے عمل کو وقتی طور پر معطل یا باطل کر دیں اور باری کو روک دیں۔ مثلاً کرنجوہ، انیس، ہڑتال، پھٹکری، برگ تنسی، دارہلد، سم الفار وغیرہ۔

۲۶۔ مبرد : ٹھنڈک پیدا کرنے والی۔

Frigorific
"An Agent That Will Generate Cool"

یہ دوائیں اپنی ذاتی مزاجی برودت کی وجہ سے مقامی یا عمومی طور پر عروق کو تنگ کر کے یا بدنی تغیرات واستحالات میں رکاوٹ ڈال کر تولیدِ حرارت کو کم کر دیتی ہیں مثلاً کافور، افیون، صندل، گل گڑھل، گلِ نیلوفر، آلو بخارہ، خرفہ، کدو وغیرہ، عرضیکہ تمام حابس وقابض، مخدر دوائیں مبرد ہی ہیں۔

۲۷۔ مبثر: بثور یا دانے ڈالنے والی۔ - Ulcerative

"An agent that will form ulcer"

ایسی تیز دوائیں ہیں جو اپنی حدت و تیزی کی وجہ سے جلد پر جب لگائی جاتی ہیں تو دانے ڈال دیتی ہیں۔ مثلاً لہسن، پیاز، رائی، ذراریح وغیرہ۔

۲۸۔ مبخر: تبخیر پیدا کرنے والی دوا۔

ایسی دوائیں جو ہضم کے عمل میں خرابی پیدا کر کے فاسد بخارات و فاسد مواد پیدا کر دیتی ہیں، جس سے بدن کا مزاج بگڑ جاتا ہے۔ بسا اوقات خفیف حرارت بھی ہو جاتی ہے ایسی اشیا تولید ریاح بہت کرتی ہیں۔ مثلاً گندنا، آڑو، اروی، ماش کی دال وغیرہ۔

۲۹۔ مبہی: خواہشِ جماع میں اضافہ کرنے والی۔ Aphrodisial

-"An agent which stimulates sexual desires"

ایسی دوائیں ہیں جو شہوت و خواہشِ جماع میں اضافہ کرتی ہیں مثلاً کچلہ، زعفران عنبر، بیر بہوٹی وغیرہ۔

۳۰۔ مجفف: خشک کرنے والی Siccative - "An agent which produces dryness in organs"

ایسی دوائیں ہیں جو اپنی مزاجی یبوست کی وجہ سے اعضا میں خشکی پیدا کرتی ہیں اور رطوبات کو تحلیل کر دیتی ہیں۔ تمام قابض عرق اور حابس دوائیں مجفف ہی ہیں۔ مثلاً سم الفار، مردار سنگ، سرمہ، شنگرف، پھٹکری، سنگجراحت، صدف سوختہ وغیرہ

۳۱۔ مجمد: جمانے والی۔ Coagulant -

"An agent that which causes a fluid to coagulate"

ایسی دوا جو اپنی برودت اور قوت قابضہ کی بنا پر رطوبات رقیقہ سائلہ کو منجمد اور بستہ کر دے۔ مثلاً پھٹکری، گوند ببول، گیرو، سنگجراحت، صدف، کہربا، اجوائن خراسانی، مروارید، کتیرا، سیخ مرجان سوختہ وغیرہ۔

۳۲۔ مجلی: دیکھو جالی۔

۳۳۔ محرکِ اعصاب:۔ Nervine Stimulant -

"An agent that will increase functional activity of Nerves"

ایسی دوائیں جو اعصابِ حسیہ و حرکیہ میں جوش و ہیجان پیدا کر کے ان کے افعال کو تیز و چست بنا دیں مثلاً کچلہ، مشک، سم الفار، بھنگ، پپینہ، سنبل الطیب، ذراریح وغیرہ۔

۳۴۔ محرکِ دماغ:۔ Brain Stimulant -

"An agent that will increase functional activity of brain"

ایسی دوائیں ہیں جو دماغ میں جوش و ہیجان پیدا کر کے دماغی افعال کو تیز کر دیں مثلاً افسنتین، جندبیدستر، قہوہ، چائے، شراب، مشک و عنبر وغیرہ۔

۳۵۔ محرک دورانِ خون:۔ Circulatory Stimulant -

"An agent that will increase blood circulation in the body"

ایسی دوائیں ہیں جو تمام جسم میں یا کسی خاص حصۂ جسم پر دورانِ خون کو تیز کر دیں۔ عام جسم میں دوران کو تیز کرنے والی ادویہ درج ذیل ہیں مثلاً شراب، جواہر مہرہ، چائے، کچلہ، مشک و عنبر، زعفران، جدوار وغیرہ۔

۳۶۔ محلل: ورم کو تحلیل کرنے والی۔ Resolvent -

"A substance which disperses inflammation and a lesion or tumor"

یہ ایسی دوائیں ہیں جو اپنی مناسب حرارت اور قوتِ تحلیل کی وجہ سے اخلاطِ غلیظ و لزجہ کو بخارات بنا کر تھوڑا تھوڑا کر کے فنا کر دیتی ہیں، مثلاً ناخونہ، بابونہ، ملوکیا، اسقی، مرزنجوش، زراوند، آنبہ ہلدی، دارہلد، اسارون، السی، برگ چنبیلی، سوسن، ریوند چینی، جاؤشیر، بالچھڑ وغیرہ۔

۳۷۔ محمّر: سرخی پیدا کرنے والی۔ Rubefacient

-"An agent that will redden the skin by producing, a local Congestion"

یہ وہ دوائیں ہیں جو اپنی حرارت اور قوتِ جاذبہ کی بنا پر جلد پر جب لگائی جاتی ہیں تو عروقِ شعریہ کو پھیلا کر اور خون کی آمد کو اس طرف تیز کر کے جلد کو سرخ بنا دیتی ہیں مثلاً رائی، ذراریح، سرکہ، لہسن، پیاز، لونگ، کباب چینی، روغنِ جمالگوٹہ، روغنِ سداب، روغنِ ناخونہ، ماذریون وغیرہ،

Anaesthetic or Narcotic -

۳۸۔ مخدّر: سن کرنے والی، بے حسی لانے والی۔

-"Drugs producing stupor, complete unconsciousness and allaying pain"

یہ دوائیں اپنی سردی و خشکی اور قوتِ قابضہ کی وجہ سے اخلاط و رطوباتِ عضو کو جما دیتی ہیں اور مساماتِ عضو کو بند کر کے روحِ نفسانی کی آمد و شد کو روک دیتی ہیں جس کی وجہ سے عمومی یا مقامی طور پر بے حسی طاری ہو جاتی ہے۔ یہ دوائیں منوم ادویہ سے زیادہ تیز و سریع العمل ہوتی ہیں۔ مثلاً دھتورہ، بیش، بھنگ، اجوائن خراسانی، روغنِ کاہو، افیون، لفاح، بچلہ پوستِ خشخاش، شوکران وغیرہ۔

۳۹۔ منوّم: Hypnotic

-"An agent that will produce sleep"

یہ دوائیں اپنی قوتِ تخدیر یا رطوبات کی زیادتی کی وجہ سے نیند لاتی ہیں یا نیند میں اضافہ کرتی ہیں مثلاً پوستِ خشخاش، افیون، کافور، دھتورہ، کاہو کدو وغیرہ۔

۴۰۔ مخرجِ جنین و مشیمہ: Abortient - Or expulsive for fetus and placenta'

"An agent that will expell the fetus and placenta from uterus"

ایسی دوائیں جو بچہ کی پیدائش اور مشیمہ کے اخراج کا سبب ہوں مثلاً ابہل، پوستِ املتاس، پرسیاوشاں، شیر ارنڈ، خربزہ، مرمکی، ڈوڈ کپاس، اندرائن، سرخس، برگ بانس، زراوند وغیرہ۔

۴۱۔ مخرجِ دیدانِ شکم : پیٹ کے کیڑوں کو خارج کرنے والی۔

-"Agent expelling intestinal worms Vermifuge

یہ ایسی دوائیں ہیں جو پیٹ کے کیڑوں کو زندہ یا مردہ حالت میں خارج کر دیتی ہیں مثلاً روغنِ بیدانجیر، سقمونیا، عصارۂ ریوند، تخم جلاپا، کمیلہ، پلاس پاپڑہ، افسنتین وغیرہ

۴۲۔ مخشن : کھردراپن پیدا کرنے والی۔

یہ دوائیں اپنی خشکی اور قوتِ قابضہ کی وجہ سے یا تیزی و لطافت کی بنا پر جلد کی سطحِ ظاہر پر نشیب و فراز پیدا کرتی ہیں، مثلاً رائی، بھلانواں، خستہ جامن، شیاری، خستہ انبہ، فلفلِ سیاہ، ناخونہ وغیرہ۔

۴۳۔ مدرِ بول : پیشاب جاری کرنے والی۔ - Diuretic

"An agent that will increase the secretion of urine"

یہ ایسی دوائیں ہیں جو خون میں جذب ہو کر گردوں تک پہنچ کر گردوں کے پیشاب چھاننے کے عمل کو تیز کر دیتی ہیں۔ مثلاً شیرۂ ریوند، خارخسک، خیارین، آتش جو ہکو، کاسنی، وغیرہ۔

۴۴۔ مدرِ حیض : حیض جاری کرنے والی۔ Emmenagogue

-"An agent which stimulates the menstural function"

ایسی دوائیں ہیں جو اپنی حرارت اور لطافت کی وجہ سے غیر معتدل اور بستہ خون کو پگھلا کر رحم سے براہ اندام نہانی خارج کرتی ہیں۔ مثلاً ابہل، پوست املتاس، ڈوڈہ کپاس، اذخر، خبطیانا، ذرار یح، افسنتین، تخم خربزہ، چرائتہ، اکلیل الملک پرسیاؤشاں، خارخسک، مشک طرامشیع، کرنجوہ، ہینگ، میعہ سائلہ وغیرہ۔

۴۵۔ مدرِ لعابِ دہن : لعابِ دہن کو جاری کرنے والی۔ Sialogogue -

"An agent which increases the secretion of saliva"

یہ ایسی دوائیں ہیں جو منہ کے غدودِ لعابیہ پر اثر انداز ہو کر فوری طور پر رطوبت

اخراج کرتی ہیں مثلاً عاقرقرحا، لیموں، سرکہ، تمرہندی، مرچ سیاہ، خردل، ریوند، تنباکو، مولی، پھٹکری وغیرہ۔

۴۶۔ مدمل: زخم بھرنے والی۔ Cicatrizant

-"An agent that will cause to form scar"

ایسی دوائیں ہیں جو اپنی کثافت اور خشکی کی وجہ سے زخموں کی رطوبات کو خشک کر کے صحیح گوشت پیدا کرتی ہیں۔ مثلاً گلنار، سنگجراحت، کمیلہ، رال سفید، انزروت، سرمہ، بیسہ، دم الاخوین، گلِ ملتانی، گلِ مختوم وغیرہ۔

۴۷۔ مرخی: ڈھیلاپن پیدا کرنے والی۔ Emollient .

-"An agent that will soften and soothe the part when applied locally on the surface of the body.

وہ دوائیں ہیں جو اپنی قوتِ حرارت اور رطوبت کی وجہ سے جلد کو نرم اور مسامات کو فراخ کر دیتی ہیں تاکہ فضلات بہ آسانی خارج ہو سکیں اور جلد نرم و ملائم ہو جائے مثلاً السی، آبِ گرم، برگ کرم کلہ، تخمِ خطمی، روغنِ بادام، موم زرد، روغنِ زیتون، موم سفید، چربیاں وغیرہ۔

۴۸۔ مسخن: حرارت و گرمی پیدا کرنے والی۔ Calorific -

"An agent that will increase the production of heat in the Body.

ایسی دوائیں ہیں جو اپنی مزاجی حرارت کی وجہ سے اعضائے جسمانی میں حرارت کو پیدا کرتی اور بڑھاتی ہیں۔ مثلاً مشک، عنبر، پیاز، جندبیدستر، خولنجان، عاقرقرحا، کچلہ، بھلانواں، فلفل سیاہ، لہسن، جاوتری، جواہر مہرہ، شہد وغیرہ۔

۴۹۔ مسکنِ اعصاب و دماغ: Nervine and Brain Sedative

-"An agent allaying irritability and nerve action"

یہ وہ دوائیں ہیں جو دماغ و اعصاب کے حسی و حرکی ریشوں کی زائد تحریکات کو کم کر کے سکون پیدا کرتی ہیں۔ مثلاً لفاح، پوست خشخاش، افیون وغیرہ۔

۵۰۔ مسکنِ الم: درد و تکلیف کو سکون دینے والی۔ Analgesic or Anodyne

An medicinal substance which relieves pain when given by mouth

یہ دوائیں نظامِ اعصاب و شرائین پر اثرانداز ہو کر تمام جسم اور مخصوص اعضاء کے درد و الم کو تسکین دیتی ہیں مثلاً اجوائن خراسانی، افیون، السی، انیسون، بورہ سہاگہ، بیارانگا، شوکران، قرنفل، جدوار، تمباکو، جند بیدستر، تخم کاہو وغیرہ۔

۵۱۔ مسکنِ حرارت: Febrile Sedative

An agent that will decrease febrile condition

ایسی دوائیں ہیں جو بڑھی ہوئی حرارت کو کم کر کے جسمانی سکون عطا کرتی ہیں مثلاً آب برگ کاسنی سبز، آب زلال تمر ہندی، آب تربوز، آب خیار، برف، آب کشنیز سبز، آب انار ترش، شیرہ تخم کاہو، کافور، عرق کیوڑہ وغیرہ۔

۵۲۔ مسکنِ قلب: قلب کو سکون دینے والی۔ Cardiac Sedative

"One that decreases the hearts force"

ایسی دوائیں ہیں جو قلبی افعال میں سکون پیدا کر کے اختلاج و اضطراب کو دور کرتی ہیں۔ مثلاً بھنگ، اجوائن خراسانی، دھتورہ، شیلم، شوکران، خربق، پیاز دشتی، افیون وغیرہ۔

۵۳۔ مسکنِ معدہ: Gastric Sedative -

One that decreases parastaltic movement of stomach

ایسی دوائیں ہیں جو معدہ کی حرکات و افعال کو سست کرتی ہیں۔ پوست خشخاش، اجوائن خراسانی، تخم کاہو، افیون، برف، مرقشیشا وغیرہ۔

۵۴۔ مسکنِ تنفس: Respiratory Sedative -

"An agent allaying irritability in respiratory tract"

ایسی دوائیں ہیں جو آلاتِ تنفس کے ہیجان و لذع کو دور کر کے سکون بخش ثابت ہوتی

ہیں بمثلاً افیون، شوکران، قرن الایل، کشتۂ ابرک، تخم خشخاش، تخم کاہو، یاسمین زرد دھتورہ وغیرہ

۵۵۔ مسمنِ بدن: بدن کو موٹا کرنے والی۔ - Fattering

"An agent that will increas fats in the body resulting bulkiness"

ایسی دوائیں ہیں جو اپنی قوتِ غاذیہ اور فربہی سے بدن کو فربہ بناتی ہیں۔ بمثلاً پنیر، مایۂ شتر، چاول، چھوارہ، مغز نارجیل، مغز چلغوزہ، تودری، روغن زرد اصلی، مغز پستہ، مغز چیرونجی، ثعلب مصری، فندق وغیرہ۔

۵۶۔ مسہل: - Purgative

"An agent that will cause watery evacuation of the intestinal contents"

ایسی دوائیں ہیں جو اپنی گرمی، قوتِ جلا، ترقیق اور قوتِ جذب کی بنا پر بدن کی گہرائیوں سے اخلاط و رطوبات کو جذب کر کے امعا سے خارج کر دیتی ہیں بمثلاً سنا، سقمونیا، تربد، جلاپا، شحم حنظل، جمالگوٹہ وغیرہ۔

مسہلِ اخلاطِ ثلثہ۔

۱۔ مسہلِ صفرا:-

یہ دوائیں خلطِ صفرا کو خصوصیت کے ساتھ خارج کرتی ہیں۔ مثلاً عصارۂ ریوند، سقمونیا، ہلیلۂ زرد، سنا، ہلیلۂ کابلی، شیر خشت، آلو بخارہ، افسنتین، تمر ہندی، صبرِ زرد وغیرہ۔

۲۔ مسہلِ بلغم:-

یہ دوائیں خلطِ بلغم کو مخصوص طریقہ پر خارج کرتی ہیں بمثلاً تربد، اسطوخودوس، جلاپا، حب النیل، روغن بیدانجیر، شحم حنظل، غاریقون وغیرہ۔

۵۶۔ مسہلِ سودا :۔

یہ دوائیں موادِ سوداویہ کو خارج کرتی ہیں مثلاً افتیمون ولایتی، خربق سیاہ، ترید ہلیلہ کابلی وغیرہ۔

۵۷۔ مشتہی : بھوک لانے والی۔ Appetizer.

"An agent that will promote apitite".

یہ ایسی دوائیں ہیں جو کھانے کی خواہش میں اضافہ کرتی ہیں مثلاً اجوائن دیسی، لہسن، سرکہ، انیسون، زیرہ، پپیتہ، تخم کرفس، بادیان، پوست بیخ کبر وغیرہ۔

۵۸۔ مصفیٔ دم :۔ Blood Purifire.

"An agent that will clean blood".

وہ دوائیں ہیں جو خون میں مناسب تغیرات کر کے اس کے فاسد مواد کو خارج ہونے کے قابل بنا دیتی ہیں اور خون کے جوش و ہیجان کو دور کرتی ہیں مثلاً عناب، کاہو، منڈی، چرائتہ، شاہترہ، نیلوفر، آبنوس، صندلِ سرخ، سرپھوکہ، کچنال وغیرہ۔

۵۹۔ معدّل :۔ Moderater

"An agent that will normalize the blood and other secretions"

ایسی دوائیں ہیں جو خون اور دوسری رطوبات و اخلاط کی حدّت کو کم کر کے مزاجی اعتدال پیدا کرتی ہیں۔ مثلاً گل بنفشہ، برادۂ شیشم، برادۂ آبنوس، عشبہ مغربی وغیرہ۔

معدلاتِ اخلاطِ ثلثہ :۔

۱۔ معدلاتِ سودا : انیسون، دارچینی، خطمی۔

۲۔ معدلاتِ صفرا : کاسنی، تخم خرفہ، خیارین، صندل سفید۔

۳۔ معدلاتِ بلغم : اصل السوس، سپستاں، گاؤزباں۔

۶۰۔ معرّق : پسینہ لانے والی۔ Diaphoretic :

"An agent that will increase perspiration"

وہ دوائیں جو اعصاب، غدد عرقیہ پر اثر انداز ہوکر ان کی تحریک میں اضافہ کرکے رطوباتِ بدن کو جلد کی طرف حرکت دیتی ہیں تاکہ وہ مسامات جلد کی راہ خارج ہوجائیں۔ مثلاً خاکسی، عشبہ، لہسن، چائے، گندھک، سورنجان، شراب، تمباکو، چوب چینی گرم پانی، عاقرقرحا، بیش وغیرہ۔

۶۱۔ معطِس : چھینک لانے والی۔ Ptarmic

-"An agent which causes sneezing"

ایسی دوائیں ہیں جو اپنی حرارت اور قوتِ نفوذ کی بنا پر دماغی مواد کو نتھنوں کی جانب حرکت دیتی ہیں۔ عام طور پر یہ دوائیں سونگھنے سے تعلق رکھتی ہیں۔ مثلاً کندش، تمباکو شیرۂ بادام تلخ، نوشادر وغیرہ۔

۶۲۔ معطِّش : پیاس لانے والی۔

"An agent that will increas thurst"

ایسی دوائیں ہیں جو گرمی و سوزش کی وجہ سے طبیعت کو پانی پینے اور ہوا کھانے کا مشتاق بناتی ہیں۔ مثلاً تمباکو، کندش، مچھلی، رائی، برگ شبت، خمیر مدار، جند بیدستر، کٹکی وغیرہ۔

۶۳۔ مغذی : بدن کا تغذیہ کرنے والی۔ Nutrient -

"Food that supplies the body with its necessory element"

ایسی اشیا جو جسم کو غذا فراہم کریں اور اس کی پرورش کریں۔ چنانچہ تمام

غذاؤں کے علاوہ اغذیۂ دوائیہ اور ادویۂ غذائیہ اس میں داخل ہیں مثلاً مغز بادام شیریں، روغنِ زیتون، انجیر، ترنجبین، گھی، مغز تخم کدو شیریں، مویز منقی، کشمش، نشاستہ، چربیاں، شیر خشت، گوشت وغیرہ۔

۶۴۔ **مغلظِ منی:** منی کو گاڑھا کرنے والی۔ Semen Viscositive

-" To increase viscidity in semen"

ایسی دوائیں جو اپنی قوتِ قابضہ سے اخلاط و رطوباتِ منویہ کو گاڑھا بناتی ہیں مثلاً اسپغول، ثعلب مصری، سنگھاڑا، پوست خشخاش، تال مکھانہ، ستاور، سردالی، شقاقل مصری، کنول گٹہ، موصلی سیاہ و سفید، بیجبند، تخم سرس وغیرہ۔

۶۵۔ **مغری:** لیسدار، چپکنے والی۔ Glutinous

-"To inceease adhisivness"

یہ دوائیں اپنی خشکی اور لزوجت کی وجہ سے رگوں کے منہ پر چپک جاتی ہیں اور انکا منہ بند کر دیتی ہیں۔ یہ مانعِ سیال ہوتی ہیں، اندرونی سیال کو باہر آنے نہیں دیتی ہیں مثلاً صمغِ عربی، کتیرا، سریشم ماہی، سفیدہ وغیرہ۔

۶۶۔ **مفتتِ حصات:** پتھری کو توڑنے والی۔ Lithontriptic

-"An agent that will dessolve calculi"

یہ دوائیں اپنی حدت و تیزی اور مخصوص خصوصیت کی بنا پر گردے و مثانے کی پتھریوں کو ریزہ ریزہ کرکے خارج کر دیتی ہیں۔ مثلاً سنگ سرماہی، حب القلت، آلو بالو، تخم لیموں، جو اکھار، نیش عقرب سوختہ، پتھر توڑی، شہد نئی، حجر الیہود وغیرہ۔

٦٧۔ مفتح یا مفتح سدد۔

Deobstruent -
"An agent having the property of removing obstruction"

یہ ایسی دوائیں ہیں جو اپنی حرارت اور قوتِ تحلیل و تلطیف کی وجہ سے آنتوں اور رگوں کے مسامِ داخلی و خارجی سے سدوں کو دفع کرتی ہیں چنانچہ یہ دوائیں یا تو عروق کو کشادہ کر کے یا موادِ سددی کو رقیق و سیال بنا کر خارج کرتی ہیں مثلاً ابہل، اسطوخودوس اذخر، زیرہ سیاہ، کباب چینی، اجوائن دیسی، بیخ کاسنی، جدوار، سداب، ایرسا، افسنتین، افتیمون ولایتی، سنبل الطیب، بلیون، بادیان، عاقرقرحا وغیرہ۔

٦٨۔ مفتح ثقبۂ عنبیہ :۔

Pupil Dilator

-"An agent which causes dilatation of pupil"

یہ دوائیں اپنی قوتِ قابضہ کی وجہ سے ثقبۂ عنبیہ کے طولانی ریشوں کو منقبض کر کے ثقبۂ عنبیہ کو پھیلا دینے کا باعث ہوتی ہیں۔ مثلاً اجوائن خراسانی، دھتورہ، بیرد ج وغیرہ۔

٦٩۔ مضیق ثقبۂ عنبیہ :۔

[illegible]

- A[illegible] causes contraction of Pupil"

یہ ایسی دوائیں ہیں جو اپنی قوتِ قابضہ کی وجہ سے طبقۂ عنبیہ کے گول ریشوں میں انقباض پیدا کر کے ثقبۂ عنبیہ کو تنگ کر دیتی ہیں۔ مثلاً افیون، برشعث وغیرہ۔

٧٠۔ مفجر اورام : ورم کو پھاڑنے والی۔ [illegible]

"An [illegible] the pus from swelling part"

یہ ایسی دوائیں ہیں جو اپنی تیزی و شدید حرارت کی وجہ سے پختہ اورام کو پھاڑ کر مواد کو خارج کر دیتی ہیں مثلاً بیٹ کبوتر، رتن جوت، پیاز دشتی، سفیدہ، ہڑتال فرفیون، شیر مدار، قسط، سہاگہ، صابون، بابونہ، زاج اصفر، ہیراکسیس وغیرہ۔

۱۷۔ **مُفرِح**: فرحت وانبساط پیدا کرنے والی۔ - Refrigerant

"An agent which relieves the polpitation of heart and tachy cardia and relieves thurst and produce coulness"

یہ ایسی دوائیں ہیں جو روح قلبی کو صاف کرتی اور بدن میں پھیلا کر فرحت وانبساط پیدا کرتی ہیں۔ مثلاً زعفران، اناناس، مشک، اُشنہ، سنبل الطیب، آبریشم، بادرنجبویہ وغیرہ۔

۷۲۔ **مقرح**: زخم ڈالنے والی۔ - Vesicant

"An agent which causes the formation wounds"

یہ ایسی دوائیں ہیں جو اپنی حدّت وشدید حرارت کی وجہ سے جس مقام پر لگائی جاتی ہیں اس کے مزاج کو فاسد کر دیتی ہیں اور تفرق واتصال پیدا کر کے زخم ڈال دیتی ہیں۔ مثلاً ہڑتال، سجی، چونا، لہسن، شیرمدار، بلادر، پیاز دشتی، تھوہڑ وغیرہ۔

۷۳۔ **مقوی**: قوت دینے والی۔ - Tonics

Agent that will increase strength and tone"

ایسی دوائیں ہیں جو کسی عضو کی قوت میں اضافہ کرتی ہیں۔ اس کے قوام ومزاج کو اعتدال پر لاتی ہیں اور اس کی کمزوری کو دور کرتی ہیں۔ مقویات مختلف ہوتے ہیں۔

۱۔ مقویاتِ اسنان ولثہ:۔

دانتوں اور مسوڑھوں کے مزاج میں اعتدال پیدا کرنے والی مثلاً پھٹکری، برادۂ فولاد، کباب چینی، مازو مائیں، تمباکو، سوختہ، بُسد، پوستِ انار، پوستِ مغیلاں، حب الآس، عاقرقرحا، طباشیر، برہمی، ستِ اجوائن وغیرہ،

۲۔ مقویاتِ اعصاب:۔

اعصاب اور پٹھوں کو اعتدال پر لا کر ان کی تحریکات میں اضافہ کرتی ہیں مثلاً جندبیدستر،

زرنبون، بوزیدان، جدوار، فولاد، سم الفار، کچلہ، بلادر وغیرہ۔

۳۔ مقویاتِ اعضائے رئیسہ: قلب و جگر و دماغ میں قوت دینے والی مثلاً آملہ، زعفران، آبریشم، درونج عقربی، بادرنجبویہ، قسط، گل سرخ، صندل، گاجر، مروارید، مشک، زہر مہرہ، زمرد، گاؤزبان وغیرہ۔

۴۔ مقویاتِ معدہ و امعاء: آنتوں اور معدہ کی رطوبات ہاضمہ میں اضافہ کر کے ان کی قوت میں زیادتی پیدا کرتی ہیں۔ مثلاً بادیان، زرنباد، زنجبیل، کبر، الائچی خرد و کلاں، جنطیانا، ریوند چینی، سنگدانہ مصطگی، ہلیلہ، نمکِ سیاہ، حب الآس، سعد کوفی، بادرنجبویہ، کلونجی، تخم لیموں وغیرہ۔

۵۔ مقویاتِ طحال: برگ جھاد، حب بلساں، فولاد،

۶۔ مقویاتِ باہ: خرما، اسگند، بیضۂ مرغ، ثعلب مصری، ستاور، تنقاقل مصری، انجدان، زعفران، عنبر، بہمن، بلادر، سنگ ماہی، مورنجان وغیرہ۔

۷۔ مقویاتِ گردہ: جامن کی گٹھلی، مصطگی،

۸۔ مقویاتِ مثانہ: طباشیر، لکِ مغسول۔

۹۔ مقویاتِ دم: سم الفار، انارِ شیریں، کشتۂ فولاد، ہڈیوں کا رس، روغنِ جگر ماہی، مویز منقی وغیرہ۔

۱۰۔ مقویاتِ بصر: مامیران، چاکسو، سنگدانہ، سنگ بصری، بھنگرہ، آملہ، مروارید، فیروزہ، ہلیلہ، بلیلہ وغیرہ۔

۷۴۔ مُقی: Emetic Medicine That Produces Vomiting قے لانے والی۔

یہ وہ دوائیں ہیں جو اخلاطِ ثلثہ یا ان میں سے کسی بھی رطوبت کو معدے یا اس کے اطراف سے گزار کر براہِ دہن خارج کر دیتی ہیں۔ مثلاً آبِ گرم، تخم شبت، آبِ نمک، خردل، تخمِ مولی، تخمِ خیرہ جیرا، برگِ تربپ، سکنجبین، ماء العسل، تمباکو، بنفشہ وغیرہ۔

۷۵۔ ملطف: "An agent that will decide the matter into small particles" مواد کو چھوٹے چھوٹے اجزا میں تقسیم کرنے والی۔ Demulcent

یہ ایسی دوائیں ہیں جو اپنی ہلکی حرارت سے مواد کو جلد چھوٹے چھوٹے اجزا میں تقسیم کر دیتی ہیں۔ نیز غلیظ خلطوں کو نرم و پتلا بنا دیتی ہیں مثلاً برنجاسف، گل غافث، بابونہ، آبریشم کشوت، بیخ کاسنی، چوب چینی، مکو، حب بلساں، جدوار، ایرسا، زراوند، زوفا بورۂ ارمنی وغیرہ۔

۷۶۔ ملینِ امعاء: Laxative -

"An aderient or mild cathartic producing one or two evacuatior without pain and tenesmous"

یہ ایسی دوائیں ہیں جو اپنی نرم حرارت سے آنتوں کی حرکتِ دودیہ میں اضافہ کرکے دو ایک نرم اجابتوں کا باعث ہوتی ہیں مثلاً ترنجبین، گلقند، مویز منقی سنا وغیرہ۔

Poultecious or Poultice

۷۷۔ ملینِ ورم: ورم کو نرم کرنے والی۔

- "An agent which applied to skin relieves congestion and stimulates absorption of inflammatory product"

یہ ایسی دوائیں ہیں جو اپنی حرارت اور قوتِ تحلیل کی بنا پر ورمی مواد کو نرم کرکے قابلِ تحلیل بناتی ہیں۔ مثلاً آردِ گندم، السی، تخمِ کنوچہ، تخمِ خطمی، سلارس، زفت رومی، مرمکی، بیہہ بط، بیہہ مرغ، لاذن وغیرہ۔

۷۸۔ ممسکِ منی: امساک پیدا کرنے والی۔ انزال میں تاخیر پیدا کرنے والی۔

Avoricious -

"An agent that will retair the discharge of semen before complete intercourse"

یہ ایسی دوائیں ہیں جو اپنی قوتِ تخدیر، خشکی اور لطیف حرارت کی وجہ سے انزال میں تاخیر پیدا کرتی ہیں اور عملِ مجامعت میں مزید لطف کا باعث ہوتی ہیں مثلاً برگ دھتورہ بھنگ، عاقر قرحا، بیحبند، افیون، موچرس، اجوائن خراسانی، کچلہ، تخمِ دھتورہ، شاہدانہ وغیرہ

۷۹۔ مُملّس: Lubricant.

"An agent which makes smooth the surface".

یہ ایسی دوائیں ہیں جو اپنی لزوجت سے کھردری سطحوں کو چکنا اور ہموار بناتی ہیں مثلاً صمغ عربی، عناب، بارتنگ وغیرہ۔

۸۰۔ مُنفّث: بلغم کو خارج کرنے والی۔ Expectorant -

"An agent which facilletates the removal the secretion of the broncho pulmonary mocous membrain"

یہ ایسی دوائیں ہیں جو بلغم غلیظ کو رقیق کرکے یا مائی کو غلیظ کرکے پھیپھڑوں سے منہ کی راہ خارج کرتی ہیں مثلاً اصل السوس، اڑوسہ، خولنجان، خطمی، سبوس گندم، السی، سپستاں، شہد، انجیر، عناب، ابرسا، پیانہ دشتی، خبازی، تمباکو، انیسون، جواکھار، ریوند چینی، مبر گتو دنتی، میعۂ سائلہ، عود بلساں، کلونجی، کاکڑا سنگھی، مغز فندق، مغزِ بادام شیریں۔

۸۱۔ منضج: مواد کو قابلِ اخراج بنانے والی۔ Concoctive -

"An agent that will make ability to evacuate the waste mattarial from the vessels"

یہ ایسی دوائیں جو اخلاط و رطوبات کو معتدل القوام کرکے قابلِ اخراج بنادیں یعنی اگر موادِ امراض نہایت درجہ غلیظ القوام ہوں تو ان میں رقت پیدا کرکے اور اگر نہایت درجہ رقیق القوام ہوں تو ان کو غلیظ و گاڑھا کرکے قابلِ اخراج بنائیں مثلاً اسطوخودوس، بادیان، تخمِ خطمی، تخمِ کتان وغیرہ۔

اخلاطِ ثلثہ کے لیے نضج دینے والی مختلف دوائیں ہیں۔ جو درجِ ذیل ہیں۔

(۱) **منضجِ بلغم:** خلطِ بلغم کو قابلِ اخراج بنانے والی۔ مثلاً اسطوخودوس، بادیان، تخمِ خطمی، شکاعی، گل گاؤزبان، اصل السوس، سپستاں، پرسیاؤشاں، عناب، تخمِ کتان وغیرہ۔

(ب) **منضج سودا:** خلط سوداوی کو قابل اخراج بنانے والی۔
مثلاً بادآورد، شاہترہ، بادرنجبویہ، ترنجبین، افتیمون، پرسیاؤشاں، افتیمون وغیرہ۔

(ج) **منضج صفرا:** خلط صفرا کو قابل اخراج بنانے والی۔
مثلاً بیخ کاسنی، شکر سرخ، گل بنفشہ، شربت نیلوفر بہدانہ، تخم کاہو، صندل سفید، گل سرخ وغیرہ۔

۸۲۔ منفذ: نفوذ کرنے والی۔ Vehicle
"A Medicinal sustance used for administration of medicine as syrup or aqua"

یہ ایسی دوائیں ہیں جو اپنی رقت ولطافت اور قوت نفوذ کی وجہ سے جب دوسری دواؤں سے ملتی ہیں تو ان کو بہت جلد مقام مقصود و ماؤف تک پہنچا دیتی ہیں، جیسے سرکہ، شربت، پانی، زعفران وغیرہ۔

۸۳۔ منفط: آبلہ انگیز دوائیں۔ Epispastic
"An agent when applied locally will produce a serous or blister"

ایسی دوائیں ہیں جو اپنی حرارت وسوزش کی وجہ سے جلد پر آبلہ ڈال دیتی ہیں مثلاً بھلانواں، روغن جمال گوٹہ، شیر مدار، ذراریح، روغن خردل، روغن سداب وغیرہ۔

۸۴۔ مہیج: Irritant -
اس کو لاذع بھی کہا جاتا ہے جیسا کہ صفحہ نمبر ۱۸۷ میں بیان کیا گیا۔

۸۵۔ مولد پیدا کرنے والی Procreator — bi Product
دودھ، منی، خون، حرارت اور دوسری اشیا کو پیدا کرنے والی۔ اس کی جمع مولدات ہے۔ اگلے صفحہ پر مختلف مولدات کا تذکرہ ہے۔

Blood Procreator

(ا) مولدِ دم: یہ دوائیں اپنے مخصوص افعال اور قوتِ غاذیہ کی بنا پر خون میں سرخ ذرات کا اضافہ کرتی ہیں جیسے فولاد، یخنی، انار، انگور، آم، زردیِ بیضۂ مرغ، دودھ، خرما اور جملہ لطیف غذائیں وغیرہ۔

An agent that will produce blood in the body.

(ب) مولدِ ریاح: Gas - Procreator -

'An agent that will increase and produce gase in the gastrointestinal tract"

ریاح میں اضافہ کرنے والی۔ انہی کو نفاخ کہا جاتا ہے۔ یہ ایسی دوائیں ہیں جو اپنی رطوبتِ فضلیہ کی وجہ سے ریاح کی پیدائش میں اضافہ کر کے نفخ کا سبب ہوتی ہیں مثلاً لوبیا، دالِ ماش، باقلا، بیگن، کٹھل، آرڑو، مٹر، اروی، چنا، بڑھل وغیرہ۔

Semen Procreator

(ج) مولدِ منی: -"An agent that will produce semen in the testicles"

یہ ایسی دوائیں ہیں جو اپنی غلظت اور مخصوص خصوصیت کی وجہ سے منی کی پیدائش میں اضافہ کرتی ہیں مثلاً ثعلب مصری، تالمکھانہ، ستاور، تودری، بہمن، ماش، خرما، مغزِ چلغوزہ، سنگھاڑہ، تخمِ گزر، مغز نارجیل، آم، موصلی، موصلہ سینبھل وغیرہ۔

(د) مولدِ شیر: Milk Procreator -

"An agent that will produce milk in the brest"

دودھ کی پیدائش میں اضافہ کرنے والی۔ یہ ایسی دوائیں ہیں جو اپنی رطوبت و مخصوص افعال کی وجہ سے دودھ کی پیدائش میں اضافہ کرتی ہیں مثلاً ستاور، تودری، زیرۂ سفید، موصلی، پنبہ دانہ، شقاقل مصری، سنگھاڑا، دودھ، کلونجی، گلِ مہوہ، لوبیا وغیرہ۔

۸۶۔ ہاضم:- Digestive -

An agent thet will increase secretions of gastric and intestinal juces which and in processes of digestion"

یہ ایسی دوائیں ہیں جو غذا کو جزوِ بدن بنانے اور اشتہا میں اضافہ کرنے والی ہیں اور غذا کو جلد چھوٹے چھوٹے اجزا میں تقسیم کرکے جزوِ بدن ہونے کے قابل بناتی ہیں، مثلاً لونگ، زنجبیل، بادیان، انیسون نازیرہ، اجوائن دیسی، آبِ انار، آبِ لیموں، جائفل، جاوتری، دارچینی، الائچی خرد، الائچی کلاں، زرنباد، نرکچور، برگِ مولی، کبابہ وغیرہ۔

Ibn-E-Sina Tibbiya College
Library
Estd. 19
6509
Seenapu.a Azamgarh